غیب دان وطن

ایک

دلچسپ اور نتیجہ خیز اخلاقی ناول

مصنفہٗ

مولانا مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شررؔ ایڈیٹر دلگداز

جو

سنہ ۱۹۱۰ء کے خریداران دلگداز کی خدمت مین ہدیّۃً پیش کیا گیا

اور

باہتمام محمد فاروق منیجر دلگداز

سنہ ۱۹۱۱ء مین

دلگداز پریس لکھنؤ واقع کٹرہ بزن بیگ خان مین

چھپ کے شائع ہوا

طبع اول ۱۰۰۰

قیمت فی جلد

تصانیف شرر کے نئے لائبریری ایڈیشن

نفیس مزاج اور فیاض قدردانان علم کیلئے مولانا شرر کی نئی اور پرانی کتابین بڑے اہتمام کے ساتھ واضح و روشن مسطر اور عمدہ ولائتی چکنے کاغذ پر چھاپی جاتی ہین جنکی نفاست دیکھنے کے قابل ہو۔ اس سلسلۂ طبع کا نام لائبریری ایڈیشن رکھا گیا ہو۔ اسمین ناول بھی ہین اور اعلی درجہ کی تاریخین بھی۔ جو حضرات پہلے سے اجازت دے دیتے ہین اُنکا نام لائبریری ایڈیشن کے رجسٹر مین درج کرلیا جاتا ہو اور تیار ہوتے ہی ہفتہ عشرہ پہلے اطلاعی کارڈ بھیج کے بلا انتظار جواب وی۔ پی بھیجی جاتی ہین۔ مجلد کتابون کے خریدارون سے اصل قیمت پر فی جلد ۴؍ کے حساب سے اضافہ کرلیا جاتا ہو۔ اگر علمی مذاق کی مربی گری منظور ہو تو فوراً لائبریری ایڈیشن کے رجسٹر مین اپنا نام درج کرا لیجئے۔

اس سلسلہ مین مندرجہ ذیل کتابین موجود ہین۔

نمبر (۱) **افسانۂ قیس**۔ مجنون عامری کی لائف جو از سر نو مکمل کی گئی ہو قیمت ۳

نمبر (۲) **قیس و لبنیٰ**۔ مشہور عاشق عرب قیس بن ذریح عذری اور اسکی معشوقہ لبنیٰ کے حالات کو ایک نہایت پُراثر اور دلچسپ ناول کا لباس پہنایا گیا ہو۔ اسمین یہ خاص بات ہو کہ یہی ایک پُرسوز و گداز ناول ہو۔ اور یہی سچی سوانحعمری۔ قیمت فی جلد .... عہ

نمبر (۳) **حسن بن صباح**۔ بانی فرقۂ باطنیہ کے حالات زندگی۔ اسکی تعلیمین اُسکا علم و فضل اور اُسکے سرگرم فدائی۔ خونی فدائیون کے مذہب کی اصلیت اسی کتاب سے معلوم ہو سکتی ہو۔ قیمت فی جلد .... ۶؍

اس سلسلہ کی مندرجہ ذیل کتابین زیر طبع ہین جو سنہ ۱۹۱۱ع مین مکمل ہو جائین گی۔

عہد قدیم۔ ایک نہایت ہی مکمل اور لکھی ہوئی تاریخ جس مین حضرت رسالتمآب صلعم سے پیشتر کی تمام قومون اسرائیلیون مصریون۔ کلدانیون۔ فینیقی والون۔ ایرانیون۔ یونانیون۔ مقدونیہ والون۔ رومیون۔ ساسانیون۔ بطلیموسیون وغیرہ کے اجمالی حالات ایسی خوبی سے لکھے گئے ہین کہ ایک نظر دیکھ لینے سے ساری دُنیا کی تاریخ پر اجمالی نظر پڑ جاتی ہے۔ یہ کتاب اسلامی مدارس مین تاریخ کی حیثیت سے سلسلۂ درس مین داخل کرنے کے قابل ہو۔ حجم تقریباً ۵۰۰ صفحہ قیمت .... عا

بریقہ۔ عہد یہود کا ایک عبیدہ ناول جسمین بنی اسرائیل کی معاشرت و تاریخ کے سلسلہ مین رومیون کے ہاتھ سے بیت المقدس اور یہود کی تباہی و پامالی دکھائی گئی ہو۔ اور ثابت کیا گیا ہو کہ کوئی کمزور ناشائستہ قوم اپنی زبردست سلطنت سے بغاوت کرے اور ناقابلیت کے ساتھ آزادی چاہے تو اُسکا کیا انجام ہوتا ہو۔ عہ

امام ابو الحسن اشعری۔ (سلسلۂ مشاہیر اسلام) امام ممدوح کی سیرۃ آپ کا مذہب اور آپ کا فلسفۂ عقائد۔ بےدینی پر دینداری کی اور الحاد پر خداشناسی کی فتح۔ فی جلد .... عہ

فلورا فلورنڈا۔ اُس پرانے پرجوش تاریخی ناول کا جسے مسلمانان ہند نے بیحد پسند فرمایا ہو نیا لائبریری ایڈیشن۔ عہ

تاریخ بغداد۔ اسکے نہایت ناقص و ناتمام نسخہ بازار مین پھیلے ہوئے ہین۔ اب اُسے از سر نو مکمل و مرتب کرکے اور گویا نئے سرے سے تصنیف کرکے لائبریری ایڈیشن تیار کیا جاتا ہو۔ قیمت فی جلد ... ۶؍

قدردانان دلگداز کو اس سلسلہ کی سرگرمی سے مربی گری کرنی چاہیئے۔

الملتمس۔ محمد فاروق منیجر دلگداز۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلا باب

خود کردہ را درمانے نیست

مرزا مسعود اگرچہ ایک نہایت ہی مہذب خاندان مین پیدا ہوئے۔ اور اعلےٰ درجہ کی تعلیم پائی تھی مگر کچھ ایسی خیالی اور دُھنی طبیعت واقع ہوئی تھی کہ بجاے اِس کے کہ کوئی عملی پیشہ یا نوکری کرکے دنیوی عروج حاصل کرتے شاعری کے لیے زیادہ موزون تھے۔ ہر وقت ایک سوچ مین پڑے رہتے۔ اور معلوم ہوتا کہ جیسے کوئی بڑی فکر دامنگیر ہے۔ خیالی عالم کی سیر کرنا اُنکا دلچسپ مشغلہ تھا۔ اور خیالی عمارتین بنا بنا کے منہدم کرتے رہنے مین اُن کو بڑا مزہ آتا تھا۔ کوئی بات کہدیجیے پھر دیکھیے کہ اُس کے متعلق وہ کیسے کیسے خیالات پیدا کرلیتے ہین کیسی بال کی کھال نکالتے ہین۔ اور [illegible] کرتے ہین۔ اعلےٰ درجہ کی شاعرانہ تشبیہین اور نہایت ہی نازک استعارے وہ بڑی بے تکلفی کے ساتھ ڈھونڈھ لیتے کیونکہ خیال آفرینی کے بادشاہ تھے۔ مگر عملی دنیا مین دیکھیے تو معمولی لوگون سے بھی پیچھے اور تمدن و معاشرت کے لحاظ سے بہت ہی ناقص۔ خلاصہ یہ کہ خدا کے پاس سے وہ ایک اعلےٰ درجہ کی شاعرانہ طبیعت لے کے آئے تھے۔ اور اِس کے سوا کچھ نہ تھا۔ تعلیم اچھی پائی لیکن وہ اصلی مزاج اور فطرت کو بھلا کیا بدل سکتی تھی۔

ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا معمولی انسانی جسم مین اُن کو مادّے کے مقابلے روح زیادہ دے دی گئی ہے جس کا رُجحان اکثر اُن ہی باتون کی طرف رہتا ہے جنکو معاملات اور کاروباری دنیا سے علاقہ نہین۔ اگر وہ تصوّف کی طرف توجہ کرتے تو شاید ایک بہت بڑے باکمال صاحب باطن صوفی صافی ثابت ہوتے۔ یا شاعری کی دنیا مین آتے تو ہمین یقین ہے کہ اُن مشہور و معروف شعرا مین شمار کیے جاتے جو مختلف قومون کے سرمایۂ ناز ہوئے ہین۔

مگر بدقسمتی سے ماں باپ نے اُنھین نہ صوفی صافی مشرب بننے دیا اور نہ شاعر معنی آفرین بلکہ زمانے کے عام رُجحان کے مطابق اُنھین یونیورسٹی کے نصاب کی تعلیم دی جسکے امتحانون

مین کئی بار فیل ہوکے اُنھون نے بی۔اے۔کی ڈگری توحاصل کرلی مگر قانون مین کسی طرح دل نہین لگتا جسکی نسبت والدین اور تمام بزرگون کا اصرار ہے کہ دو سال اور محنت اُٹھاکے ال۔ال۔بی۔کی سند حاصل کرلو۔اور وکالت کا پیشہ اختیار کرو۔

چونکہ یہ کسب معیشت کی تعلیم تھی اور اُن کا اِس مین دل نہ لگتا تھا۔لہذا مان باپ کی راے قرار پائی کہ شادی کرکے سر پر دنیا کا بار بھی ڈال دین۔تاکہ اُنھین معاش کی فکر ہو۔مگر یہان توشادی کی فکرین ہو رہی تھین وہان مرزا مسعود کی یہ حالت تھی کہ اپنی شاعرانہ طبیعت کی بدولت اُن دوستون ہی سے زیادہ ملتے جو حسن و عشق کے جھگڑون مین رہتے۔اور جن کی آمد و رفت حسن فروشان بازاری مین رہا کرتی تھی۔کوئی بدکاری کا خیال یا رندانہ مشرب کا شوق اُنھین اِن بازاری عورتون مین نہین لے جاتا تھا۔بلکہ جیسا ہم کہہ چکے ہین صرف اسلیے کہ اُن کا دل شاعرانہ طبع آزمائی یا خیال آفرینی کی غرض سے اکثر کسی عارض تابان یا زلف شبگون کو ڈھونڈھتا رہتا تھا۔جن دوستون کے ساتھ وہ ایسی صحبتون مین جاتے اُن کو ان سے زیادہ بے ضرر دوست شاید دُنیا مین نہ نصیب ہو سکتا۔کیونکہ خاندانی پاکدامنی نے اُنھین حد شرافت و تہذیب سے باہر نکال کے کبھی بدکاری مین مبتلا نہین ہونے دیا۔اور جب کسی کو اِن سے کسی قسم کی رقابت کا اندیشہ نہ تھا تو پھر عیش پسند لوگون کے لیے اپنی صحبت عیش مین اِن سے زیادہ سچا اور خالص انیس و محرم راز کوئی نہ تھا۔

جن نازک اندام و پری جمال زنان بازاری مین اِنکی آمد و رفت تھی وہ بھی اُن کو حیرت کی نگاہ سے دیکھتین اِسلیے کہ عاشقانہ جذبات کے لحاظ سے دیکھتین تو اُن کو سب سے زیادہ پُرجوش پاتین۔اشعار اِنھین سب سے زیادہ یاد تھے۔بذلہ سنجی و لطیفہ گوئی مین اِن کا جواب نہ تھا۔غرض اِنکی ہر ادا اور ہر بات مین اُنھین ایک شان عاشقی نظر آتی۔مگر جب اپنے ناز و انداز کی کمندین ڈال کے اِنھین پھانسنا چاہتین تو اِن پر مطلق اثر نہ ہوتا۔اِنکی اِس رکاوٹ و پاکدامنی نے بعض نہایت ہی حسین عورتون کو اُن کا مفتون بھی بنا دیا۔اور اُنھون نے گو اِن کے اسیر عشق کرنے مین کوئی دقیقہ نہین اُٹھا رکھا مگر اِنکی حالت ہمیشہ اُس وحشی ہرن کی سی رہی جس پر کوئی چاہے کیسی ہی ہوشیاری سے کمند پھینکے مگر وہ اپنا سر بچا کے الگ جا کھڑا ہو۔نہ تو یہ ہی ہوا کہ یہ اُن کے پھندے مین پھنس گئے ہون۔اور نہ یہ کہ اُن کے یہ بُرے ارادے دیکھ کے اُن کی صحبت ترک کر دی ہو۔

مرزا مسعود کی یہ ایسی انوکھی وضع تھی اور اِس بارۂ خاص مین اُنھون نے ایسا عجیب
وغریب استقلال دکھایا تھا کہ اگر بعض عورتین اُن کے شوق مین دیوانی ہو رہی تھین تو تمام بازاری
عورتون مین اُن کی وضعداری کا شہرہ تھا جس سے اُن کو یہ فائدہ ہوا کہ بغیر اِس کے کہ ایک پیسہ
بھی خرچ کرین جس صحبت مین جاتے آنکھون پر بٹھائے جاتے - اور ہر جگہ قدر ہوتی لیکن بُری
صحبت کچھ نہ کچھ اثر ڈالتی ہی ہے - انھین عورتون مین ایک کے حُسن وجمال کا اثر اُن پر پڑ ہی
گیا وہ بجاے اسکے کہ اورون کی طرح نظر سے ٹکرا کے الگ جا گرے - آنکھون کی کھڑکیون مین
سے گھُس کے اُن کے دل مین جا بیٹھی اور لگی کلیجہ ملنے - گو اُنھون نے دامن استقلال کو نہ چھوڑا - اور
مجال کیا کہ ہوس پر اُن کے قدم کو ذرا بھی لغزش ہو مگر دل کو کیا کرتے ؟ جسمین وہ نازنین بس گئی -
اور ہر وقت میٹھی چٹکیان لیا کرتی تھی - اُس کے خیال کو یہ بھلاتے - مگر وہ بار بار دل مین ہوکے
دے کے اپنی یاد تازہ کر دیتی - اور یہ بیچین ہو جاتے -

شدہ شدہ والدین کو خبر ہوئی کہ مسعود ایسی ناپاک صحبتون مین جانے لگا - اور بہت
کچھ غور و تامل کے بعد سارے خاندان کی یہ راے قرار پائی کہ فوراً اِس کی شادی کر دی جائے -
لڑکا لائق تھا - اور نو عمر - کیونکہ عمر ابھی اکیس سال سے زیادہ نہ تھی - جیسے کمسن ہونہار لڑکون
کی فی الحال اکثر خاندانون مین کمی ہے - اور زمانہ آن کے ایسا لگا ہے کہ اگر مناسب تعلیم ہو
تو ہر قسم کے اخلاقی عیوب سے جان بوجھ کے چشم پوشی کی جاتی ہے - بہت ہی جلد ایک شریف و معزز
خاندان مین نسبت ٹھہری اور چٹ منگنی پٹ بیاہ کی مثل پوری پوری صادق آگئی - یعنی ایک
ہی مہینے کے اندر اندر مانجھا - ساچق - مہندی - اور شادی - اور جملہ مراحل و منازل
نکاح طے ہو گئے -

خود مرزا مسعود اپنی تعلیم اور نیز اپنی شاعرانہ طبیعت کے لحاظ سے شادی کو اپنے
حق مین مفید نہین خیال کرتے تھے - اور اگر اُن سے مشورہ کیا جاتا تو یقیناً انکار ہی کر دیتے -
مگر ہندوستان مین لڑکون یا لڑکیون کو اپنی شادی کے بارے مین دخل ہی کیا ؟ اور اُن سے
پوچھتا ہی کون ہے - اور بالفرض اگر بیحیائی کر کے وہ اپنی ناراضی ظاہر بھی کر دین تو اُن کی
سُنتا کون ہے - کیونکہ ایسے معاملات مین عموماً اُن کی رائین غیر قابل لحاظ سمجھی جاتی ہین
لیکن اِس کے ساتھ یہ بہت غنیمت ہے کہ نو عمرون اور خصوصاً ہندوستان کے نوجوانون مین
اخلاقی جُرأت اِس قدر کم ہے کہ نہین نہین کرنے پر بھی اُن کے ساتھ بجبر و اکراہ جو کچھ کر دیا

جائے اُسے گوارا کرکے نباہ دیتے ہین - چنانچہ ایسا ہی معاملہ مرزا مسعود کی شادی مین بھی پیش آیا - دل مین شادی کے خلاف اور تاہل سے قطعاً متنفر تھے جس کسی دوست سے تذکرہ آیا یہی کہا کہ "مجھے نہین منظور - شادی اسیری ہے - اور مین آزاد رہنا چاہتا ہون" مگر جسوقت مان باپ نے دولھا بنا کے بٹھا دیا - اور قاضی صاحب نے آکے پوچھا کہ "مرزا محسن کی بیٹی عفت آرا کے ساتھ تمھارا عقد نکاح ایک لاکھ اشرفیون کے مہر پر کیا جاتا ہے تمھین قبول ہے ؟" اُسوقت نہین کرنے کی جُرأت نہ ہوئی - منہ سے یہی نکلا کہ "جی ہان قبول ہے"

مرزا مسعود کی شادی اگرچہ گھر سے بہت دُور ہوئی مگر بہت اچھی جگہ ہوئی - کیونکہ اُن کے خسر مرزا محسن اکبرآباد (آگرے) کے خاندانی رؤسا مین سے تھے - لاکھون روپیہ کا تموّل رکھتے تھے - اور اپنی اکلوتی لاڈلی بیٹی کو تعلیم بھی بہت اچھی دی تھی - اگرچہ عفت آرا کو اُنھون نے کبھی کسی زنانے مدرسہ مین نہین جانے دیا - مگر گھر ہی مین لائق اُستانیان نوکر رکھ کے اور ایک قابل یورپین لیڈی کو تعلیم و تربیت پر مامور کرکے خوب تعلیم دی تھی - اور نہایت ہی شائستہ مہذب اور سمجھدار لڑکی بنا دیا تھا -

الغرض مرزا مسعود کی شادی ہوگئی - اور اب وہ شکنجہ مین پڑے ہوئے ہین کہ دیکھیے اِس کا انجام کیا ہوتا ہے ؟ میری اخلاقی کمزوری نے مجھے زندگی بھر کے لیے گرفتار کرا دیا - اب تو پورا بلبل اسیر ہون - "بُرا پھنسا" خیال جس کے عالم مین ٹھوکرین کھاتے پھرنے کے وہ مدت سے عادی ہین ہزارہا قسم کے خطرات اور صدہا طرح کے اندیشے اُن کے سامنے لا کے پیش کرتا ہے - اور اُنھین نظر آرہا ہے کہ وہ ایک ایسی آفت مین پھنس گئے جس سے چھٹکارا محال ہے - اوہام ڈرا رہے ہین کہ اب یہ ہوگا - اور یہ ہوگا - یہ خرابیان پیش آئین گی - اور اِن آفتون سے دوچار ہونا پڑے گا - اور سب کے آخر مین تھکا ہارا دل یہی جواب دیتا ہے کہ "اب تو جو ہونا تھا ہوا"

ساتھ ہی اُس دلربا کا خیال آیا جو اُن کے دل پر قبضہ کیے ہوئے تھی - یہ ایک آفت زمانہ شاہد بازاری تھی جس کا نام فیروزہ تھا - مرزا مسعود اُسکی سحر آفرین آنکھون پر لوٹ تھے اور دل و جان سے عاشق - اُسکی خیالی صورت آنکھون کے سامنے آئی اور بولی "کیون ؟ وعدہ کس کا اور پورا کس کے ساتھ ہوا ؟ دل کس کی پرستش کرتا ہے اور سجدے مین کس کے آگے جھکے ہو ؟"

خیالی تھیٹر کا یہ سین دیکھتے ہی چونک پڑے۔ گھبرا کے کلیجا ہاتھون سے تھام لیا۔ اور دل ہی دل مین کہا "سچ تو کہتی ہے۔ مجھے تو شک ہے کہ میرا یہ نکاح ہوا بھی یا نہین جب میرا دل ایک ماہوش کے رُخ زیبا کا دیوانہ ہو رہا ہے تو مجھے اِس کا حق ہی کب حاصل تھا کہ دوسری کے ساتھ عقد کو قبول کرون۔ اور یہ دل جو ایک کا ہو چکا ہے اُسے دوسری کو دون؟ کیا دل کوئی ایسی چیز ہے جسے انسان اپنے اختیار سے جس کسی کو چاہے دے دے؟ ہرگز نہین پھر یہ عقد کیسا؟ اور بالفرض ظاہر مین ہو بھی گیا تو ہوا کیونکر؟ مگر افسوس! خود کردہ را درمانے نیست"

دوسرا باب

اتالیق بیوی

مرزا مسعود کے دل مین اگرچہ اِس قسم کے خیالات پریشان کا ہجوم ہے نکاح پر حد سے زیادہ پچھتا رہے ہین۔ مگر اُسی اخلاقی کمزوری کی بدولت جس نے نکاح مین ہونکاری بھروائی تھی دیگر رسوم شادی کے متعلق بھی جو کچھ ہوتا ہے ہوئے جاتا ہے۔ عقد تو ہو ہی چکا اب دولھن کو گھر مین بیاہ لائے۔ پھر دولھن کے ساتھ سُسرال گئے۔ اور چوتھی کے رسوم بجا لائے گئے۔ زنانے مین عورتون نے چھیڑا۔ بنایا۔ ستایا۔ دلگیان کین۔ پھبتیان کہین ان سب باتون کو بھی گوارا کیا۔ دولھن سے مل کے خوش بھی ہوئے کیونکہ سُک سے درست ہی نہین حسینہ و جمیلہ۔ ذہین۔ وطباع۔ اور بہت ہی سمجھدار اور تمیزدار ہے۔ مگر وہ خوشی گھڑی بھر کے لیے تھی۔ بی فیروزہ یاد آئین اور فکر مین پڑ گئے۔ اور یہ حالت ہے کہ عفت آرا انکی صورت دیکھ رہی ہے اور یہ بی فیروزہ جان کے رُخ زیبا پر نظر بازیان کر رہے ہین جب دیکھیے دریاے فکر مین غوطہ زن ہین۔ دولھن ایک غیر معمولی درجہ کی متین وشائستہ۔ اور صاحب عقل وہوش لڑکی تھی وہ بغیر اِس کے کہ اُنکی اِس حالت پر اظہار حیرت کرے۔ یا اُسکے چشم وجبین سے کسی طرح کے آثار ناراضی ظاہر ہون کئی دن تک خاموشی کے ساتھ دولھا کی طبیعت وحالت کا اندازہ کرتی رہی۔ اور دل ہی دل مین سوچتی تھی کہ یہ کیا بات ہے جو میان ہر وقت ایک فکر مین رہا کرتے ہین۔ آخر انھین

سوچ تم کس بات کا ہے ؟

اس حالت کو دس پندرہ روز گزر گئے - مرزا مسعود تو اُسی طرح کبھی دریاے فکر مین غرق رہتے ہین اور کبھی ذرا بشاش - اور عفت آرا کی یہ حالت ہے کہ جیسے اپنی جستجو مین کسی قدر کامیاب ہوئی ہے - اور اُسی کی وجہ سے کسی وقت پریشان ہوتی ہے اور کسی وقت بشاش - ایک صبح کو سوتے سوتے مرزا مسعود کی آنکھ کھلی تو ایک جمائی لی آنکھین ملتے ہوئے اُٹھ بیٹھے اور دلھن سے کہا "ایک گلوری تو بنا دینا"

عفت آرا " اے تو نہ منھ دھویا نہ کلی کی اور پان کھا لوگے ؟"

مسعود " ہان اُٹھتا ہون - تم گلوری تو بناؤ"

عفت آرا " بنانے کو تو بنا ہی دونگی - مگر ایک شرط ہے ؟"

مرزا مسعود نے دلھن کی زبان سے پہلے پہل اس قسم کا فقرہ سُنا تھا حیرت سے اس کی طرف دیکھا اور کہا "کون سی شرط ؟"

عفت آرا " پہلے اقرار کرو کہ جو کچھ پوچھون گی بتاؤ گے"

مسعود - (ذرا تامل کے بعد) " ہان معلوم ہوگا تو بتا دونگا"

عفت آرا " تو مین پوچھتی ہون یہ بی فیروزہ کون ہین جن کی تمھین ہر وقت فکر رہا کرتی ہے ؟"

بی بی کی زبان سے فیروزہ کا نام سنتے ہی مرزا مسعود پہلے تو چونک پڑے اور پھر مبہوت و حیرت زدہ رہ گئے - کئی منٹ تک خوف زدگی کی نگاہون سے دلھن کی صورت دیکھتے رہے - اور آخر بڑی دشواریون اور زبردستیون سے حواس درست کرکے بولے " مگر سچ سچ بتاؤ کہ تمھین یہ کیونکر معلوم ہوا ؟"

عفت آرا " خود تم سے - تمھاری صورت سے - تمھاری وضع و حالت سے بھلا کہین ایسی باتین چھپانے سے چھپتی ہین ؟"

مسعود " مانا کہ میری پریشانی و فکرمندی سے تمھین اسکی خبر ہوگئی کہ مجھے کسی کا خیال رہتا ہے - مگر تمھین فیروزہ کا نام کیونکر معلوم ہوا ؟"

عفت آرا " یہ ایک راز ہے جسے نہ مین بتاؤن گی - اور نہ میرے بتانے سے تمھاری سمجھ مین آئے گا - تم یون سمجھو کہ میری ایک مسلمان اُستانی نے مجھے ایک

ایسا عمل بتا دیا ہے جس کے ذریعہ سے مین کبھی کبھی ایسی باتین معلوم کر لیا کرتی ہون"
مرزا مسعود نے اگرچہ تعلیم نئی پائی تھی مگر خاندانی اثر اور اپنی طبعی روحانیت کی بدولت مذاق پُرانا تھا - سحر و عمل کے قائل تھے - اور اس مین شک نہ تھا کہ بعض ایسے روحانی موکل ہوا کرتے ہین جو انسانون کے تابع ہوجاتے ہین - اور اُن کے ذریعہ سے لوگون کو غیب کی باتین معلوم ہوجایا کرتی ہین - یا وہ غیر ملک کی چیزین اور بے موسم کے میوے منگوا دیا کرتے ہین - یقین آگیا کہ عفت آرا کو کوئی نہ کوئی علوی یا سفلی عمل ضرور معلوم ہے - اس خیال کا یہ نتیجہ ہوا کہ بجائے اس کے کہ نئی دولھن سے مانوس ہون اور اُس کی محبت دل مین جگہ کرے - اُس سے ڈرنے اور وحشت کھانے لگے -
اب وہ سہمگین آنکھون سے عفت آرا کی صورت دیکھ رہے تھے کہ اُس نے کہا "تم نے بتایا نہین کہ یہ بی فیروزہ کون ہین ؟ اور تم سے اُن سے کیا تعلق ہے ؟"
مسعود "جب تمھین خود ہی معلوم ہوگیا تو مجھے چھپانے کی کیا ضرورت ہے ؟ اصل یہ ہے کہ مین اپنے بعض احباب کے ساتھ کبھی رنڈیون کے پاس آیا جایا کرتا ہون - اسکے ساتھ یہ بھی کہہ دون کہ مجھے کسی عورت سے کسی قسم کا ناجائز تعلق نہین - اور نہ مین آج تک کبھی زناکاری مین مبتلا ہوا ہون - لیکن محض تفنن طبع کے لیے اکثر ایسی صحبتون مین چلا جاتا ہون - اُنھین عورتون مین سے ایک حسینہ کا نام فیروزہ ہے جسکی طرف میرا دل مائل ہوگیا ہے - اور اکثر اوقات اُسکی صورت پیش نظر رہتی ہے - مگر مین تم سے سچ کہتا ہون کہ آج تک میرے دامن پر بدکاری کا دھبہ نہین لگا - اور سوا اس کے کہ پُرشوق آنکھون سے اُسکی صورت زیادہ دیکھ لی ہو اور کسی بات کا گنہگار نہین"
عفت آرا "ہان مجھے معلوم ہے کہ تم اپنے دوست محمود علی اور حامد حسین کے ساتھ فیروزہ کے وہان جایا کرتے ہو - اور خود تم کو اس سے کوئی تعلق نہین"
یہ جواب سُن کے مرزا مسعود سکتے سے ہوکے رہ گئے اور حواس اور جاتے رہے - اور گھبرا گھبرا کے نئی بیاہی دولھن کی بھولی صورت دیکھ رہے تھے کہ عفت آرا نے خود ہی تسکین کا سامان بندھانے کی کوشش شروع کی - اور کہا "مین خوش ہون کہ تم نے مجھ سے سچ سچ کہہ دیا اور اسکے ساتھ یہ بھی کہے دیتی ہون کہ مجھے کسی بات کا ملال نہین - سب عورتون کا طریقہ

ہے کہ ایسی باتین سُن کے بگڑ جاتی ہین۔ اور اُنکے دل مین حسد اور جلاپے کی آگ بھڑک اُٹھتی ہے۔ مگر مین اور مزاج کی عورت ہون۔ اور تم سے سچ کہتی ہون کہ تمھاری اِس راست بیانی اور سادہ مزاجی سے مین بڑا خوش ہوئی اور تمھاری محبّت میرے دلمین ایک کی جگہ دس گُنی ہو گئی۔"

یہ الفاظ سُن کے جن سے ناصحانہ اطمینان ظاہر ہوتا تھا مرزا مسعود نے دل مین کہا "مجھے تو عجیب و غریب بی بی ملی جو ولی کامل ہونے کے ساتھ ناصح مشفق بھی ہے۔ سمجھ مین نہین آتا کہ نباہ کیونکر ہوگا۔ کیونکہ یہ بیوی کاہے کو میری اتالیق ٹھہرین۔ اور اتالیق بھی وہ جو غیب کی باتین جان جاتا ہو۔ اور جسکی صورت دیکھ کے ڈر معلوم ہو۔"

اُدھر عفت آرا نے پیش خدمت کو آواز دی کہ "سلیقی آفتابہ لا کے منھ دھلاؤ" اور خود پاندان کھول کے گلوری بنانے لگی۔ مرزا مسعود نے منھ دھویا۔ اور تولیا سے منھ پونچھتے ہوئے کہا "آخر تمھین غیب کی باتین کیونکر معلوم ہوتی ہین؟ یہ کوئی فال کا طریقہ ہے یا کوئی موکل تمھارے قبضہ مین ہے؟"

عفت آرا۔ (مسکرا کے) "ہان کچھ ایسا ہی ہے۔ تم اُسے موکل ہی سمجھ لو۔ گر مجھے اُس موکل سے بڑی محبّت ہے۔"

مرزا مسعود "تم جادو تو نہین کرتین؟"

عفت آرا "نہین توبہ۔ بھلا جادو مسلمان کا کام ہے؟"

مرزا مسعود "جو جادو نہین ہے تو یہ عمل مجھے بھی بتا دو؟"

عفت آرا "مین تو بڑی خوشی سے بتا دیتی۔ اور تم سے بڑھ کے کون تھا جسے بتاتی؟ مگر اِس مین پرہیز ایسا ہے کہ سوا عورتون کے مردون سے ہو ہی نہین سکتا۔"

مرزا مسعود "وہ کون سا پرہیز ہے جو مردون سے نہین ہو سکتا؟"

عفت آرا "اب تم سے یہ ہوگا کہ عورتون کی طرح گھر سے قدم باہر نہ نکالو؟ ہم عورتونکا تو یہ کام ہی ہے۔ مگر مردون سے تو یہ شاید کسی طرح نہ ہو سکے گا۔"

مرزا مسعود "ہان یہ تو غیر ممکن ہے۔ اچھا اِس کے سوا اور بھی کسی بات کا پرہیز ہے؟"

عفت آرا "جب تم اِس پہلی ہی بات کی حامی نہین بھر سکتے تو اور باتون کے

پوچھنے سے حاصل ؟"

مرزا مسعود "مین نے مان لیا کہ مجھ سے نہ ہوسکے گا۔ یا کم سے کم ابھی غیر ممکن ہے۔ مگر معلوم تو ہوجائے کہ اس کمال کے حاصل کرنے کے لیے کیا باتین درکار ہین؟ شاید مین آیندہ کسی زمانے مین اِس کے سیکھنے کے قابل ہوجاؤن"

عفت آرا۔(ہنس کے)"تو تم کبھی پردے مین بیٹھ سکو گے ؟"

مرزا مسعود "ضرور کوشش کرون گا۔ بلکہ جان توڑ کے محنت کرون گا۔ مین دُھنی آدمی ہون۔ اور جو کام کرنا چاہتا ہون کر کے چھوڑتا ہون۔ دس پانچ سال مین اتنا روپیہ پیدا کرلون گا کہ اطمینان سے بیٹھ کے زندگی بھر کھا سکون۔ اور گھر سے قدم باہر نکالنے کی ضرورت ہی نہ باقی رہے"

عفت آرا۔(حیرت سے)"اور اپنے سب دوستون کو طلاق دے دوگے ؟"

مرزا مسعود "یہ کون بڑی بات ہے ؟"

عفت آرا "اور فیروزہ کو بھی ؟"

مسعود "اُس کا خیال بھی بھولتے بھولتے بھول ہی جائے گا۔ مگر تم تو بتاؤ کہ اور کن کن باتون سے پرہیز کرنے کی ضرورت ہے ؟"

عفت "مین تم کو ایک اصول کی بات بتا دون۔ عمل ایک روحانی چیز ہے۔ اسلیے چاہے وہ کسی قسم کا اور کوئی ہو اُسی وقت حاصل ہوسکتا ہے جب انسان اپنی روح کو قوی کرے۔ اور جسمانی خواہشون کو مارے۔ ہر قسم کی اخلاقی بُرائیان اُس کا اثر باطل کر دیتی ہین۔ تم نے کسی بُرے کام کا ارادہ کیا۔ اور ساری محنت تشریف لے گئی۔ تم نے کسی عورت کو بُری نگاہ سے دیکھا اور گئے گزرے ہوئے۔ کسی گناہ کا خیال تمھارے دل مین آیا اور جانو کہ تمھارا موکل تمھارے قبضہ سے باہر ہے۔ اِسی وجہ سے عمل کی قابلیت مردون کے مقابل عورتون مین زیادہ ہوتی ہے"

مسعود "جناب رسالت مآب صلعم نے تو یہ فرمایا تھا کہ دوزخ مین آپ نے زیادہ تر عورتون ہی کو پایا۔ اور تم کہتی ہو کہ مرد عورتون سے زیادہ گنہگار ہوتے ہین"

عفت آرا۔(ہنس کے)"ہمارے حضرت سے پہلے ایسا ہی تھا۔ مگر اس حدیث کا یہ اثر ہوا کہ مرد تو بے خوف ہو کے ہر قسم کے گناہ کرنے لگے۔ اور عورتون نے ڈر کے پرہیزگاری

اختیار کر لی۔ ظہور اسلام کے بعد مجھے یقین ہے کہ دوزخ مین مرد عورتون سے زیادہ جانے لگے ہون گے۔"

مرزا مسعود سے اِس کا کچھ جواب نہ بن پڑا۔ ہنس پڑے اور خفیف ہو کے ندامت سے بولے "واللہ مانتا ہون۔ تم نے بات خوب نکالی۔ اور یہ بالکل نیا اور اچھوتا خیال ہے۔" پھر ٹالنے کے طریقے سے کہنے لگے "اچھا مین تمام شرطین بجا لاؤن اور ہر طرح کا پرہیز کر سکون تب تو تم مجھے یہ عمل بتا دو گی؟"

عفت آرا (فوراً) "تمھارے لیے مجھے کسی بات مین بخل نہ ہوگا۔ اور چاہے تمھین یقین آئے یا نہ آئے مگر مجھے تمھارے لیے اپنی جان تک کھپا دینے مین دریغ نہ ہوگا۔"

اس کے بعد مرزا مسعود ناشتہ کر کے باہر گئے۔ اور عفت آرا گھر گرہستی کے کامون مین مشغول ہو گئی۔

تیسرا باب

دہشت زدہ شوہر

گھر سے نکلتے ہی مرزا مسعود نے اپنے دوست حامد حسین کے گھر کی راہ لی۔ مگر راستہ بھر بیوی کی غیب دانی کا خوف پیش نظر تھا۔ قدم اُٹھاتے جاتے تھے اور دل مین آپ ہی آپ کہتے جاتے تھے "لوگ کہتے ہین کہ شادی کے ہوتے ہی انسان کے پاؤن مین زنجیرین پڑ جاتی ہین۔ مگر اِس شادی نے جو زنجیرین میرے پاؤن مین ڈالی ہین وہ قیامت کی ہین۔ کسی کو ایسی قید نہ نصیب ہوئی ہوگی جیسی کہ میری قسمت مین تھی۔ کہین جاتا ہون تو خوف لگا رہتا ہے کہ بی بی کو معلوم ہو جائے گا۔ کسی سے ملتا ہون تو اِس کا دھڑکا لگا رہتا ہے کہ گھر والی کو خبر ہو جائے گی۔ چہ خوش کا ہے کو کراماً کاتبین کی رپورٹ ہے۔"

اِسی طرح کی باتون مین غلطان و پیچان حامد حسین کے گھر پہونچے۔ اور آواز دی۔ حامد حسین آواز سنتے ہی باہر نکل آئے۔ اور صورت دیکھتے ہی بولے "اخاہ! بھئی مسعود مین؟ یہ کئی دن سے تھے کہان؟ بی فیروزہ جان بھی کئی دفعہ پوچھ چکی ہین شادی ہوتے ہی کیا سب کو بھول گئے؟"

مسعود "کئی دن سے آنے کا قصد کر رہا تھا۔ مگر کیا کہوں فرصت ہی نہیں ملی"

حامد حسین "فرصت! تمھیں کام ہی کون سا ہے؟ کیا اب رات دن ہر وقت بی بی ہی کے پاس بیٹھے رہتے ہو؟ شادیاں سب کی ہوتی ہیں۔ مگر کسی کو تمھاری طرح جورو کا مُرید ہو جاتے نہیں دیکھا"

مسعود۔ (ذرا فکر و تردد کے بعد) "میں آج کل عجب چکر میں پڑا ہوا ہوں"

حامد حسین "کیوں؟ خیریت تو ہے؟ مگر تم اپنی خلقت کو کیا کرو؟ خدا نے کوئی اور فکر نہیں دی ہے تو اپنے لیے آپ ہی فکریں پیدا کر لیا کرتے ہو"

مسعود "تم کیا جانو میں اِن دنوں سخت فکروں میں مبتلا ہوں۔ کیا بتاؤں کہ مجھ پر کیا گزر رہی ہے۔ اور کیسی مصیبت آن پڑی ہے۔ بس بعینہٖ جال میں پھنسا ہوا طائر ہوں جو پھڑ پھڑا پھڑ پھڑا کے رہ جاتا ہے۔ اور کچھ زور نہیں چلتا"

حامد حسین "آخر دشمنوں کو کون سی فکر ہے؟ خدا نے گھر میں بہت کچھ دیا ہے۔ بچوں کی فکر نہیں۔ جورو ہے تو اُس کے روٹی کپڑے کا بار بھی تمھارے سر نہیں۔ فقط امتحان کی فکر۔ مگر اُس کے لیے بھی کوئی جلدی نہیں پڑی ہے۔ پھر کون سی فکر ہو سکتی ہے؟ مگر تمھاری عادت ہی کچھ ایسی ہے کہ سو طرح کی فکریں مول لے لیا کرتے ہو"

مسعود "تم اپنی ہی گائے جاتے ہو۔ تمھیں کیا خبر کہ میں کن جھگڑوں میں پھنسا ہوا ہوں؟"

حامد حسین "آخر کچھ معلوم بھی تو ہو؟"

مسعود "مجھے تو ایسا نظر آتا ہے کہ دوستوں سے ملنا چلنا درکنار اب میرا گھر سے نکلنا بھی موقوف ہوا چاہتا ہے۔ اور باہر نکلا بھی تو کیا۔ یہاں بھی اسیر و پابزنجیر ہوں۔ گویا قید خانہ میرے ساتھ ہے اور جہاں جاتا ہوں ساتھ جاتا ہے"

حامد حسین۔ (قہقہہ لگا کے) "خوب۔ تو یہ کہیے کہ بیگم صاحب نے مناہی کر دی ہے۔ اور یہاں بھی اُن کی ہیبت دل پر چھائی ہوئی ہے۔ وہ نہیں چاہتیں کہ ایک لحظہ کے لیے بھی آپ اُن کے پہلو سے جدا ہوں۔ یا اپنے کسی پُرانے دوست سے ملیں۔ ہاں صاحب۔ کیوں نہ ہو۔ اب اُن کی حکومت ہے۔ جیسے حکم چاہیں جاری کر لیں"

مسعود "میں جھوٹ نہ کہوں گا۔ اُنھوں نے نہ باہر نکلنے کو منع کیا ہے۔ اور نہ کہیں

آنے جانے سے روکتی ہین - مگر پھر بھی کوئی ایسی بات ہے کہ خود بخود میرے پاؤن مین بیڑیان پڑی ہوئی ہین اور ایسی بیڑیان جو نہ توڑے ٹوٹتی ہین - اور نہ کاٹے کٹتی ہین"

حامد حسین "آخر کیون؟ کچھ بتاؤگے بھی؟"

مسعود "کیا کہون؟ وہ کہنے کی بات ہی نہین ہے - مگر مجھ سے تو چھپاتے بھی نہین بنتی - سچ یہ ہے کہ مجھے اُن سے ڈر معلوم ہوتا ہے"

حامد حسین - (بڑی زور سے ہنس کے) "کس سے؟ جورُو سے! ماشاء اللہ! - شاید تم نے مزے مین آکے اپنی سب باتین اُن سے کہدی ہون گی - اور اب وہ دھمکیان دیتی ہون گی کہ تم نے ذرا بھی چون کی اور مین نے تمھارا کچا چٹھا کھول دیا؟ کیون ہے نہ؟"

مسعود "یہ بھی نہین - مجھ سے قسم لے لو جو مین نے کبھی ایک حرف بھی اپنی زبان سے نکالا ہو - لیکن جب اُنھین بے بتائے خبر ہو جائے تو کیا کرون؟"

حامد حسین "بے بتائے خبر ہو جانے کی ایک ہی ہوئی - اِس قدر لکھ پڑھ کے اور دنیا کا اتنا تجربہ اُٹھانے کے بعد تم ایسی بات زبان سے نکالتے ہو! اُن کا کوئی عزیز گوئندون کی طرح تمھارے پیچھے لگا ہوگا - اور تمھاری سب باتون کی اُنھین خبر کر دیا کرتا ہوگا"

مسعود "شاید - مگر ظاہر مین تو ایسا کوئی شخص نہین معلوم ہوتا"

حامد حسین "اچھا مجھے بتاؤ تو سہی کہ تمھاری کون سی باتین اُنھین معلوم ہو گئین؟"

مسعود "حیرت کی تو یہ بات ہے کہ اُنھین بعض ایسی باتون کی اطلاع ہو گئی جن کی کسی کو کانون خبر نہین - یہان تک کہ تم بھی نہین جانتے - اگر وہ اتنا ہی کہتین کہ مین فیروزہ جان کے یہان جاتا ہون - اور تمھارے اور محمد علی کے ساتھ جایا کرتا ہون تو خیال کرتا کہ کسی نے مخبری کی ہوگی - مگر اُنھین تو دل کی حالت معلوم ہو گئی جس کو مین نے کبھی کسی پر ظاہر ہی نہین کیا تھا"

حامد حسین "وہ کون سی بات ہے؟"

مسعود "تم اِسی قدر جانتے ہوگے کہ فیروزہ جان کو مجھ سے محبت ہے - وہ مجھے اپنے دام مین پھانسنا چاہتی ہین - اور مجھے اُن سے کسی قسم کا اُنس نہین - جتنا زیادہ وہ

جھکتی ہین اُسی قدر مین اپنی طرف کھینچتا ہون - ہے کہ نہین ؟"

حامد حسین "بے شک ہے"

مسعود "لیکن اِسے کوئی نہین جانتا کہ فیروزہ کی اداؤن کا میرے دل پر اثر پڑ گیا ہے - اور اُس سے بدرجہا زیادہ مین اُس پر فریفتہ ہون - جب تنہا ہوتا ہون اُس کا خیال پیش نظر رہتا ہے - اور اُسکی صورت زیبا پڑھنا لکھنا - اور دنیا کے سارے کاروبار بھلائے دیتی ہے - مگر مین نے دلی جوش کو آج تک ایسی وضعداری سے نبا ہا ہے کہ نہ خود فیروزہ کو محسوس ہونے پایا - اور نہ کسی دوست کو اِس کا وہم وگمان بھی ہوسکا"

حامد حسین "یہ تو تم نے آج ہی بتایا - واللہ مجھے اِسکی خبر نہ تھی - مین تو یہی جانتا تھا کہ تمھارا جیسا برتاؤ اور سب پروسیون کیساتھ رہا کیا ویسا ہی فیروزہ کے ساتھ بھی ہے"

مسعود "تمھین معلوم کیسے ہوسکتا تھا - جب مین کہتا بھی - اپنی وضع وحالت سے بھی کبھی ظاہر کیا ہوتا تو تم جانتے - مین نے تو کبھی اِسکی بھنک بھی نہین آنے دی - مگر اب یہ حیرت کی بات ہے یا نہین کہ بی بی کو اِسکی خبر ہوگئی"

حامد حسین "مین نہ مانون گا - تمھاری زبان سے کوئی نہ کوئی لفظ نکل گیا ہوگا جس سے وہ پہچان گئی ہون گی"

مسعود "لفظ کیسا ایک حرف نہین - اور فرض کرو کہ میری کسی وقت کی فکر سے اُن کو اِس کا شُبہہ ہوسکتا ہو کہ میرا دل کسی طرف مائل ہے - مگر انھین تو بے بتائے یہ سب باتین معلوم ہوگئین کہ مین فیروزہ جان پر عاشق ہون - اور تم دو لوتون دوستون کے ساتھ اُس کے وہان جاتا ہون"

حامد حسین "یہ تو مین ماننے سے رہا کہ تمھاری نئی الھڑ دولھن کو غیب کی باتین معلوم ہوجاتی ہین - سوا اِس کے نہین کہ کسی ذریعہ سے یہ سب باتین اُن کو معلوم ہوگئین - عام عورتون کی طرح انھون نے تم کو فیروزہ کا عاشق بتا دیا - اور تم اپنی سادگی سے سمجھ بیٹھے کہ انھین غیب کی خبر ہوجاتی ہے"

مسعود "تم چاہے مانو یا نہ مانو - مگر مجھے تو یقین ہے کہ اُنھین غیب کی باتین معلوم ہوجاتی ہین - اور یہ حالت ہے کہ کہین جاتا ہون تو ڈر لگا رہتا ہے کہ اُن کو معلوم ہوجائے گا - اور اِس کے بارے مین جواب طلب کرین گی تو کیا کہون گا ؟"

حامد حسین "بھئی مین تو نہ مانون گا - اچھا فقط دو ایک باتون کے معلوم ہو جانے سے کیا ہوتا ہے؟ ممکن ہے کہ کسی خفیہ ذریعہ سے اُن کو خبر ہوگئی ہو - ابھی اُنکی غیب دانی کو اچھی طرح آزما تو لو"

مسعود "آزمودہ را آزمودن جہل است"

حامد حسین "خیر میری خاطر سے سہی - دیکھون آج کی باتین بھی اُن کو معلوم ہو جاتی ہین یا نہین؟ چلو اِسوقت فیروزہ جان کے وہان چلین - یقین ہے کہ محمود علی بھی وہین ہون گے"

مسعود "چلو - مگر سچ کہون؟ مجھے وہان جاتے ڈر معلوم ہوتا ہے - بی بی کو یقیناً خبر ہوجائے گی"

حامد حسین "کیسی باتین کرتے ہو؟ اتنی انگریزی پڑھ جانے پر بھی اوہام! مین نے ایسا ضعیف الاعتقاد آدمی نہین دیکھا بھئی آج کی باتون کو تمھاری بی بی جان جائین تو قسم کھاکے کہتا ہون کہ پانچ روپیہ کی مٹھائی کھلاؤن گا"

مسعود "خیر - اب تمھین اصرار ہے تو چلو" حامد حسین نے اندر جاکے اپنی گرنٹ کی شروانی ڈانٹی - ٹنکے دار ٹوپی بانکپن کے ساتھ سر پر رکھ کے الیین سے اٹکائی - اور دو گلوریان لیے ہوئے باہر آئے - ایک مرزا مسعود کی نذر کی - اور دوسری خود اپنے کلہ مین دباکے بی فیروزہ جان کے مکان کی طرف روانہ ہوئے - پندرہ منٹ کا راستہ مسعود کی بی بی کی غیب دانی کے تذکرے اور باہمی رد و قدح مین کٹا -

ابھی صبح کے کوئی آٹھ بجے ہون گے - فیروزہ جان نے مُنھ دھویا تھا کنگھی چوٹی مین مشغول تھین - اور زلف شبگون کو رُخ تابان پر پھیلاکے اور کنگھی سے برابر کرکے مانگ نکال رہی تھین کہ یہ دونون جا پہونچے - ادھر کاکُل پیچان کے ابر سے اُن کا چاند سا چہرہ نکلا - اور اُدھر میان مسعود کھٹ کھٹ زینے پر چڑھ کے سامنے برآمد ہوئے - فیروزہ جان اِسوقت کی سادگی مین اگر کوہ قاف کی پری بنی ہوئی تھین - تو مسعود پر آج کل نوعروسی کا جوبن تھا - دونون کے دلون نے ایک خاص اثر کشش کو محسوس کیا - مگر دونون ضابط اور مستقل مزاج تھے - اندر ہی اندر مزے لوٹ کے رہ گئے - زبان سے ایک لفظ بھی نہ نکلا -

فیروزہ جان نے مسعود کی صورت دیکھتے ہی حامد حسین سے کہا "اے ہے! ان بیچارے کو کیون تکلیف دی! یہان تک آنے مین اِدھر تو لوگون کے پاون کی مہندی گھس گئی ہوگی۔ اور اُدھر دم بھر مین بی بی بنّو ہڑک گئی ہون گی"

حامد حسین "جو کچھ ہو۔ مگر یہ ڈرتے ڈرتے آئے ہین"

فیروزہ "ڈرنے کی بات ہی ہے۔ (ایک ٹھنڈی سانس لے کے) کہو بی بی تو اچھی ہین؟"

حامد حسین "اچھی نہ ہوتین تو انھین اپنے پُرانے دوستون کی صورت سے نفرت کیون ہو جاتی؟"

مسعود۔ (تاسف کے لیے) "محمود علی نہین ہین؟ مین سمجھتا تھا کہ وہ یہان موجود ہونگے"

فیروزہ "یہ کہیے آپ یہان محمود علی سے ملنے کو آئے ہین؟ خیر کسی بہانے سہی۔ صورت تو دکھائی!"

حامد حسین "نہین ہین تو آتے ہون گے۔ کوئی جلدی پڑی ہے؟"

فیروزہ۔ (چوٹی گوندھتے ہوئے) "جلدی ہو تو بلا بھیجون؟"

فیروزہ جان کے اِن طعنے بھرے فقرون نے مسعود کے دل مین بھی ذرا گدگدی پیدا کی۔ بولے "مین نے کہا تمھین تو کنگھی چوٹی سے فرصت نہین۔ وہ ہوتے تو انھین سے باتین کرتا"

فیروزہ۔ (ہنس کے) "اوئی! آج تو مجھ غریب پر بڑی مہربانیان ہین۔ یا تو یہ حالت تھی کہ اِدھر مین پاس آ کے بیٹھی اور اُدھر دشمنون کو ہول دل کا عارضہ ہو گیا۔ یا آج جو مین ذرا دُور بیٹھی ہون تو شکایت ہو رہی ہے!" چوٹی گندھ چکی تھی۔ تو ال سے منہ پونچھ کے بی فیروزہ اٹھلاتی ہوئی ایک ناز و انداز سے اُٹھین۔ اور مسکراتی ہوئی پاس آ کے مسعود کے زانو سے زانو بھڑا کے بیٹھ گئین۔ اور بولین "بس!"

مسعود۔ (گھبرا کے اور وحشت کھا کے) "نہین۔ اتنی قربت نہین اچھی۔ مین واللہ پریون کے سایے سے بھاگتا ہون۔ ذرا اُدھر ہٹ کے بیٹھو"

حامد حسین "اَین! واہ! ـ یا بہ آن شور و شوری دیا بہ این بے نمکی!"

مسعود کی یہ حرکت فیروزہ کے دل پر تیر کی طرح لگی۔ مگر ہوشیار عورت تھی۔ ضبط کیا۔ اور ذرا پیچھے کھسک کے بولی "لو۔ بس اب تو وحشت نہ ہوئی؟ مین سمجھ

راضی ہون - بشرطیکہ آکے اپنی صورت دکھا جایا کرو "

اِن باتون نے مرزا مسعود کے دل پربے انتہا اثر کیا - فیروزہ کے ساتھ جو بےرُخی کی تھی اُس پر بہت پچھتائے - اور دل مین کہا " یہان بیٹھنا اندیشہ سے خالی نہین - مجھ مین عجب طرح کی الکٹرسٹی پیدا ہو گئی ہے جس کی دو نون متضاد قوتین باہم لڑ رہی ہین - ایک طرف فیروزہ کی محبّت جوش مارتی ہے - اور دوسری طرف بی بی کا ڈر سہمائے دیتا ہے - خدا جانے میری زبان سے کیا نکل جائے - اور گھر مین جاکے اُس کا جواب دینا پڑے " یہ خیال آتے ہی مسعود نے کہا " بھئی اِسوقت مجھے وحشت ہو رہی ہے - شہر کا ایک چکر لگاتا ہوا گھر جاؤن گا - (فیروزہ سے) خدا حافظ اگر موقع ہوا تو کل آؤن گا "

فیروزہ - (تعجب سے) " یا وحشت ! میرا بیٹھنا گوارا نہو تو اُٹھ جاوُن ؟ "

مسعود - مجھے زیادہ شرمندہ نہ کرو - اپنے دل کی حالت مین تم سے بیان نہین کر سکتا - بس اب اِسوقت مجھے جانے ہی دو " یہ کہہ کے بلا انتظار جواب اُٹھ کھڑے ہوئے - حامد حسین روکتے ہی رہے مگر وہ بوٹ پہن کے کمرے سے نیچے اُترے اور یہ جا وہ جا -

---

چوتھا باب

خطرناک سازش

مرزا مسعود کے چلے جانے کے بعد فیروزہ کی صحبت مین کچھ دیر تک سنّاٹا سا رہا - حامد حسین بھی دم بخود تھے - اور وہ بھی حیرت زدہ تھی - چند لمحون کے بعد فیروزہ نے زبان کھولی - اور کہا " اے حامد حسین - مجھ سے وہ نگوڑی کون سی ایسی خطا ہوئی تھی جس پر یہ بیٹھے بیٹھے بگڑ کے چلے گئے ؟ آخر ناراضی کی کوئی وجہ بھی ؟ مین پاس آئی بھی تو اُن کے بُلانے سے ! ۶ بات بھی مین نے کی تو دُور سے کی ! "

حامد حسین " تم نہین جانتین - کل سے اُن کے دل کی حالت ہی عجیب ہو رہی ہے "

فیروزہ " میری سمجھ مین تو بس اِسی قدر آتا ہے کہ اِنکے دل مین جم گئی ہے کہ مجھے اِن سے محبّت ہے - بس اِسی پر اتراتے اور نخرے کرتے ہین - اِسکے سوا اور کیا بات ہوسکتی

ہے؟"

حامد حسین "یہ نہیں تم غلطی پر ہو"

فیروزہ "تو پھر دشمنون کا دماغ اُلٹ گیا ہے - کچھ علاج کرنا چاہیے - اور دو چار روز یہی کیفیت رہی تو اچھا خاصہ سودا ہو جائے گا"

حامد حسین "ہان اس کا اندیشہ مجھے بھی ہے - تمھارا یہ خیال کہ یہ تمھاری صورت سے بھاگتے ہین بالکل بیجا و بے اصل ہے - صحیح پوچھتی ہو تو یہ تمھاری صورت پر فریفتہ - دل و جان سے عاشق - اور نہایت ہی بیتاب و بیقرار ہو رہے ہین"

فیروزہ - (ہنس کے) "ہے اب مجھے زیادہ بناؤ نہین - مجھ سے ذرا بھی محبت ہوتی تو یہی حالت ہوتی؟ یون اُٹھ کے بھاگ جاتے؟ اچھا عشق اور یہی فریفتگی ہے کہ پاس بیٹھنے کے بھی روادار نہین"

حامد حسین "مین جب بیان کرون گا تو تم خود ہی مان لوگی - فقط لاعلمی کی وجہ سے تم ابھی نہین مانتین - مجھ سے تو آج خود ہی اُنھون نے ساری کیفیت بیان کر دی"

فیروزہ "وہ کیفیت مین بھی تو سنون"

حامد حسین "اُنھین دعوی ہے کہ اپنی طبیعت پر پورا قابو رکھتے ہین - اور آج مجھے بھی یقین آگیا کہ اپنے دعوے مین سچے ہین - کیونکہ نہ تمھین خبر ہے اور نہ ان کے دوستون مین سے کسی کو اطلاع ہے کہ یہ تم پر عاشق اور تمھارے لیے دیوانے ہو رہے ہین - بلکہ اس کے برخلاف سب کا یہ خیال تھا کہ تم ان کو چاہتی ہو اور یہ تمھاری صورت سے بھاگتے ہین - جیسا کہ اور سب رنڈیون کے وہان ہوتا رہا - تم تو جانتی ہو کہ یہ جس رنڈی کے وہان گئے ان پر مائل ہو گئی مگر یہ سب سے الگ ہی الگ رہے - ویسا ہی خیال ہم سب کا تمھارے یہان کی آمد و رفت مین بھی تھا مگر آج یہ میرے سامنے تسلیم کر کے تم پر حد سے زیادہ فریفتہ ہو رہے ہین ----"

فیروزہ "تو نگوڑی فریفتگی ایسی ہی ہوتی ہے کہ مین پاس آئی تو اُٹھ کے بھاگے؟"

حامد حسین "پہلے پوری بات تو سُن لو - اتفاق سے اس کا حال ان کی نئی دولھن کو معلوم ہو گیا - مگر مجھے وہ بڑی چالاک لڑکی معلوم ہوتی ہے - اُس نے اپنی واقفیت کو ان پر اس طرح ظاہر کیا کہ انھین یقین ہو گیا ہے اسے علم غیب حاصل ہے - اور ان کی ہر بات کہا

جان جاتی ہے - بس ہر وقت اُسی کا دھڑکا لگا رہتا ہے - اور اسوقت جو اُٹھ کے بھاگے یہ بھی اُسی وحشت کا اثر تھا"

فیروزہ " تو تمھین یہ حال کیونکر معلوم ہوا ؟"

حامد حسین " اجی خود انھین نے بیان کیا - بی بی کی غیب دانی کا ثبوت دینے ہی کے لیے تو اُنھون نے مجھے یہ بھی تبایا کہ تم پر عاشق ہین - ورنہ بھلا یہ تباتے ؟ قیامت تک تو کسی کو خبر نہ ہوتی - یہ بڑے گہرے آدمی ہین "

فیروزہ " مگر انکی بی بی کو کیونکر معلوم ہوگیا کہ انکی یہان آمد و رفت ہے ؟"

حامد حسین " اتنا ہی نہین اُس ظالم کو تو اِس کی بھی خبر ہو گئی کہ میرے اور محمود علی کے ساتھ آتے جاتے ہین - اِن کا بیان ہے کہ خود اُنھون نے اِس کے متعلق ایک لفظ بھی نہین کہا - واقعی یہ حیرت کی بات ہے - اور اِسی وجہ سے تو یہ اُسکی ولایت کے قائل ہو گئے - مین سمجھتا ہون کہ کسی ماما اصیل یا اپنے کسی عزیز کے ذریعہ سے اُسے یہ باتین معلوم ہو گئی ہون گی "

فیروزہ " تو اتنا ہی معلوم ہوا کہ یہان اُن کی آمد و رفت رہتی ہے - اِن کے دل کی کیفیت جس کی ہمین بھی خبر نہین اُسے کیونکر معلوم ہو گئی - اِس مین کوئی بات ضرور ہے "

حامد حسین " سوا اِس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ کسی کے سامنے خود ہی کہہ گزرے ہون گے - اِنھین تو اپنا وہ کہنا یاد نہ رہا - اور اُس کو خبر ـــــــ "

اِن باتون کا سلسلہ جاری تھا کہ میان محمود علی بھی آ گئے جنکی صورت دیکھ کے بی فیروزہ جان نے کہا " بس تمھاری ہی کسر تھی !"

محمود علی - (قریب بیٹھ کے) " کیون ؟"

حامد حسین " ابھی میرے ساتھ مرزا مسعود آئے تھے - اور تمھین یاد کر رہے تھے "

محمود علی " اجی مین تو اُن کی صورت دیکھنے کا مشتاق تھا - جب سے شادی ہوئی ہے اُنھون نے دوستون کو صورت ہی نہین دکھائی - تم نے جانے کیون دیا ؟"

فیروزہ " اُن کے سر پر آج وحشت ہی ایسی سوار تھی کہ رسیان تو ڑا رہے تھے - کس کی مجال تھی کہ اُن کو روکتا ؟"

محمود علی: "وحشت کیسی؟"

حامد حسین: "تم نے کچھ اور بھی سُنا؟ مسعود بی فیروزہ پر عاشق ہو گئے۔ اور ان کے لیے نہایت ہی بیقرار ہین"

محمود علی: "تحسین واللہ! (فیروزہ کی طرف دیکھ کے) واللہ مانتا ہون۔ بڑے منک کو مارا۔ مگر بی صاحب اس پر تم کو ناز کرنا چاہیے۔ جس پتھر پر بڑے بڑے جادو نگا ہون کا زور نہین چلا تھا اُس مین تم نے جونک لگادی! بھئی کمال کیا!"

فیروزہ: "مگر ذرا اس عشق کی پوری کیفیت تو حامد حسین سے سُن لو"

محمود علی: "وہ کیفیت کیا ہے؟"

حامد حسین نے اوّل سے آخر تک ساری سرگزشت بیان کر کے کہا "اب وہ عجب دو عملہ مین پھنسے ہوئے ہین۔ ایک طرف تو فیروزہ جان کا عشق زور کرتا ہے۔ دوسری طرف بی بی کا ڈر غالب ہے۔ نہ یہان آتے بنتی ہے۔ اور نہ بے آئے رہا جاتا ہے"

محمود علی: "یہ تو عجیب واقعہ ہے۔ یہ غیب دان جورُو کی بڑی ہوئی"

حامد حسین: "اور غیب دانی کے ساتھ ہم سب کی دشمن ہے۔ اگر اُس کا زور چلا تو مرزا مسعود کو ہم سب سے چھڑا دے گی"

محمود علی: "اجی اُس کی ایسی تیسی۔ ہم اس نادان چھوکری ہی سے ہار گئے۔ تو واللہ کسی کو منھ نہ دکھائین گے"

حامد حسین: "کوئی ایسی تدبیر ہوتی کہ جس طرح وہ ہمارے دوست کو ہم سے چھڑانا چاہتی ہے۔ ہم اُسے اُس کے میان سے چھڑا دیتے"

محمود علی: "بیشک بیشک۔ یہی ہونا چاہیے۔ اب ہمارا اُس کا مقابلہ ہے۔ اور یہ تو بھی ثواب کا کام ہے۔ اگر مسعود کے سچے دوست ہو تو اُسے اس ظالم لڑکی کے پھندے سے چھڑاؤ۔ گئوگھاٹ کے پاس ایک بڑا جادوگر رہتا ہے اُسے بلالاؤن؟ بھئی اُس کا ایسا عمل منتر ہے کہ مجال کیا جو پٹ پڑے۔ جورُو کو میان سے اور میان کو جورُو سے اس طرح چھڑا دیتا ہے کہ ایک کو دوسرے کی صورت سے نفرت اور دلی دشمنی ہو جاتی ہے"

حامد حسین "اجی سب سے بڑا چلتا ہوا جادو فیروزہ جان کے پاس ہے۔ ان کی رسیلی آنکھوں اور لہراتی ہوئی زلفوں کا جادو مسعود پر ایسا چل چکا ہے کہ آج خود ہی تیور بدلے۔ یہ جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے"

فیروزہ ۔ (مسکرا کے) "اس جادو کا اثر تم نے آج ہی دیکھ لیا"

حامد حسین "اجی اس کا خیال نہ کرو۔ جب تم اُن کے دل میں اثر کر چکی ہو تو جو چاہو گی کر لو گی"

محمود علی "بیشک کر لو گی۔ تمہیں اپنے حسن کی قدر نہیں۔ اب مسعود کی حالت سے تمھیں اپنے حسن کا اثر معلوم ہو گا۔ بس اب یہی ٹھہر جائے کہ ہم تینوں ملکے کوشش کریں کہ جس طرح بنے مسعود اور اُسکی جورو میں کھینچے۔ اور ایسی گتھی پڑے کہ قیامت تک سلجھنے کو نہ آئے"

حامد حسین "یہ نہ ہوا اور ہم اس کمسن چھوکری سے ہار گئے تو ناک کٹوا ڈالیں گے"

محمود علی "مگر ہماری ساری کارروائیوں کا دارومدار (فیروزہ کی طرف اشارہ کرکے) ان بی صاحب پر ہے۔ اگر انھوں نے ساتھ دیا تو پھر ہم سے کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا"

حامد حسین "ساتھ نہ دیں گی تو نہ دیں گی۔ اسوقت مسعود کے اُٹھ جانے سے جیسی دل شکنی اور توہین ان کی ہوئی ہے آج تک کسی حسین عورت کی نہ ہوئی ہوگی"

فیروزہ "ہاں بھئی۔ میرے دل کو صدمہ تو ہوا۔ لہو کا گھونٹ پی کے رہ گئی"

محمود علی "تو ہمارا ساتھ دو گی نہ؟"

فیروزہ "پوری طرح۔ اور آخر تک۔ اب تو جس طرح بنے مجھے اس چھوکری کو نیچا دکھانا ہے۔ اگر میرا زور چلا تو اُسے اس طرح جلا جلا کے ماروں گی کہ وہ بھی یاد کرے گی"

حامد حسین "تو فتح ہے۔ تم ساتھ دو اور فتح نہ ہو۔ اچھا تو اب سوچو کہ ہمیں کیا تدبیر کرنی چاہیے"

فیروزہ "آج ہم سب اس معاملہ مین غور کرین - اور کل رات کو مل کے تجویز کرین گے کہ کون سا طریقہ اختیار کیا جائے" اس تجویز پر سب نے اتفاق کیا - اور بات کل پر اُٹھ رہی -

---

پانچوان باب

میان بی بی کے علمی مشاغل

مرزا مسعود بی فیروزہ جان کے وہان سے اُٹھے تو شہر کے سارے باغون کے چکر دیتے ہوتے اور خدا جانے کن کن گلیون کی خاک چھانتے ہوئے کوئی دو بجے گھر پہونچے - عفت آرا نے انتظار مین اس وقت تک کھانا نہین کھایا تھا ان کی شکل دیکھتے ہی اس کی صورت پر بحالی آگئی - لب لعلین جو چند ہی گھنٹون کے انتظار مین گلاب کی مرجھائی ہوئی پنکھڑیان بن گئے تھے آناً فاناً مین تر و تازہ ہو کے لہلہا اُٹھے - اور جیسے ہی میان نے کمرے کے اندر قدم رکھا وہ کھڑی ہو لی - اور پوچھا "اتنی دیر کہان لگی ؟ باہر گئے تو باہر ہی کے ہو رہتے - گھر جیسے بھول گیا ! - اے دو بجنے کو آئے ہین اس وقت تک نہ کھانا ہے نہ پانی ہے ؟"

مسعود "تم نے کھا لیا ؟"

عفت آرا "مین بھی کھاؤن گی - (محمدی خادمہ سے) اے محمدی جلدی دسترخوان بچھا دو !"

مسعود "ذرا اتنا ٹھہر جاؤ کہ ہاتھ منھ دھو لون - بڑی دور دور کا چکر لگاتا ہوا آیا ہون"

عفت آرا "سیر و تفریح کو سب ہی جاتے ہین - مگر صبح یا شام کو - دوپہر کی دھوپ مین مارے مارے پھرتے اور دشمنون کی جان ہلکان کرتے مین نے کسی کو نہین دیکھا"

مسعود "مجھے کوئی کام کاج تو ہے نہین - گھر مین بیٹھے بیٹھے گھبرا یا - اور وحشت

ہوئی تو ٹھ کھڑا ہوا - تم میرا انتظار نہ کیا کرو - اور جب وقت آئے مین گھر میں ہون یا نہ ہون بے تکلف کھا لیا کرو"

عفت آرا "اے اِس کا خیال نہ کرو - مجھے جب بھوک لگے گی تو آپ ہی کھا لون گی"

اب مرزا مسعود نے جا کے ہاتھ منھ دھوئے - تو ال سے منھ پونچھ کے بیٹھے ہی تھے کہ مہری نے دسترخوان بچھا کے کھانا چُنا - اور دونون دولھا دولھن ساتھ بیٹھ کے کھانے لگے - کھانے کے بعد مسعود نے تھوڑی دیر تک پلنگ پر لیٹ کے قانون کی ایک کتاب کے چند ورق دیکھے تھے کہ چار بج گئے - اُٹھ کے منھ دھویا - چا پی - اور کپڑے پہن کے پھر سیر کو نکل کھڑے ہوئے - صبح کو اُنھین اپنے پرانے دوستون کی صحبت مین ایسی وحشت ہوئی تھی کہ بجاے اِس کے کہ اُن سے ملتے باغون اور پُرفضا مقامون کی سیر مین وحشتِ دل کو گونہ تسلی دی - اور آٹھ بجے رات سے پہلے ہی واپس آگئے۔

اب کھانے اور ضروری امور سے فراغت کر کے لیٹے ہین عفت آرا بھی پاندان کھولے ہوئے پاس بیٹھی ہے - اور تسلّی و دلدہی کی باتون مین میان کا دل بہلا رہی ہے ادھر اُدھر کی چند باتون کے بعد اُس نے کہا "ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے تھین کوئی کام کرنے کو نہین ہے - اور اِسی وجہ سے تم کو اکثر پریشان دیکھتی ہون"

مسعود "مین بی - اے - کے امتحان مین کامیاب ہو چکا ہون - اب ضرورت ہے کہ کسی ہنر اور پیشے کی تعلیم پاؤن - ابا جان اور سب بزرگون کو اصرار ہے کہ قانون مین امتحان دون - جس کے بعد اگر اچھی سفارش مل گئی تو کوئی معزز خدمت مل جائیگی ورنہ وکالت کا پیشہ تو کہین نہین گیا ہے - مگر خدا جانے کیا بات ہے کہ قانون مین میرا دل نہین لگتا"

عفت آرا "اچھا تو تم کس فن اور کس پیشے کو پسند کرتے ہو؟"

مسعود "دو ہی تین کام ہین جن کو مین اختیار کر سکتا ہون - اگر قانون نہین تو ڈاکٹری ہے - اُسے اختیار کرون تو کسی میڈیکل کالج مین شریک ہونے کے لیے مجھے کسی اور شہر مین جا کے رہنا پڑے گا - ماسوا اِس کے مین ڈاکٹری سے بھاگتا بھی ہون کیونکہ اُس مین لاشون کو چیرنا پھاڑنا - اور مریضون پر گو اُن کی بہتری ہی کے لیے ہو مگر بظاہر

ظلم و جور کرنا پڑتا ہے"

عفت آرا "تو اسے بھی جانے دو۔ اور کون سا ہنر ہے؟"

مسعود "ڈاکٹری ہین تو انجینیری ہے۔ مگر وہ بڑی محنت اور دوڑ دھوپ کا کام ہے"

عفت آرا "تو یہ بھی تمھین نہین پسند۔ پھر کیا کرو گے؟"

مسعود "اگر امیدواری مین دوڑ دھوپ کرون تو سو پچاس کی نوکری مل سکتی ہے"

عفت آرا "لیکن جب تمھین زیادہ ترقی کا موقع حاصل تھے۔ اور خدا نے اطمینان دیا ہے تو یون ہاتھ پاؤن توڑ کے غلامی اختیار کر لینا کون سی عقلمندی کی بات ہے؟ اس سے زیادہ پست ہمتی کیا ہو سکتی ہے؟"

مسعود "تم سچ کہتی ہو۔ نوکری غلامی ہی ہے۔ مگر پھر آخر کرون کیا؟ مجھے بھی اپنے حق مین قانون کا پیشہ مناسب معلوم ہوتا ہے مگر شامت اعمال سے قانون مین دل ہی نہین لگتا"

عفت آرا "بھلا کبھی تم نے اس پر بھی غور کیا ہے کہ قانون مین تمھارا دل کیون نہین لگتا؟"

مسعود "اس کے سوا اور کیا کہہ سکتا ہون کہ مجھے قانون سے اُنس نہین ہے"

عفت آرا "تمھین اُس سے اُنس نہین ہے یا مناسبت نہین ہے؟"

مسعود "تم نے خوب بات نکالی۔ مین اس وقت تک اُنس اور مناسبت کو ایک ہی سمجھ رہا تھا اور یہ رائے قائم ہو گئی تھی کہ قانون مین ترقی نہ کر سکون گا"

عفت آرا "اُنس اور چیز ہے۔ اور مناسبت اور چیز۔ اُنس نہ ہو تو کوشش کرنے سے پیدا ہو جاتا ہے۔ اور مناسبت جس چیز کے ساتھ نہ ہو سو جتن کرو ہرگز نہین پیدا ہو سکتی۔ تم نے جب لکھنا پڑھنا شروع کیا ہے اُسوقت تمھین اُس سے کسی قسم کا اُنس نہ تھا۔ مگر جبراً و قہراً تم اُس کی طرف متوجہ کیے گئے اور آخر اُنس ہو ہی گیا۔ اور ایسا اُنس کہ خدا کے فضل سے گریجوئیٹ ہو گئے۔ لیکن اگر مناسبت نہ ہوتی تو ہرگز کامیاب نہ ہوتے۔ اُنس اور بے اُنسی اُسی وقت تک رہتی ہے جب تک کسی کام کو شروع نہ کرو۔ اور مناسبت اور بے مناسبتی کا

پتہ اُس وقت چلتا ہے جب ایک کام کو ایک حد تک کر چکو۔"

مسعود:" تم سچ کہتی ہو۔ قانون سے مجھے اُنس نہین نہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ نہ میرے گھر مین کوئی قانون پیشہ ہے۔ اور نہ مجھے قانون پیشہ لوگون سے کبھی صحبت رہی۔ اِس لیے اُن کی تمام باتون سے مین غیر مانوس ہون۔ مگر یہ ہرگز نہین کہہ سکتا کہ مجھے اُس کے ساتھ مناسبت بھی ہے یا نہین ؟"

عفت آرا:" تو سُنو مین ایک تدبیر بتاؤن۔ میری انگریزی کی لیاقت بہت ناقص ہے۔ میم صاحب سے چھ سات کتابین پڑھین۔ اُن کی صحبت مین بولنا تو آگیا مگر علمی لیاقت بالکل نہین پیدا ہونے پائی۔ اب مین تم سے انگریزی پڑھنا شروع کرون اور یہ معمول ہو جائے کہ روز صبح کو تین گھنٹے اور رات کو دو گھنٹے مین بیٹھ کے اپنا سبق نہایت خاموشی سے یاد کیا کرون۔ اور اُسی وقت بلا ناغہ تم بیٹھ کے قانون کی کتابین دیکھا کرو۔ رہ گیا مجھے پڑھا دینا اِس کے لیے کوئی اور وقت مقرر کر دو۔ یہ پانچون گھنٹے فقط مطالعہ اور یاد کرنے کے لیے رہین۔ مین اِس وقت کسی کو یہان آنے بھی نہ دون گی۔ اِس طریقہ سے سال بھر تجربہ کر کے دیکھو کہ تمھین قانون کے ساتھ مناسبت ہے یا نہین۔"

مسعود:" بات معقول ہے۔ مین سمجھتا تھا کہ تمھاری صحبت مین مجھے لکھنے پڑھنے کی چھٹی ہی نہ ملے گی۔ مگر اب تمھاری باتون سے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید میرے لیے ترقی کا ذریعہ ہی تم ہو گی۔"

عفت آرا:" ابھی اِس کا حال کیسے معلوم کہ مجھ سے تمھین فائدہ پہونچے گا یا نقصان۔ مگر مین نے اپنی اُستانی میم صاحب کو ایک دفعہ کہتے سُنا تھا کہ بیکاری ہی سے بدکاری پیدا ہوتی ہے۔ اور بیکار آدمی سے زیادہ خطرناک کوئی نہین۔ تم کو جو بیکاری کی حالت مین دیکھا تو مجھے اُنکی وہ بات یاد آگئی۔ اور ڈر معلوم ہونے لگا کہ دیکھیے اِس سے کیا خرابی پیدا ہوتی ہے۔"

مسعود:" اچھا تو آؤ تمھین آج ہی سے انگریزی شروع کرا دون۔ تاکہ کل صبح سے اِن باتون کی پابندی شروع ہو جائے۔"

عفت آرا:" اِس سے بہتر کیا ہو سکتا ہے ؟ مگر دل مین سوچ لو کہ پھر اِن وقتون

فرق نہ پڑنے پائے"

مسعود "جب ہم دونوں مستعد ہیں تو انشاء اللہ فرق نہ پڑے گا۔ اگر میری طرف سے کمی ہوگی تو تم مجھے متنبہ کرو گی۔ اور تمہاری طرف سے کمی ہوگی تو میں ٹوکوں گا"

عفت آرا "اچھا تو تم ہی مجھے کوئی کتاب بھی دو"

مسعود "میرے پاس ایک ناول رکھا ہوا ہے۔ سینڈ فورڈ اینڈ مرٹن۔ جو بچوں ہی کے لیے لکھا گیا ہے اور بہت ہی سلیس عبارت میں ہے۔ تم اس کو اور مینول گرامر شروع کر دو"

عفت آرا "لاؤ دو" بی بی کو مستعد دیکھ کے مرزا مسعود اپنی کتابوں میں سے دونوں کتابیں ڈھونڈھ کے نکال لائے۔ اور عفت آرا نے لیتے ہی ناول کو پڑھنا شروع کر دیا۔ دو تین صفحوں تک پڑھ گئی تو مرزا مسعود بولے "اچھا خاصہ پڑھ لیتی ہو۔ اور تمہارا تلفظ تو مجھ سے بھی اچھا ہے۔ مگر مضائقہ نہیں اسی کتاب کو چار چار پانچ پانچ صفحے کر کے آخر تک سنا جاؤ۔ گو یہ کتاب تمہاری لیاقت سے کم ہے مگر یقین اس سے بہت فائدہ پہونچے گا۔ جب اسے ختم کر لو گی تو پھر کوئی اور مشکل کتاب دونگا۔ ناول کے چند صفحے سننے کے بعد مرزا مسعود نے عفت آرا کو گرامر کا ایک صفحہ بھی سمجھا کے پڑھا دیا۔ اور خود قانون شہادت کا مطالعہ کرنے لگے۔

اب عفت آرا سبق یاد کرنے میں مشغول ہے اور مرزا مسعود اپنی قانونی کتاب ہاتھ میں لیے بیٹھے ہیں۔ مگر صرف دکھانے کے لیے۔ کیونکہ اُن کے دل میں خدا جانے کیسے کیسے خیالات گزر رہے ہیں جن کا مرکز زیادہ تر عفت آرا اور بی فیروزہ جان ہیں۔ کبھی اپنے گھر میں ہوتے ہیں۔ اور کبھی فیروزہ کے کمرے پر۔ اپنے دل سے سوال کیا کہ "اپنی بی بی کو میں بُرا سمجھوں یا اچھا؟ کوئی بات نہیں بنتی! اسکی اخلاقی حالت اسکے برتاؤ۔ اُس کی محبت اور اسکی لیاقت و قابلیت کو دیکھو تو ایسی بی بی چراغ لے کے ڈھونڈھیے تو بھی نہ ملے گی۔ مگر کاش اس کے ساتھ یہ دھڑکا نہ ہوتا کہ انسے غیب کی باتیں معلوم ہو جاتی ہیں۔ اور میں کسی سے ملوں اسے خبر ہو جاتی ہے۔ جی کہتا ہے کہ فیروزہ کا رُخِ زیبا دیکھنے کے لیے چل۔ بی بی کا خوف دھمکاتا ہے کہ گئے اور پکڑے گئے۔ پھر بغیر اُن لوگوں سے ملے جلے بھی نہیں رہا جاتا۔ کیا کروں؟ کوئی بات نہیں بنتی عفت آرا

کے اخلاق مین سب سے بڑا ستم یہ ہے کہ اپنی زبان سے مجھے کہین اور کسی کے پاس جانے سے نہین روکتی۔ نہ اُس کا کوئی حکم ہے۔ نہ کسی بات کی فرمائش ہے۔ نہ کسی قسم کی روک ٹوک ہے۔ مگر باوجود اِن سب آزادیون کے اُس نے پاؤن مین ایک ایسی زنجیر ڈالدی ہے کہ کسی طرف قدم نہین اُٹھتا۔ بظاہر دیکھو تو وہ ہر طرح میری بہی خواہ۔ میری صورت کی عاشق۔ اور میری فرمان بردار خادمہ بنی ہوئی ہے۔ اچھے کامون مین لگاتی۔ اور بڑی خوبصورتی سے نصیحت.... نصیحت... کرتی.... ہان وہ بہت اچھی ..... مگر فیروزہ...... فیروزہ..... " سو گئے۔

کوئی دو بجے آنکھ کھلی تو کیا دیکھتے ہین کہ شمع روشن ہے اور عفت آرا اکیلی پاندان کھولے بیٹھی ڈلیان کتر رہی ہے۔ حیرت سے پوچھا "اَین! تم سوئین نہین؟"

عفت آرا "ہان مجھے نیند نہین آئی۔ بیکار پڑے پڑے دم اُلجھنے لگا تو اُٹھ کے ڈلیان کترنا شروع کر دین"

مسعود "اتنی اتنی رات تک جاگو گی تو بیمار پڑ جاؤ گی۔ بس اب لیٹ رہو۔ آنکھین بند کر کے لیٹو گی تو آنکھ لگ بھی جائے گی"

عفت آرا "ہان مین سو رہون گی۔ تم آرام کرو" اس کے بعد مرزا مسعود کروٹ بدل کے سوئے تو صبح کی خبر لی۔ اور اسوقت بھی بی بی کو جاگتے ہی پایا۔ عفت آرا کی مستانہ آنکھون مین نیند کا خمار دیکھ کے بولے "مین سمجھتا ہون تم رات بھر نہین سوئین"

عفت آرا "سوتی کیون نہین؟ بڑی دیر تک سوتی رہی"

مسعود "مگر تمھاری آنکھون سے تو معلوم ہوتا ہے کہ رات بھر تمھاری آنکھ نہین لگی۔ آخر تمھین فکر کس بات کی ہے؟"

عفت آرا۔ (ہنس کے) "فکر کس بات کی ہوتی؟ بس اتنا ہے کہ مجھے نیند ذرا کم آتی ہے۔ لے اب اُٹھ کے ہاتھ منھ دھو۔ چاے تیار ہے"

مرزا مسعود پلنگ سے اُٹھ کے چوکی پر گئے۔ پھر وضو کر کے نماز پڑھی۔ مگر عفت آرا کی عجب حالت تھی۔ بظاہر تو اب تک ڈلیان ہی کتر رہی ہے مگر خدا جانے کس قسم کے اور کیا کیا خیالات دل مین بھرے ہوے ہین کہ بیٹھے بیٹھے کبھی مسکراتی بلکہ ہنس

دیتی ہے۔ اور کسی وقت اُس کے نازک رخساروں پر غیظ و غضب کی سی تمتماہٹ پیدا
ہو جاتی ہے۔ اور پھر آپ ہی آپ پیارا اور بھولا چہرہ نہایت ہی متین بن جاتا
ہے۔ مگر بلا کی ضابط ہے مجال کیا کہ کسی کو اُس کے دل کا حال معلوم ہو جائے۔
بغیر اس کے کہ ان دلی جذبات کے متعلق ایک لفظ بھی زبان سے نکالے پاندان
بند کر کے اُٹھی وضو کر کے نماز پڑھی۔ اور محمدی سے تاکید کی کہ "جلدی چاء اور ناشتہ
لے کے آؤ"

چاء سے فارغ ہو کے مرزا مسعود نے کہا "اب تم تو رات بھر کی جاگی ہوئی
ہو۔ اس وقت سبق کون یاد کرے گا؟ اور جب تم ہی کتاب لے کے نہ بیٹھو گی
تو میں کیوں بیٹھنے لگا تھا؟"

عفت آرا "یہ تم سے کس نے کہا کہ میں نہ بیٹھوں گی؟ اوّل تو میں اپنی نیند بھر
سو لی ہوں۔ اور نہ سوئی ہوتی تو بھی یہ ممکن نہ تھا کہ رات کا قول و اقرار اتنی جلدی
بھول جاتی۔ میں اپنی کتابیں لاتی ہوں اور تم اپنی کتابیں لو" یہ کہہ کے اُس نے
محمدی کو پکارا۔ اور وہ حاضر ہوئی تو حکم دیا کہ "مجھ سے کوئی کام ہو تو اسی وقت
کہہ دو۔ پھر دس بجے تک مجھے بات کرنے کی چھٹی نہ ہو گی۔ اور ہاں دیکھو نفیسن
پیش خدمت اور اچھی کہاری سے بھی کہہ دو کہ دس بجے تک نہ خود میرے پاس
آئیں۔ اور نہ کسی اور کو آنے دیں"

ایسے نئے عجیب حکم سے ہندوستان کے گھر بالکل نا آشنا ہیں۔ محمدی نے
حیرت سے سنا۔ مگر عذر کی کیا مجال تھی بولی "میں ابھی جا کے سب کو یہ حکم سنائے
دیتی ہوں"

عفت آرا "آج ہی پر موقوف نہیں۔ روز یہی قاعدہ رہے گا کہ ۷ بجے سے
۱۰ بجے تک میں اپنا کام کروں گی۔ اُس وقت نہ کوئی میرے پاس آئے نہ مجھ سے
کچھ کہے سُنے۔ جو کچھ کہنا یا پوچھنا ہوا کرے اس سے پہلے پوچھ لیا کرو۔ یا پھر دس
بجے کے بعد"

محمدی "بہت خوب"

یہ کہہ کے عفت آرا نے کمرہ بند کر لیا۔ اور دونوں میاں بی بی کتب بینی

مین مشغول ہو گئے۔ دس بجے تک جم کے مطالعہ کرنے سے عفت آرا کو اپنا سبق خوب فرفر یاد ہو گیا۔ اور مرزا مسعود نے بھی جو کچھ آج پڑھا وہ دل مین نقش ہو گیا۔ گو بعض اوقات خیالات پریشان نے ستایا مگر بی بی کو مشغول دیکھ کے کتاب کے مضامین مین مصروف ہو جایا کیے۔ اس کے بعد کچھ دیر تک اِدھر اُدھر کی باتین کر کے مرزا مسعود نے کہا "آج کھانا گیارہ ہی بجے کھلا دو۔ تا کہ کھانے سے فراغت کر کے ذرا باہر کی ہوا کھا آؤن"

عفت آرا نے فوراً ماما کو بلا کے تاکید کی کہ "کھانا جلد ہی لاؤ۔ گیارہ بجے دسترخوان بچھ جائے" پھر میان کی طرف دیکھا۔ اور مسکرا کے کہا "باہر کی ہوا کھانا بہت ضروری ہے۔ جب تک چلو پھرو گے نہین پڑھا بھی نہ جائے گا۔ اور کوئی ایسی صحبت بھی چاہیے جس مین انسان بے تکلفی سے بیٹھ کے ہنسے بولے۔ مگر تمھین تو باہر جا کے وحشت ہونے لگتی ہے"

مسعود۔ (چونک کے) "وحشت کیسی؟"

عفت آرا "اب یہی کل فیروزہ کے وہان سے وحشت کھا کے بھاگنے کا کون موقع تھا؟ اول تو جیسے تم سے محبت ہو اُس سے بھاگنا ہی کیا۔ یہ بھی تو خیال کیا ہوتا کہ وہ اگر تمھارے پاس آئی تھی تو تمھاری ہی بلائی ہوئی آئی تھی" عفت آرا یہ باتین کہہ رہی تھی اور مرزا مسعود کے ہوش و حواس فِفرِ ہو رہے تھے۔ دیر کے بعد جب ذرا حواس ٹھکانے ہوئے تو بولے "تمھین اِن سب باتون کی خبر ہو گئی! اچھا تو پھر اب یہ بھی بتا دو کہ مین کس کے ساتھ وہان گیا تھا؟ اور وہان صحبت مین کون کون تھا؟"

عفت آرا۔ (ہنس کے) "اب بتا ہی دون؟ تم حامد حسین کے ساتھ گئے تھے۔ اور وہ اکیلے وہی آخر تک تمھارے ساتھ رہے"

مسعود "واللہ! غضب کرتی ہو؟ مین دیکھتا ہون تم اب میرا گھر سے نکلنا بند کرا دو گی"

عفت آرا "تو مین نے کبھی تمھین کہین جانے سے منع کیا ہے؟ تمھارا جہان جی چاہے شوق سے جاؤ۔ اور جس چیز مین تمھاری خوشی ہو اُسی مین مین بھی خوش ہون

مسعود "مگر کیونکر جاؤن؟ قدم قدم پر تو یہ دھڑکا لگا رہتا ہے کہ تم کو خبر ہو جائیگی"
عفت آرا۔ (ہنس کے) "اے تو مین تمھارا کیا کرون گی؟ فیروزہ کو تم دل سے چاہتے ہو۔ اور اُسے یہ معلوم بھی ہے کہ تم جب تک گھر مین رہتے ہو مین تمھارے پاس رہا کرتی ہون۔ پھر اُس کے جان جانے کے خیال سے کیا کبھی تم نے گھر کا آنا چھوڑ دیا؟"
مسعود "لاحول ولا قوۃ! اُس کا اور تمھارا مقابلہ ہی کیا؟ وہ وہ ہی ہے اور تم تم ہی ہو؟ اب اُس کا ایسا ڈر نہین ہو سکتا کہ مین اُس کے لیے تم سے ملنا چھوڑ دون"
عفت آرا۔ (متانت سے) "انسان جس کسی کو دل سے چاہتا ہے اُس کا خیال کرنا ہی پڑتا ہے"
مسعود "اس سے مجھے انکار نہین کہ مین اُسے چاہتا ہون۔ مگر یہ چاہنا ایسا نہین ہے کہ اُس کے لیے بیتاب و پریشان ہون۔ اور تمھاری وہ وقعت ہے کہ تمھین چاہنا بھی اُس کے چاہنے سے بڑھا ہوا ہے"
عفت آرا "یہ تمھاری عنایت و شرافت ہے۔ ورنہ مین تو تمھاری ایک اُدنی لونڈی ہون۔ اور صرف تمھاری خدمت گزاری کے لیے۔ میرا اندیشہ ہی کیا؟ تم خیال رکھو یا نہ رکھو مین ہر طرح تمھاری ہون۔ فیروزہ روٹھ بھی سکتی ہے۔ بگڑ بھی سکتی ہے۔ مگر میرا کام ہے کہ ہر حال مین راضی اور تمھاری ہی ہو کے رہون"
مسعود "سب سے زیادہ قیامت تو تمھاری یہی نیک نفسی ہے۔ کسی اور کے خلاف کرو تو وہ بگڑے گا برا بھلا کہے گا۔ مگر تمھارے خلاف کرنے مین یہ آفت ہے کہ تم تو کچھ نہین کہتین۔ مگر خود اپنا نفس لعنت ملامت کرنے لگتا ہے"
عفت آرا۔ (ایک دلفریب مسکراہٹ کے ساتھ) "تو یہ تمھارے نفس کی خوبی ہوئی؟ اس مین میری کون سی تعریف ہے؟"
مسعود "جو کچھ ہو تمھارا یہ عمل قیامت کا ہے کہ کوئی بات کیسی ہی چھپا کے کیجائے تم جان جاتی ہو"

چھٹا باب

پھر وہی فیروزہ کا گھر

کھانے سے فارغ ہو کے مرزا مسعود گھر سے نکلے۔ مگر پہلے سے زیادہ خائف

ترسان ولرزان - گھر سے نکل کے دو ہی چار قدم گئے ہون گے کہ دل سے پوچھا "اب اسوقت مین کہان جاؤن ؟" مگر کچھ جواب نہ ملا - لہذا اس کا تصفیہ کرنے کے لیے چلتے چلتے سڑک ہی پر کھڑے ہو گئے - اور سوچنے لگے - ہر دوست اور ملنے والے کا گھر یاد آتا تھا مگر قدم کسی طرف نہ اٹھتا تھا - اور وجہ یہ کہ سابق کی بگڑی ہوئی صحبت کی بدولت کسی ایسے شخص سے دوستی نہین پیدا ہونے پائی تھی جو مہذب شائستہ اور شریف ہو اور جس سے ملنے جلنے مین بی بی سے حجاب نہ آتا ہو - اسی تردد اور گومگو کے عالم مین کھڑے کھڑے کئی منٹ ہو گئے اور کسی طرح کوئی تصفیہ نہ ہو سکا - عالم استغراق مین تھے کہ قریب سے آواز آئی " این ! ماشاءاللہ ! کیا پینک مین ہو ؟ یہ بے افیون کی پینک آج ہی دیکھی !"

مرزا مسعود سنتے ہی پہچان گئے کہ محمود علی کی آواز ہے - بولے " بھئی خوب ملے ! مین اسی فکر مین تھا کہ کہان چلون "

محمود علی " خوب - بڑا مشکل معاملہ تھا - مین کہتا ہون یہ تمھین ہو کیا گیا ہے ؟ اب آپ بی بی کے ڈر کے مارے گھر سے نکلنا چھوڑ دین گے ؟"

مرزا مسعود " خدا ہی نے کہا ہے کہ جب بی بی کو ذرا ذرا سی باتون کی خبر ہو جایا کیگی تو میرا ہر جگہ کا آنا جانا چھوٹ جائے گا "

محمود علی " کسی ذریعہ سے انھین دو ایک باتون کا پتہ لگ گیا - اور تم سمجھ گئے کہ میری بی بی غیب دان ہین - مین نہ مانون گا - اُن کا کوئی نہ کوئی جاسوس تمھارے آس پاس رہا کرتا ہوگا "

مرزا مسعود " اچھا اب اسی وقت تم دیکھ لو یہان کون سا جاسوس موجود ہے "

محمود علی " تو اسوقت کی باتون کی اُنھین خبر بھی نہ ہو گی - کیا مجال جو کچھ بھی معلوم ہو سکے - تم اسوقت میرے ساتھ فیروزہ جان کے گھر چلو - اور مین دیکھتا رہونگا کہ ہمارے پیچھے پیچھے کوئی آتو نہین رہا ہے "

مرزا مسعود " کوئی آتا ہو یا نہ آتا ہو مگر بی بی کو ضرور خبر ہو جائے گی "

محمود علی " تو اچھا کچھ شرط ہو جائے "

مرزا مسعود " جو شرط کہو منظور ہے "

محمود علی "مگر مین جس طرف سے اور جس طرح سے چاہون گا لیجاؤن گا۔ آپ اس مین کچھ دخل نہ دیجیے گا"

مرزا مسعود "مجھے سب طرح منظور ہے"

محمود علی "تو پھر پچاس روپیہ ہوئے۔ مگر مین واللہ لے لونگا"

مرزا مسعود "ابھی اُسی وقت نقد لیا دون۔ لیکن اگر گھر مین خبر ہو گئی تو پھر مین بھی اُسی وقت کھڑے کھڑے رکھوا لون گا"

محمود علی "منظور" یہ کہہ کے محمود علی نے سڑک پر چارون طرف نظر دوڑائی۔ آس پاس جتنے لوگ نظر آئے اُن سب کو خوب بھانپ بھانپ کے دیکھا۔ اور جب کسی پر کسی قسم کا شُبہہ نہ ہوا تو بولے "اچھا اب چلیے۔ مگر ادھر سے نہین (ایک طرف اشارہ کرکے) اس راستہ سے چلیے"

مرزا مسعود "چلیے" اور دونون اُسی طرف چل کھڑے ہوئے۔ اب محمود علی نے راستہ بہلانے کے لیے کہا "تم واقعی بڑے بے مروت اور سنگدل ہو۔ اجی شادی کے بعد مجھ سے نہین ملے تھے نہ سہی۔ قیامت تو یہ کہ تم نے اپنے سب دوستون کو چھوڑ دیا۔ اور تو اور فیروزہ جان کی ملاقات بھی القطعا!"

مرزا مسعود "اُن سے تو کل ملا تھا"

محمود علی "جی سُن چکا ہون۔ ایک دم بھر کے لیے گئے اور اُس غریب کو ایسا ملال دے آئے کہ اُس کی بھوک پیاس سب تشریف لے گئی۔ کل سے اسوقت تک اس کی حلق سے ایک دانہ نہین گیا ہے"

مرزا مسعود (حیرت سے) "تو مین نے کیا کیا؟"

محمود علی "پہلے تو انھین اپنے پاس بُلایا۔ اور جب آئین تو ایسی بے رُخی اور رُکھائی ظاہر کی کہ گویا اُن کی صورت ہی سے نفرت ہے۔ اور پھر آپ ہی آپ اس طرح رسّیان تڑا کے بھاگے کہ جیسے دشمنون کو سودا ہو گیا ہے"

مرزا مسعود "اتنا قصور تو ضرور ہوا ہے۔ اور سبب یہ ہوا کہ جب وہ پاس آکے میرے زانو سے زانو بھڑا کے بیٹھین تو مجھے خیال آگیا کہ بی بی کو ان باتون کی خبر ہو جائے گی۔ بس اسی اندیشہ سے مین اُٹھ کے بھاگا۔ مگر فیروزہ جان

سے توہین نے معذرت کر لی تھی"

محمود علی "آپ کی معذرت کے بھی قربان! پہلے خود ہی ذلیل کیجیے اور پھر معافی مانگیے"

مرزا مسعود "توہین نے انھین ذلیل کب کیا؟"

محمود علی "ایک جوان عورت خصوصاً رنڈی کی اس سے زیادہ توہین کیا ہو سکتی ہے کہ اُسے شوق سے بلائیے۔ اور جب آئے تو نفرت کے طریقہ سے ہٹا دیجیے۔ واللہ ہے تم نے اُن کے دل کو بڑا صدمہ پہونچایا ہے۔ اور جب تک اپنے فعل پر ندامت ظاہر کر کے اور اُن کے حُسن و جمال کی بے انتہا تعریف کر کے دلی شوق بلکہ عشق نہ ظاہر کرو گے اُن کے دل کو چین نہ آئے گا"

مرزا مسعود "یہ تو مجھ سے آج کل نہ ہو گا"

محمود علی "کیا باتین کرتے ہو۔ اُن کی تو یہ حالت ہو رہی ہے کہ تمھارے نام پر فدا ہین۔ تمھاری ہر ہر ادا پر جان دینے کو تیار رہین۔ ایک ذری سی رکھائی پر یہ عالم ہے کہ دو روز سے دانہ پانی حرام ہو گیا ہے۔ اور آپ فرماتے ہین۔ مجھ سے نہ ہو گا۔ نہ کیسے ہو گا؟ تم اُس غریب کی جان لو گے؟"

مرزا مسعود "مجھے جان لینے یا دینے سے کیا تعلق؟ فقط دُور کی یاد اللہ ہے نہ مجھ سے اُن سے کسی قسم کا تعلق تھا نہ ایسی زیادہ آمد و رفت ہی رہی ہے۔ مین تو وہان صرف تم لوگون کی وجہ سے چلا جایا کرتا ہون"

محمود علی "تم سے اُن سے کوئی تعلق نہین! تعلق کچھ ساتھ لیٹنے ہی سے نہین ہوتا۔ تعلق تو دل سے ہے اور یہان دونون کی جو حالت ہے تم جانتے ہی ہو۔ وہ تم پر جان فدا کیے بیٹھی ہوئی ہین۔ رہے تم۔ تو مجھے تم ہزار قسمین کھاؤ یقین نہ آئیگا کہ تمھارے دل مین اُن کا کچھ خیال نہین۔ اُن سے چھوٹ کے تمھارے دل پر بھی ہمیشہ ایک کوفت رہے گی"

اتنے مین ایک مکان کے دروازے پر پہونچ کے محمود علی نے کہا "اِس کے اندر چلیے"

مرزا مسعود "یہان کہان؟ فیروزہ جان کے وہان چلتے ہو نہ؟"

محمود علی "تمھین اس سے کیا بحث؟ مین وعدہ لے چکا ہون کہ جس طرح چاہونگا لے چلون گا"

مرزا مسعود "ہان ہان چلو۔ مجھے اس کا خیال نہ تھا"

یہ ایک خانصاحب کا مکان تھا جن سے میان محمود علی سے بہت پُرانا راہ ورسم تھا۔ اندر جا کے مرزا مسعود کو اُن سے ملایا۔ حقہ کے چند کش لگائے۔ اور ایک ایک گلوری کھا کے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اِس مکان کا ایک دوسرا دروازہ ایک تنگ وتاریک گلی مین تھا۔ اُسی راستہ سے نکل کے محمود علی نے آگے کی راہ لی۔ اور گلیون ہی گلیون ہوتے ہوئے خاص بی فیروزہ کے مکان کے پاس نکلے۔ راستہ مین کئی جگہ ٹھہر ٹھہر کے اندازہ کیا کہ ہمارے ساتھ تو کوئی نہین آرہا ہے۔ پھر فیروزہ کے دروازے پر بھی خوب غور سے دیکھ کے اطمینان کر لیا کہ کوئی جاسوس ساتھ نہین ہے تب فیروزہ کے کمرے پر چڑھتے ہوئے زینہ پر کہا "اب آج کا حال تمھاری بی بی کو معلوم ہوجائے تو مجھے یقین ہوجائے گا کہ تمھاری بی بی انسان نہین جن ہین"

مرزا مسعود "وہ اُنھین آپ جن کہین یا انسان مگر میرے پچاس روپیہ نہ بھول جائیے گا"

محمود علی "ہان ہارا تو دون گا۔ اور گلے گلے پانی دون گا"

شرط کی تجدید ہوتے ہی مرزا مسعود اندر داخل ہوئے۔ زینہ پر کسی کے آنے کی آہٹ سُن کے بی فیروزہ کی نظر دروازے سے لگی ہوئی تھی۔ مگر جیسے ہی مرزا مسعود کی صورت دیکھی ذرا بن بیٹھین۔ بال اور کپڑے سنبھال لیے۔ مگر بظاہر رُوکھی صورت بنا کے دوسری طرف دیکھنے لگین لیکن حامد حُسین جو اُن کے قریب ہی بیٹھے ہوئے تھے مرزا مسعود کی صورت دیکھتے ہی اُٹھ کھڑے ہوئے اور بولے "آیئے! تمھاری جان کی قسم مین اسوقت دل مین تمھین کو یاد کر رہا تھا"

محمود علی "بھئی آج مین اُنھین یہ شرط کر کے لایا ہون کہ اگر آج کا حال اِنکی بی بی کو معلوم ہوجائے تو پچاس روپیہ ہارون گا"

حامد حسین "اِنکی بی بی بڑی سیانی ہین۔ اُنھون نے کچّا انتظام نہین کیا ہے۔ کسی نہ کسی طرح خبر ہو ہی جائے گی"

محمود علی "کیا مجال جو اُن کو کانون کان خبر ہو - اگر وہ سیانی ہین تو مین بھی بڑا سیانا ہون - ابھی مین آج اُنھین ایسے راستہ سے لایا ہون کہ اُن کے فرشتہ خان کو تو خبر ہو گی نہین"

مرزا مسعود "انھین نہ جاسوس بھیجنے کی ضرورت ہے - اور نہ کوئی گوینده لگانے کی - انھین خود بخود سارے حالات معلوم ہوجایا کرتے ہین - اور کل اس کا تجربہ ہو ہی جائے گا - گوینده اگر بتا بھی سکتا ہے تو فقط اتنا کہ مین یہان یا تمھارے وہان آیا تھا - لیکن یہان گھر کے اندر بیٹھ کے جو باتین کرتا ہون اُنکی مخبری کون کرسکتا ہے ؟ اور وہ تو اُن مقامات کی باتون کو جان جاتی ہین جہان پرندہ پر نہین مار سکتا"

محمود علی "خیر کیا مضائقہ ہے ؟ کل معلوم ہی ہو جائے گا - (فیروزہ کی طرف دیکھ کے) اے اب اِن کا قصور بھی معاف ہو گا - یا یونہین روٹھی بیٹھی رہو گی"

فیروزہ "مجھ سے مطلب ؟"

مرزا مسعود "کل مجھ سے اتنی گستاخی ضرور ہوئی کہ یہ مہربانی سے میرے پاس آکے بیٹھین اور مین وحشت کھا کے بھاگ کھڑا ہوا"

فیروزہ "وہ تو نگوڑی میری صورت ہی ایسی ہے کہ لوگون کو دیکھ کے ڈر معلوم ہوتا ہے - وحشت ہونے لگتی ہے - ہولین کھا کے بھاگ کھڑے ہوتے ہین"

مرزا مسعود - (مسکرا کے) "بس اس پیاری صورت کو بُرا بھلا نہ کہو - تم اسکی پروا نہین کرتین تو اس کے بہت سے پروا کرنے والے دنیا مین پڑے ہین"

فیروزہ "(ایک ٹھنڈی سانس لے کے) ایسی قسمت کہان!"

مرزا مسعود "واقعی مجھے اپنے کل کی حرکت پر ندامت ہے - اِسے میری حماقت بے عقلی جو چاہو سمجھو مگر معاف کر دو"

فیروزہ "مین معاف کرنے والی کون ؟ قصور جا کے اُن سے معاف کراؤ جن کا آج کل زور ہے - جن کے موکل اندر باہر ہر جگہ تمھارے پیچھے لگے رہتے ہین - اے جلدی بھاگو اُنھین خبر ہو گئی تو لتے لے ڈالین گی"

مرزا مسعود "اجی بس اب اس کا ذکر جانے ہی دو - آج تو مین دل مین ٹھان کے آیا ہون

کہ تم سے قصور معاف کرا کے جاؤن گا"

فیروزہ "تم نے میرا کون سا قصور کیا ہے جو معاف کرون؟ اور مجھ سے تم سے مطلب ہی کیا؟"

محمود علی۔ (جھک کے مرزا مسعود کے کان مین) "اجی اپنا شوق اور جوشش عشق تو ظاہر کرو۔ بغیر اس کے بھلا یہ لوگ کبھی راضی ہوئے ہین؟"

مرزا مسعود۔ (فیروزہ سے) "کیا کہون کہ دل کی کیا حالت ہو رہی ہے! ہر وقت تمھاری صورت نظر کے سامنے رہتی ہے۔ اور کسی طرح قرار نہین آتا۔ تمھاری جان کی قسم مین اپنے دل کی کیفیت بیان نہین کر سکتا۔ ادھر تمھاری محبت ہے جو ہر وقت دل مین چٹکیان لیتی رہتی ہے۔ اُدھر بی گھر والی کا ڈر ہے کہ اُنھین ذرا ذرا سی باتون کی بھی خبر ہو جاتی ہے۔ تمھین انصاف کرو کہ ایسی حالت مین کیا کرون؟"

فیروزہ "بس یہی کرو کہ اُن نیکبخت کو خوش رکھو اور سارے یار آشنا۔ احباب اور ملنے جلنے والے چُوٹھے مین گئے۔ اسے مین پوچھتی ہون کہ تمھین ایسا ہی دھڑکا لگا ہے تو پھر یہان آتے کیون ہو؟"

مرزا مسعود "بے آئے بھی تو نہین رہا جاتا! کمبخت دل یون بھی تو نہین مانتا۔ لے بس اب غصہ تھوک ڈالو۔ اور میرے پاس آ کے بیٹھو"

حامد حسین "ہان بھئی فیروزہ اب معاف کر دو۔ ان دنون یہ اپنے دل کے ہاتھون بہت مجبور ہین۔ تم بھی رکھائی کرو گی تو خیال کرو کہ بیچارے کا کیسے نباہ ہوگا! وہین بھئی صاف آدمی ہون۔ بی صاحب تمھین قدر نہین۔ خوب یاد رکھو کہ چاہنے والا بڑی مشکلون سے ملتا ہے"

فیروزہ "اچھا تمھاری خاطر ہے۔ ورنہ میرا تو جی نہین چاہتا" یہ کہہ کے اپنی جگہ سے ایک نخرے کے ساتھ اُٹھین۔ اور مرزا مسعود کے برابر آ کے بیٹھ گئین۔

آج مرزا مسعود کو کل کی سی وحشت نہین ہوتی۔ اور وجہ یہ کہ بی بی نے خود ہی کہدیا تھا کہ تمھین بھڑکنے اور ہول کھانے کی ضرورت نہین۔ جہان چاہو جاؤ ہنسو بولو مین کسی بات کو منع نہین کرتی۔ وولھن کی ان باتون نے اُن کا حوصلہ بڑھا دیا تھا۔ دل مین یون اطمینان کر کے فیروزہ سے کہا "لے اب کھانا تو کھا لو"

فیروزہ - (قہقہہ لگا کے) "آئین! یہ بھی کوئی کھانے کا وقت ہے؟ ایک بج چکا ہے۔ کیا بی گھروالی نے آج کھانا بھی نہین دیا؟"

محمود علی "نہین صاحب وہ تو گھر سے کھا کے آئے ہین۔ انھین بی بی بے کھلائے پلائے ڈیوڑھی سے قدم تو باہر نکالنے دیتی نہین ہین۔ یہ تمھارے لیے کہتے ہین۔ اے کل سے کچھ نہین کھایا ہے تو کیا اب بھی نہ کھاؤ گی؟ تم بھی واللہ بڑی گہری ہو۔ اور جہاں کوئی بات دل مین آگئی پھر نہین نکلتی ہے۔ اے انکی ذراسی رکھائی پر خفا تھین اب اُنھون نے اپنا قصور معاف کرا لیا۔ چلو چھٹی ہوئی۔ اب پھر وہی وہ ہین اور وہی تم ہو۔"

فیروزہ - (بگڑ کے) "محمود تمھاری یہی باتین مجھے اچھی نہین لگتین۔ لے بھلا اس کہنے کی کون سی ضرورت پڑی تھی؟ وہ تو نگوڑی کوئی بات پیٹ مین ٹھہرتی ہی نہین خدا نہ کرے کہ کوئی تمھاری طرح پیٹ کا ہلکا ہو۔ جناب امیر کی قسم مین تمھاری اس لگائی بجھائی سے بڑی حیران ہون۔ مین نے نہین کھایا تو تمھاری بلا سے نہین کھایا تم کہنے والے کون تھے؟"

محمود علی - (سر کھجا کے) "ہان میرے منہ سے نکل تو گیا۔ مگر اس مین مضائقہ ہی کیا ہے؟"

فیروزہ - (جھنجھلا کے) "تو تمھارے نزدیک کوئی مضائقہ نہین یا میرے نزدیک بھی نہین ہے؟ جو بات ہوتی ہے نگوڑی اُلٹی ہی ہوتی ہے۔"

مرزا مسعود "اچھا پھر خفا ہو لینا۔ پہلے کھانا تو منگواؤ۔"

فیروزہ "اے تو اب کھانا رکھا ہوا ہے؟ سب کھا پی کے فراغت کر چکے۔"

حامد حسین "اب مجھ سے نہین رہا جاتا۔ صاحب مہربان کل سے ہنڈیا چڑھی نہین ہے سب بیٹھے سوکھ رہے ہین۔ مگر دعوے یہ ہین کہ کھا پی کے فراغت کر چکے۔"

مرزا مسعود "لاحول ولا قوۃ۔ یہ کون سی بات تھی۔ ایک مین ذرا اُٹھ کے چلا گیا اور تم نے کھانا چھوڑ دیا۔"

حامد حسین "تم نہین جانتے۔ تمھارے ساتھ اِن کو ایسا ہی لگاؤ ہے۔ مگر ان یہ کہون گا کہ دل کی مضبوط ہین۔ مجال کیا کہ اُف نکل جائے۔"

فیروزہ "بھئی مجھے ایسی باتون سے نفرت ہے۔ میرے گھر مین چاہے کچھ ہو رہا ہو یا میرے دل کی کچھ ہی حالت ہو لیکن مین اس کی روادار نہین کہ کسی اور کو کانون کان خبر ہو۔"

مرزا مسعود "خیر یہ باتین تو ہوتی ہی رہین گی۔ پہلے کھانے کی تو فکر کیجائے۔ ہُشّو کہان گیا؟"

فیروزہ۔ (ہنس کے) "اے تم بھی اُسے ہُشّو کہنے لگے؟ نیچے بیٹھا باتین بنا رہا ہوگا۔ تمھارا کون سا کام ہے؟"

مرزا مسعود "تمھین اِس سے کیا؟ اُسے بُلواؤ تو سہی"

بی فیروزہ نے باریک کمزوری دکھاتی ہوئی آواز مین پکارا "اے ہُشّو! ہُشّو!" جب اسکے جواب مین اُسکی آواز نہ آئی تو محمود علی اُٹھ کے باہر گئے اور اُسے پکار لائے۔ ہُشّو ایک بارہ تیرہ سال کا کانا لونڈا تھا۔ جو فقط روٹی کپڑے پر بی فیروزہ کے یہان پڑا رہتا تھا۔ مگر بلا کا تیز اور آفت کا پرکالہ"

فیروزہ۔ (اُسکی صورت دیکھتے ہی) "کہان گیا تھا؟ یہان پاس نہین بیٹھتا!"

ہُشّو "اے اُس روز جب نواب صاحب آئے تھے آپ ہی نے حکم دیا تھا کہ میرے پاس نہ بیٹھا کرو"

فیروزہ۔ (بگڑ کے) "اے شامتین آئی ہین مونڈی کاٹے کی۔ مجھے بھی کوئی وہ ــ"

محمود علی (ہنس کے) "کون نواب؟"

ہُشّو "کیون بتاؤن؟ کچھ کھلواؤ تو بتاؤن"

محمود علی "دو دن کے فاقون مین بھی شرارت نہین گئی؟"

فیروزہ "اسے مین ہی اسے خوب سیدھا کرتی ہون۔ دیکھو ٹھہرو کتنی جوتیان کھلواتی ہون"

مرزا مسعود۔ (جیب سے دو روپئے نکال کے) "ہُشّو لو۔ ایک ڈیڑھ سیر پوریان۔ چار آنے کی شیر مالین۔ دو آنے کے کباب۔ پاؤ بھر بالائی۔ کچھ روٹی سالن چار آنے کی برفی۔ اور چار آنے کی امرتیان تو لے آؤ"

فیروزہ "اوہ! اے تو یہ کون کھائے گا؟"

محمود علی "منگوانے دو جی۔ کل سے کسی نے کھایا نہین۔ اس سے کم مین نہین پوری پڑے گی"

الغرض میان ہُشّو روپے لے کے روانہ ہوئے۔ اور اب بی فیروزہ جان کی توجہ و عنایت اور اُنکا خلوص یک بہ یک بڑھ گیا تھا۔ مرزا مسعود آج تک گئے گذرے

قریب ہر بازاری عورت اور ہر مشہور رنڈی کے گھر مین تھے - مگر سِرف لطف صحبت اُٹھانے اور مِنچوکے باتین بنانے کے لیے آج تک اِن مقامات مین کبھی انھون نے ایک پیسہ بھی نہین صرف کیا تھا - اُن کی زندگی مین یہ پہلا موقع تھا کہ یار دن کے جھکمہ مین آکے انھون نے نہایت بے جگری کے ساتھ باتون باتون دو روپیون کا خون کر ڈالا - اصل مین یہان نہ کوئی بھوکا تھا اور نہ کسی کو کھانے کی ضرورت تھی - فیروزہ کو پسند بھی نہ تھا کہ بے وجہ اور بے ضرورت مرزا مسعود کا نقصان کرائے - مگر حامد حسین اور محمد علی نے اپنے چرندم خورندم کے خیال سے ہمارے مرزا کے لُٹوانے کا بندوبست کر دیا - اب مرزا مسعود نے باتون باتون مین جیب سے دو روپیہ نکال کے دے دیے تو فیروزہ پر اس کا بہت اثر پڑا - انکے حال پر نہایت ہی مہربان ہوگئین - اور بولین "اِس گھڑی ان لوگون نے بیکار تمھارا نقصان کرا دیا - مگر بھئی دیکھو مین پہلے سے کہے دیتی ہون کہ مجھ سے اِس وقت کچھ کھایا پیا نہ جائے گا اور تم خواہ مخواہ کو اصرار کرو گے "

حامد حسین " بھوک تو اب مر چکی کھایا کیسے جا سکتا ہے؟ دو ایک نوالے کھا کے پانی پی لینا - اور نہ کھاؤ گی تو خواہ مخواہ کو ضعف بڑھے گا - ایسی معمولی باتون پہ نہین کرتے کہ دانہ پانی چھوڑ دین - مگر تم نے طبیعت ہی کچھ ایسی پائی ہے کہ لاکھ سمجھاؤ نہین مانتین "

فیروزہ - (مرزا مسعود سے) " میرے دل کو تم سے لگاؤ ہی ایسا ہوگیا ہے کہ تمھاری ذراسی خفگی بھی نہین برداشت ہوسکتی - دل مین سوچتی ہون کہ تم اب جوڑ د والے ہوئے ہو شادی ہونے سے پہلے ہی تم نے کس کی طرف توجہ کی تھی جو اب کرو گے؟ - اور ایسے بیوفاؤن کو دل دینا ہی کیا - مگر دل نہین مانتا "

مرزا مسعود " ہان دل سے دل کو راہ ہوتی ہے - یہ میری محبت کا اثر ہے - ورنہ تمھین کسی کا کیون خیال ہونے لگا تھا؟"

فیروزہ " اور دن کی اور بات ہے - اور تمھاری اور بات - تم اتنے دنون تک ایسی وضعداری کے ساتھ ملتے رہے ہو کہ خواہ مخواہ دل تمھاری طرف کھنچا جاتا ہے "

اتنے مین منشو پوریان وغیرہ لے کے آگیا - حامد حسین نے اُن سب چیزون کو لے کے بڑے اہتمام سے دسترخوان بچھایا - اور فیروزہ سے کہا "لے اب ہاتھ دھوؤ"

فیروزہ " مجھے تو بھوک نہین ہے "

محمود علی "اجی اب نخرے ہو چکے - کھانا کھاؤ پھر اطمینان سے بیٹھ کے باتین بنانا"
مرزا مسعود "اور کیا مین بے کھلائے رہون گا ؟"
حامد حسین "اب لو! نہ کھاؤ گی تو نہ کھاؤ گی ؟"
فیروزہ "اے تو مجھے کچھ انکار تھوڑے ہی ہے - لیکن جو بھوک ہی نہ ہو تو کیسے کھاؤن ؟"
مرزا مسعود "جیسے بنے" یہ کہہ کے زبردستی ہاتھ پکڑ کے فیروزہ کو اُٹھایا - کمرے کے باہر لے جاکے اپنے ہاتھ سے اُن کے ہاتھ دُھلائے - پھر لاکے دسترخوان پر بٹھا دیا - اور خود اپنی جگہ پر جاکے بیٹھنے کو تھے کہ بی فیروزہ بولین "اُونہ! اے وہان کہان جاکے بیٹھے ہو ؟ کیا تم نہ کھاؤ گے ؟"
مرزا مسعود "مین تو ابھی ابھی کھا کے آیا ہون - تمھاری جان کی قسم نہین کھا سکتا"
فیروزہ "ماشاء اللہ! کھا سکو یا نہ کھا سکو مگر مین بے کھلائے نہ رہون گی" یہ کہتے ہی کھینچ کے اپنے برابر بٹھا لیا - اور جھٹ نوالہ بنا کے مُنھ مین دینے لگین -
حامد حسین "ہین دونون نخرہائے - بس اس کی یہی تدبیر ہے کہ دونون ایک دوسرے کو کھلائین"

دیر تک یہ سلسلہ جاری رہا کہ فیروزہ جان نوالے بنا بنا کے مرزا مسعود کو کھلاتین اور مرزا مسعود فیروزہ جان کو - اس گھڑی کسی کسی وقت مرزا مسعود کو بی بی کا خیال آجاتا - اور دل ہی دل مین یہ سوال پیدا ہوتا کہ "ان سب باتون کی خبر تو ہو ہی جائے گی - لیکن اگر انھون نے ذرا بھی اعتراض کر دیا تو کیا جواب دونگا ؟" پھر خود ہی کہتے "یہ غنیمت ہے کہ بی بی سخت گیر نہین - اور باوجود جان جانے کے میری کسی بات سے تعرض نہین کرتین" اس طرح اپنی خاطر جمعی کر کے پھر بی فیروزہ کی نازبرداری مین مصروف ہو جاتے - اور لڑ لڑ کے اُنھین کھلانے لگتے -

کھاتے پیتے اور باتین کرتے تین بج گئے - اور گھڑی دیکھ کے مرزا مسعود نے کہا "بس اب مین جاتا ہون"
فیروزہ "اے بیٹھو بھی - آج رات کو کھانا کھا کے جانا"
مرزا مسعود "نہین - بس اب نہین ٹھہر سکتا - گھر مین بیٹھی راہ دیکھ رہی ہون گی"

فیروزہ۔ (ہنس کے) "اے تو وہ نگوڑا کون سا دِن ہوگا جب تمھارے دل سے یہ بنّو بی بی کا ڈر نکلے گا؟"

لیکن ہمارے مرزا صاحب پر اب وحشت سوار ہو چکی تھی۔ اِس کا کچھ جواب بھی نہ دیا "خدا حافظ" کہہ کے چل کھڑے ہوئے۔ اور سیدھا گھر کا راستہ لیا۔

ساتوان باب

بی بی کا غصہ

مرزا مسعود فیروزہ کے کمرے سے تھوڑی ہی دُور گئے ہون گے کہ اپنے گناہون اور اپنی ناعاقبت اندیشی کی حرکتون پر تنبّہ ہوا۔ اور دل مین کہنے لگے "آج کی باتین ایسی ہین کہ اگر بی بی کو معلوم ہو گئین تو مین اُنھین مُنھ دکھانے کے قابل نہ رہونگا اور معلوم ضرور ہون گی۔ آخر میری سمجھ مین نہین آتا کہ مین فیروزہ کے وہان جاتا ہی کیون ہون نہ جاؤن گا اور نہ یہ خرابیان پیدا ہون گی۔ مگر افسوس ہے اُس سے ملے اور اُسکی صورت دیکھے بھی نہین رہا جاتا۔ اور اُس کی آج کی باتون سے تو معلوم ہوتا تھا کہ اُسے مجھ سے محبّت ہے اور سچّی محبّت ہے۔"

اِسی قسم کی باتین کرتے ہوئے چار بجے گھر پہونچے۔ کمرے مین جا کے شیروانی اُتاری قمیص اُتار کے تنزیب کا کُرتا پہنا۔ پھر باہر چوکی پر بیٹھ کے ہاتھ منھ دُھوئے۔ اور تولیے سے مُنھ پونچھ رہے تھے۔ کہ عفت آرا باورچی خانہ کے انتظام کو ماما پر چھوڑ کے اور جھٹ پٹ اُستے پیند ہرا تین کرکے میان کے پاس آئی۔ دل مین چور تو تھا ہی۔ بی بی کی صورت دیکھتے ہی مرزا مسعود پسینہ پسینہ ہوگئے۔ عفت آرا دل مین کچھ کچھ سمجھ تو گئی مگر اُن کے مطمئن رکھنے کے لیے بولی "دوٓ آئین! یہ تم کتنی دُور چل کے آئے ہو کہ دشمن پسینہ مین تر بتر ہو رہے ہین؟"

پھر فضین پیش خدمت کو بُلا کے حکم دیا کہ "میان کے پنکھا جھلو۔"

مرزا مسعود۔ "نہین کچھ دُور تو نہین گیا تھا مگر ذرا تیز اور دوڑتا ہوا آیا ہون۔"

عفت آرا۔ "تو ایسی کون سی جلدی پڑی تھی کہ مارے ہلکان ہوگئے۔"

مرزا مسعود "خیر تو اب چاء منگواؤ"
عفت آرا "تھوڑی سے کہہ آئی ہون - تیار کر رہی ہے - دم بھر مین لائے گی - زیادہ جلدی ہو تو مین خود جاکے بنا لاؤن؟ اب تو گھر ہی مین ٹھہروگے نا؟ یا کہین جانا ہے؟"
مرزا مسعود "جہان جانا تھا ہو آیا - اب کہان جاؤن گا؟"
عفت آرا "تم نے باہر جانے کا وقت ہی عجیب رکھا ہے - ٹھیک دوپہر یا مین مارے مارے پھرتے ہو اور جو وقت سیر و تفریح کا ہے اُسوقت گھر مین بیٹھے رہتے ہو - لوگون کا معمول ہے کہ دو گھڑی دن رہے اپنے کامون سے فراغت کرکے چاء واء پی کے گھر سے نکلتے ہین - اور آٹھ نو بجے رات تک واپس آجاتے ہین - مگر تمھارا طریقہ ہی نرالا ہے"
مرزا مسعود "اچھا اگر تمھاری مرضی دو گھڑی دن رہے جانے کی ہے تو اُسی وقت جایا کرون گا"
عفت آرا "میری مرضی سے کیا تعلق؟ تمھارا جس وقت جی چاہے جایا کرو - مین فقط تمھین مشورہ دے دیا کرتی ہون - اگر یہ بھی تمھارے خلاف گزرتا ہو تو نہ سہی"

عفت آرا کے ان الفاظ مین ناراضی کی بُو آتی تھی - مرزا مسعود کے دل مین چور پہلے ہی سے موجود تھا سمجھ گئے کہ سب باتین بی بی کو معلوم ہوگئین - قریب تھا کہ اپنی بیاعتدالیون کو خود ہی قبول دین اور عجز و الحاح سے عذرخواہی کرین - مگر دل مین کہا "آج محمود علی سے پچاس پچاس روپیہ کی شرط ہو چکی ہے - خود یہ جب تک اپنی زبان سے نہ بتائین مین کچھ نہ ظاہر کرون گا" اور ٹالنے کے طور پر کہنے لگے "مجھے تم سے کسی بات کی شکایت نہین - جانتا ہون کہ تم جو کچھ مشورہ دیتی ہو میرے بھلے ہی کے لیے ہوتا ہے"

عفت آرا اُنکی حالت و صورت سے سمجھ گئی تھی کہ آج بھی یہ کسی اچھی جگہ نہین گئے ہین - اور ایسے ہی لوگون مین رہے ہین جو انھین خراب کرنے والے ہین - بولی "مین تمھین اچھا مشورہ نہ دون گی تو نہ دون گی؟ جانتی ہون کہ تمھاری ہی بھلائی کے ساتھ میری بھلائی ہے - اور تم ہی تک مین ہون - لیکن اتنا ضرور کہون گی کہ جب تک تم اپنی صحبت نہ بدلوگے گھر کی خیریت نہین ہے"

یہ الفاظ سنتے ہی مرزا مسعود کانپ گئے - اور دل مین کہا "یقیناً انھین سب باتون کی خبر ہوگئی - اور خرابی یہ ہے کہ آج مین نے جو کام کیے ہین وہ کسی طرح معافی

کے قابل نہین ہین" آخر ندامت کے ساتھ جواب دیا "مین تمھارے کہنے سے باہر نہ ہون گا"

عفت آرا "آج مین تم سے ایک بات کہتی ہون - لیکن پہلے وعدہ کرلو کہ بُرا تو نہ مانوگے"

مرزا مسعود "نہین - مین ہرگز بُرا نہ مانون گا - تمھین جو کہنا ہو شوق سے کہو"

عفت آرا "تم ماشاء اللہ سے پڑھے لکھے اور تعلیم یافتہ ہو - انگریزی مین اتنی لیاقت ہے کہ کسی صحبت مین کسی سے کم نہین سمجھے جا سکتے - پھر اس کے ساتھ شریف اور عالی خاندان ہو - یہی نہین گھر سے خوش حال بھی ہو - غریب و محتاج نہین کہ کسی کے سامنے آنکھ نیچی ہوسکے - جس اچھی سے اچھی صحبت مین جاؤ گے لوگ ہاتھون ہاتھ لین گے اور سر آنکھون پہ بٹھائین گے - پھر کیا بات ہے کہ تم کو اچھے اور معزز لوگون کی صحبت مین لطف نہین آتا - نہ کبھی تمھین اپنے لوگون کے پاس آتے جاتے سنتی ہون جب سنا یہی سُنا کہ اونے درجہ کے ذلیل لوگون مین تھے - آخر یہ کیا بات ہے ؟"

مرزا مسعود "ہان یہان کے معززین سے تو مجھ سے بالکل راہ و رسم نہین جب تک تعلیم کا سلسلہ جاری رہا کسی سے ملنے کی فرصت نہ تھی - مگر ان لوگون سے اتفاقاً ملاقات ہوگئی - اور پھر وہ مجھ اس طرح جی کھول کے ملنے لگے کہ صحبت بڑھتی اور میری آمد و رفت زیادہ ہوگئی"

عفت آرا "تقریبون مین - شادی بیاہ مین - اور اسی طرح کے اور بہت سے موقعون پر ممکن نہین کہ تم یہان کے ذی علم اور معزز لوگون سے نہ ملے ہو"

مرزا مسعود "ملا کیون نہین ؟ بارہا ملنے کا اتفاق ہوا ہے"

عفت آرا "پھر اُن سے راہ و رسم کیون نہ بڑھا ؟"

مرزا مسعود "اس کو مین سوا اتفاق کے اور کیا کہہ سکتا ہون ؟ بات یہ ہے کہ جس صحبت مین انسان کا ایک دفعہ دل لگ جاتا ہے اسی صحبت مین دوبارہ جایا کرتا ہے - اس کے علاوہ یہ بھی ہے کہ جو کوئی آپ سے جھک کے ملتا ہے اُسی سے خود بھی ملنے کو جی چاہتا ہے - اِن لوگون کی باتون مین مجھے لطف آیا - اور پھر انھون نے ملاقات کے بڑھانے کی کوشش کی زیادہ لطف پیدا ہوگیا - دیگر امرا اور صاحب علم لوگون

سے ملنے کا تو اکثر اتفاق ہوا - مگر اُنھون نے میری طرف چندان توجہ نہ کی۔ پھر کوئی وجہ نہ تھی کہ میرے دل مین اُن سے ملنے کا شوق پیدا ہوتا۔"

عفت آرا "ہان یہ تم نے سچ کہا - لیکن کبھی تم نے اس پر بھی غور کیا کہ ان لوگون نے جن سے تم ملتے ہو تمھاری طرف توجہ کی تو کیون کی۔ اور اُن لوگون نے جو زیادہ اشتیاق نہین ظاہر کیا تو کیون ؟"

مرزا مسعود "نہین مین نے ان باتون کا کبھی خیال نہین کیا"

عفت آرا "تو اچھا آج اس پر غور کرو اور کل بتانا کہ اس کا کیا سبب تھا۔ اب دن بہت کم رہ گیا ہے - مجھے ابھی کھانے وغیرہ کا انتظام کرنا ہے - گو بی جان (ساس) سب کامون کو دیکھ لیتی ہین - اور نہین پسند کرتین کہ مین زیادہ کام کاج مین پھنسی رہون - مگر مین نہین چاہتی کہ اُنھین تکلیف ہو۔ رات کو سات بجے سے نو بجے تک بیٹھ کے پڑھنا اور سبق یاد کرنا ہے - اسلیے مجھے اجازت دو کہ دم بھر کے لیے جاکے سب کامون سے فراغت کر آؤن"

مرزا مسعود "جاؤ - مگر مین اکیلا بیٹھ کے گھبراؤن گا"

عفت آرا "اِسی لیے کہتی ہو کہ دوپہر کو مارے مارے پھرنے کے بجاے تم اس وقت گھر سے نکل کے سیر کیا کرو - لیکن اگر اس مین کوئی مضائقہ ہے تو مجھے اصرار نہین"

مرزا مسعود "خیر دیکھا جائے گا - اب تم جاکے اپنا کام کرو"

اسکے بعد عفت آرا نے ایک گلوری بنا کے مرزا مسعود کو دی اور اُٹھ کے چلی گئی - اُس کے جانے کے بعد مرزا مسعود نے دل بہلانے کے لیے ایک ناول اُٹھا لیا - جو ابھی حال مین شائع ہوا تھا - اور لوگون مین اُسکی شہرت ہو رہی تھی - ناول بہت ہی دلچسپ تھا - اور ممکن نہ تھا کہ کوئی اُس کے دو چار صفحے پڑھے اور بے ختم کیے رہ سکے - مگر مرزا مسعود کی پریشان خیالی اِس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ ہر واقعہ پر کوئی اپنا واقعہ یاد آجاتا اور اُسی مین پھنس کے رہ جاتے - تیسرے باب مین مصنف نے ہیروئن کے حسن وجمال کی تصویر کھینچنے مین زور قلم دکھایا تھا - اُس کے چشم و ابرو - لب و رخسار - اور خط و خال سے مرزا صاحب کا خیال

بی فیروزہ جان کے چہرے پر جا پہونچا - اور دل میں کہنے لگے "ہر مصنف کا معمول ہے کہ کسی حسن کا نقشہ کھینچتے وقت کسی پری جمال کے چہرے کو پیش نظر کر لیا کرتا ہے - اِس ناول کے مصنف نے جس وقت یہ خیالات ظاہر کیے ہیں - اور حسن کی دلفریبی کو دکھانا چاہا ہے معلوم ہوتا ہے فیروزہ ہی کی صورت اُس کے خیال کے سامنے تھی - ورنہ اتنی مشابہت نہیں پیدا ہو سکتی تھی" کچھ دیر تک تو اِس سراپا کے ایک ایک نقرے کو زیادہ مزہ لے لے کے پڑھا - اور پھر ناول کو چھوڑ کے اپنے افکار و ترددات میں پڑ گئے - اور کہنے لگے "یہ کیونکر ممکن ہے کہ ایسی دلربا صورت کو چھوڑ دوں - خصوصاً جبکہ وہ مجھ سے محبت بھی رکھتی ہے"

اب شام ہو گئی تھی - آفتاب غروب ہو گیا تھا - طیور بڑے جوش و خروش کے ساتھ آبادی اور پر شور دنیا سے رخصت ہو رہے تھے - بتکدوں میں گھنٹوں تھالیوں اور سنکھوں کی آواز سے شور محشر بپا تھا - اور انھیں میں ملی ہوئی منادیان توحید یعنی موذنوں کی آوازیں مسجدوں سے آ رہی تھیں - آسمان پر فرشتوں نے تاروں کے چراغ روشن کرنا شروع کیے - اِدھر دنیا میں بھی ہر گھر میں روشنی کا اہتمام ہو رہا تھا - اور چراغ روشن ہوتے جاتے تھے -

یہ حالت اور وقت دیکھ کے عفت آرا مغرب کی نماز پڑھنے کے لیے اپنے کمرے میں آئی - اچھی کہاری کو پکار کے حکم دیا کہ کمرے میں لیمپ روشن کرو - اِس اثنا میں اُس کی نظر مرزا مسعود پر پڑی تو نظر آیا کہ ناول اُنکے ہاتھ میں ہے - نظر زمین پر جمی ہوئی ہے - اور دل خدا جانے کہاں ہے - اُن کے اِس عالم استغراق کو ذرا ٹھہر کے غور اور حیرت سے دیکھا - پھر مسکرا کے بولی "اے یہ تم کتاب پڑھ رہے ہو؟"

مرزا مسعود - (چونک کے اور اپنے کو سنبھال کے) "ہاں کتاب دیکھتے دیکھتے میں کسی اور فکر میں پڑ گیا تھا"

عفت آرا "میں یہ تو نہ پوچھوں گی کہ وہ نگوڑی کون سی ایسی فکر ہے جس نے ایسی دلچسپ کتاب بھی بھلا دی - لیکن اب مغرب کا وقت آخر ہوا جاتا ہے - نماز بھی یاد ہے یا اُسے بھی بھول گئے؟"

مرزا مسعود "ہان پڑھون گا۔ اور اب کام کا وقت آہی گیا۔ نماز کے بعد ہم کو تم کو اپنی اپنی کتابین لے کے بیٹھنا ہے"

عفت آرا "کیا قانون کی کتابون کو بھی ایسی ہی توجہ سے پڑھا کرتے ہو جیسے کہ اِس وقت اِس ناول کو پڑھ رہے تھے؟ اسی طرح کا مطالعہ ہے تو خدا ہی حافظ ہے۔ اور مین سمجھتی ہون کہ قانون کی کتابین اگر اسی طرح پڑھا کرو گے تو ایک سال کیا دس سال مین بھی پتہ نہ لگ سکے گا کہ اِس علم سے تمھاری طبیعت کو مناسبت ہے یا نہین"

مرزا مسعود "بیشک۔ مگر مین وعدہ کرتا ہون کہ ہفتہ ہی دو ہفتہ کے اندر مین اِن کتابون کو پوری توجہ سے پڑھنے لگون گا۔ اور ابھی دو چار روز کے لیے اگر مجھ سے بے توجہی ظاہر ہو تو تم معاف کر دو"

عفت آرا۔ (خلاف عادت ذرا زور سے ہنس کے) "مین معاف کرنے والی کون؟ سچ پوچھو تو تمھین اُن کتابون ہی سے معافی مانگنی چاہیے جنھین بے توجہی سے پڑھ کے تم اُن کی توہین کرتے ہو۔ یا خود اپنی ذات سے قصور معاف کراؤ۔ جس پر ضروری تعلیم کی طرف سے بے پروا ہو کے تم انتہا درجے کے ظلم کرتے ہو"

مرزا مسعود "واللہ تمھاری طبیعت داری کا بھی قائل ہون۔ مین نے اِس زندگی مین جتنی عورتین دیکھین اُن مین سے کسی مین بھی یہ بات نہین پائی۔ اور نہ میرے خیال مین کبھی گزرا تھا کہ عورتون مین بھی ایسی خیال آفرینی ہو سکتی ہے۔ تم اگر شعر کہتی ہوتین تو بڑی نازک خیال شاعرہ ہوتین۔ اور اِس نازک اندامی پر نازک خیالی خدا جانے تمھین کیا ثابت کر دیتی"

عفت آرا "بس اب زیادہ داد نہ دیجیے۔ اور ایسا نہ ہو کہ میری قدردانی کے پیچھے مغرب کی نماز القط ہو جائے"

مرزا مسعود "نماز کیون القط ہونے لگی تھی" یہ کہتے ہی مرزا مسعود وضو کرنے کے لیے باہر گئے۔ اور عفت آرا نے جیسے وضو تھا جا نماز بچھائی۔ اور نیت باندھ کے نماز مین مشغول ہو گئی۔ وہ نماز ہی مین تھی کہ مرزا مسعود نے بھی آ کے نماز شروع کی اور قبل اِس کے کہ وہ سلام پھیرین عفت آرا اٹھ کے پھر باورچی خانہ چلی گئی۔ اُس کے جانے کے پانچ منٹ بعد مرزا صاحب نماز سے فارغ ہوے۔ کمرے مین لیمپ روشن تھا۔ اور

مقررہ مطالعۂ شب کا وقت آگیا تھا۔ دل مین کہا "آج اتفاق سے مجھے بھی موقع مل گیا ہے کہ بی بی کو ٹوکون کہ وقت آگیا اور کتاب سا لے کے نہین بیٹھتین۔ وہ روز مجھے کسی نہ کسی بات پر ٹوک دیا کرتی ہین اور مجھے قائل ہو جانا پڑتا ہے۔ آج مجھے موقع مل گیا ہے تو چوکنا نہ چاہیے۔ کیونکہ پھر ایسی گرفت کا موقع نہ ملے گا" دل مین یہ منصوبہ ٹھہرا کے آواز دینے ہی کو تھے کہ عفت آرا خود ہی آگئی اور بولی "اب تو کتابون کے مطالعہ کا وقت آگیا۔ ایَن تم نے ابھی تک اپنی کتابین نہین نکالین ؟"

مرزا مسعود "اسی کا منتظر تھا کہ تم آؤ تو کتابین نکالون"

عفت آرا "لو مین بھی آگئی" یہ کہتے ہی لپک کے اپنی کتابین اُٹھا لائی اور میان کے قریب بیٹھ گئی۔ مرزا مسعود نے بھی اپنی قانون کی کتابین نکالین۔ پھر عفت آرا کی طرف دیکھا اور بولے "واللہ مین تم سے کبھی پیش نہ پاؤن گا"

عفت آرا "یہ کیون ؟"

مرزا مسعود "اس وقت دل مین ارادہ کر رہا تھا کہ تمھین ٹوکون اور کہون کہ کتب بینی کا وقت آگیا اور تم غائب ہو۔ لیکن زبان سے ہنوز کہنے نہین پایا تھا کہ تم خود ہی آپہونچین۔ خیر اب اپنا کام کرو۔ کیونکہ اب باتون کا وقت نہین ہے"

اس کے بعد ۹ بجے تک دونون میان بی بی کتب بینی مین مشغول رہے۔ مرزا مسعود بعض اوقات کتاب دیکھتے دیکھتے کسی سوچ مین پڑ جاتے۔ اور ایسی حالت مین جب کبھی عفت آرا کی نظر اُٹھ جاتی تو وہ بے تکلف "اے تم کہان ہو؟" کہہ کے چونکا دیتی اور وہ پھر اپنے مطالعہ مین مشغول ہو جاتے۔

گھڑی مین نو بجتے ہی دونون نے اپنی اپنی کتابین بند کین۔ اور باتین شروع ہونے کو تھین کہ عفت آرا نے کہا "جو جی چاہیے تو میری کتاب کے دو چار صفحہ سُن لو" مرزا مسعود نے اجازت دی۔ اور عفت آرا نے "سینڈ فورڈ اینڈ مرٹن" کے چار صفحہ سُنائے۔ دو چار فقرون مین شبہ تھا اُن کا مطلب سمجھا اور دروازہ کھول کے ماما کو خاصہ لانے کا حکم دیا۔ حکم کے ساتھ ہی اچھی کہاری نے سلفچی آفتابہ لا کے ہاتھ دھلائے۔ فیضن نے دسترخوان بچھا کے کھانا چنا۔ اور دونون بیٹھ کے کھانے لگے۔

کھانے سے فراغت ہوتے ہی عشا کی نماز پڑھ کے دونون اپنے اپنے پلنگ

پر لیٹے۔ اور نیند کا انتظار کرنے لگے۔ رات نہایت ہی خاموشی مین گزری۔ اور سوا اُس کے کل کی طرح آج بھی مرزا مسعود کی جب آنکھ کھلی بی بی کو جاگتے ہی پایا اور کوئی بات نہین پیش آئی۔

صبح کو مرزا مسعود وضو و نماز سے فراغت کرکے اور چارپی کے بیٹھے تھے کہ عفت آرا نے ایک گلوری بنا کے دی۔ اور کہا "تم قانون کی کتابین دیکھتے تو ہو مگر میرے نزدیک ایک بات کی اور ضرورت ہے اور سخت ضرورت۔ جس کے بغیر محض قانون سے اُنس پیدا ہونا مشکل ہے"۔

مرزا مسعود "وہ کیا؟"

عفت آرا "تم کسی وکیل یا ایسے شخص سے جس کا پیشہ ہی قانون ہو راہ و رسم پیدا کرو۔ اور روزانہ اُس کی صحبت مین بیٹھا کرو۔ اور اگر بن پڑے تو اُس کے محررسے مل کے مقدمون کے چلانے کا طریقہ اور اُس کی کارروائی دیکھا کرو۔ یون قانون سمجھ مین بھی خوب آنے لگا۔ اور تمھین اُس کے برتنے کی کیفیت نظر آنے لگی۔ اور بات یہ ہے کہ جب تک تم وکیلون مین بیٹھ کے اُن کی بحثین نہ سنوگے۔ اور اُن کے سوال و جواب نہ دیکھوگے تمھارے دل مین قانون کا شوق نہین پیدا ہو سکتا۔ میرے نزدیک تو تم خود ہی کوئی ایسی صحبت ڈھونڈھ نکالو۔ اور جو تم سے نہ بنے تو مین کوشش کرکے کسی قابل اور مشہور وکیل سے ملوا دون"۔

مرزا مسعود "تم کیسے کوشش کرکے ملوا دوگی؟"

عفت آرا "مین ابّا جان (خسرے) سے کہون گی۔ اور مجھے یقین ہے کہ وہ کوئی نہ کوئی انتظام ضرور کر دین گے"۔

مرزا مسعود۔ (ذرا تامل کرکے) "بھئی سچ پوچھتی ہو تو میرا جی نہین چاہتا کہ پرانے دوستون کو چھوڑ کے نئے احباب پیدا کرون"۔

عفت آرا "تو پھر (ایک ٹھنڈی سانس لے کے) اس گھر کا خدا ہی حافظ ہے"۔

مرزا مسعود۔ (حیرت سے) "یہ کیون؟" اور یہ کہتے ہی بی بی کے چہرے پر نظر ڈالی تو اُس کا خوبصورت چہرہ اندرونی جذبات سے تمتما اُٹھا تھا۔ کسی غیب دان کاہنہ کی طرح اُس کے خط و خال پُر اسرار بن گئے۔ آنکھون سے روحانی قوت والے مرتاضون

کی سی چمک اور ہر نظر پر غالب آجانے والی تیزی نمایاں ہوئی اور نہایت ہی جوش مین بھری آواز مین بولی" اس لیے کہ تمھارے دوست صرف دو بچّے شہدے ہین اور ایک بازاری بیٹھنے والی فاحشہ عورت۔ تم گھر سے نکل کے دو قدم نہین جانے پاتے ہو کہ وہ تمھین آلیتے ہین ـــــــ"

مرزا مسعود۔ (دل مضبوط کرکے)" اچھا بتاؤ کہ کل مجھے راستہ مین کون ملا تھا؟"

عفت آرا۔ "ہم اِسی سوچ مین تھے کہ کہان جاؤن کہ محمود علی مل گیا۔ تم نے اِس بات کا اندیشہ ظاہر کیا کہ مجھے ہر بات کی خبر ہوجاتی ہے"

مرزا مسعود۔ (ندامت کے ساتھ)" بے شک سچ ہے" یہ کہہ کے بی بی کی صورت دیکھی تو بڑا اسرار چہرے مین طیش اور غضب کے آثار نمایان تھے۔ ناگہان ایک زہر خند نے پیارے پُرجوش چہرے کو گویا جبراً بشاش بنا دیا۔ اور بولی" میری وجہ سے آج تم کو پچاس روپیہ مل جائین گے۔ اور سچ پوچھتے ہو تو اُن پر میرا حق ہے۔ لیکن مین ایسی جُوے کی حرام رقم کو لینا نہین چاہتی"

اب مرزا مسعود کی حالت دگرگون تھی۔ چہرے پر گویا خون کی چھینٹ بھی نہین باقی تھی۔ کاٹو تو لہو نہ تھا بدن مین۔ دل دھڑک رہا تھا۔ اور ہاتھ پاون مین رعشہ پڑا جاتا تھا۔ سہمی ہوئی نظر اُٹھا کے بی بی کا پُرجلال چہرہ دیکھتے اور خوف و ندامت کے دباؤ سے پھر آنکھین نیچے جھُک جاتین۔ اتنے مین عفت آرا نے کہا" اب تمھین روپیہ کی ضرورت بھی زیادہ ہے۔ ایسی تدبیرون سے نہ پیدا کروگے تو کہان سے آئے گا؟ کل پیٹ بھری فاقہ زدہ کے کھانے کے لیے دو روپیہ کی پوریان۔ شیر مالین بالائی اور مٹھائی آئی تو آج اُن کا دوزخ بھرنے کے لیے چار روپیہ کی ضرورت ہوگی اور اِسی پر کیا موقوف ہے محمود علی اور حامد حسین کی کوشش سے صفائی ہو ہی گئی ہے۔ تم نے اپنا قصور معاف کرا ہی لیا ہے۔ فیروزہ کے حسن و جمال کی بے انتہا تعریفین محمود علی کے اشارے سے ہو ہی چکی ہین۔ اپنی فریفتگی اور دل کے ہاتھ سے نکل جانے کا اقرار کر ہی چکے ہو۔ اب کیا ہے۔ روز بروز روپیہ کی زیادہ ضرورت پیش آئے گی۔ پھر ایسے طریقون سے روپیہ نہ کماؤگے تو دلداری و نازبرداری کیسے ہوگی؟"

اب مرزا مسعود مین زیادہ سُننے کی تاب نہ تھی - بے اختیار ہاتھ جوڑ کے بی بی کے پاؤن پر گر پڑے - اور کہا "تم جو کچھ کہتی ہو سچ ہے - سر مو فرق نہین - اور بیشک مین تمھارا گنہگار رہون "

عفت آرا - (بڑے ہی جوش سے) "میرے ہرگز گنہگار نہین - جو گنہگار رہو تو تم خدا کے گنہگار رہو - رسول کے گنہگار رہو - خاندان کے گنہگار رہو - اپنے مان باپ کے گنہگار رہو - اور خود اپنے اور اپنے ایمان کے گنہگار رہو"

مرزا مسعود "بیشک گنہگار رہون - اور ان سب کا گنہگار رہون میرا نفس خود مجھ پر لعنت ملامت کر رہا ہے "

عفت آرا " لیکن اس کا کیا علاج کہ جس صحبت مین تم پڑے ہوئے ہو اُسکے لیے روپیہ کی ضرورت بڑھتی ہی جائے گی - کل شرط جیت کے تم نے روپیہ پیدا کیا - آج جوُے خانے مین پہونچو گے - اور کل جب ان تدبیرون سے بھی روپیہ نہ ملیگا تو چوری کو نکلو گے "

مرزا مسعود (سر سے پاؤن تک کانپ گئے) "بس! اب اس سے زیادہ سننے کی تاب نہین - خدا کے لیے میرا قصور معاف کرو - اور اپنی زبان کو روکو - اب اس سے بڑھ کے زیادہ ذلت نہین ہو سکتی - اور خود میری نظر مین اسوقت ساری دنیا مین مجھ سے زیادہ ذلیل و قابل نفرت کوئی نہین ہے - مین تمھارے کہنے سے باہر نہین ہون - خود تم نے اجازت دی تھی جس کی وجہ سے مجھے وہان جانے کی جرأت ہوئی - ورنہ مین ہرگز نہ جاتا - اور اب اگر تم منع کرتی ہو تو اقرار کرتا ہون کہ نہ جاؤن گا "

عفت آرا " تو ان باتون کا ملزم تم مجھے ٹھہراتے ہو! ہان - ہان مین ملزم ہون اور مین نے کہا تھا کہ دل بہلانے کے لیے چلے جایا کرو - لیکن اُس وقت تک تمھاری اس صحبت کو ایسا نہین سمجھے ہوئی تھی - تمھارے ان مُوے دوستون کو مین شریف نیک اور تمھارا خیر خواہ جانتی تھی - اور اب معلوم ہوا کہ وہ مونڈی کاٹے شہدے لچے اور فیروزہ کی دکان داری کے دلال ہین - فیروزہ کے ساتھ تم کو جو انس تھا اُس کو تمھاری پاکبازی اور نیک نفسی پر محمول کر کے مین تمھارے حق مین اتنا بُرا نہین جانتی تھی - مگر اب معلوم ہوا کہ وہ مردار پوری حرافہ ہے - اور تم مین دو مستقل

نہین جس کا مجھے بڑا بھروسہ تھا"

مرزا مسعود "ہان میرے قدم کو لغزش تو ہوگئی"

عفت آرا "تمھارے دل مین جمی ہوئی ہے کہ فیروزہ کو تم سے دلی محبت ہے مگر اُس کا حال مجھ سے سُنو۔ وہ پوری رنڈی ہے۔ اور تمھین پھانس کے تباہ کرنا چاہتی ہے۔ اور تمھارے دونون دوست اُسکی سازش مین شریک ہین۔ اور اُس ہی کے بہکانے مین لگے ہین کہ تمھین گھر بار سے چھڑا کے تباہ و برباد کرین۔ اور تمھاری دولت لٹوا کے مزے اُڑائین۔ تمھارے گھرانے مین آگ لگائین اور خود بیٹھکے تاپین"

مرزا مسعود "مین تو اُنکو ایسا نہین سمجھتا تھا۔ لیکن تم کہتی ہو تو سچ ہی ہوگا۔ مجھے مجال انکار نہین"

میان کو ہر بات پر اور ہر بار اظہار عجز کرتے دیکھکے عفت آرا کا جوش کم ہوا۔ فورا نرم پڑی اور کہا "لے اب پڑھنے کا وقت آگیا۔ اپنی کتابین نکالو۔ اور مین بھی باورچی خانہ کا انتظام کرکے آتی ہون" مرزا صاحب کو بہت غنیمت معلوم ہوا۔ جھٹ اپنی کتابین اُٹھا کے مطالعہ کرنے لگے۔ دم بھر مین عفت آرا بھی آگئی۔ اور دونون میان بی بی کمرے مین بند ہوکے اپنی تعلیم مین مشغول ہوگئے۔

آٹھوان باب

"روز روز کا کچا چٹھا یہان پہونچ جاے"

کل مرزا مسعود جیسے ہی فیروزہ کے گھر سے اُٹھ کے آئے محمود علی نے ایک قہقہہ مار کے کہا "بھئی کھانے خوب کھانے مین آئے۔ مگر (فیروزہ سے) بی صاحب تم تو جیتے ہی پر سے اُکھڑی جاتی تھین"

فیروزہ "ہان مجھے تمھاری یہ بات پسند تو نہین آئی مفت مین بیچارے کے دو روپیہ خواہ مخواہ کو گلوا دیے"

محمود علی "جی بجا ہے۔ دل مین ایسا ہی ترس خدا ہے تو یہ پیشہ چھوڑ دو۔ تمھین اپنے مطلب سے مطلب رکھنا چاہیے۔ کسی کے لٹنے یا تباہ ہونے سے غرض ؟"

حامد حسین "مگر انھین اُن کے ساتھ محبت بھی ہے۔ بیچاری دل کے ہاتھون

مجبور رہین۔"

حامد حسین کی باتون سے پہلے تو فیروزہ سمجھی تھی کہ یہ میری طرفداری کر رہے ہین مگر جب آخر مین اُنھون نے بنانا شروع کیا تو اُن کی صورت دیکھ کے خاموش ہو رہی۔ پھر محمود علی کی طرف دیکھ کے کہا "اجی اب جاکے پچاس روپیون کی فکر کرو۔ مین ابھی سے کہے دیتا ہون کہ مرزا مسعود کی جورو کو کل کی تمام باتون کی خبر ہو گئی ہو گی۔ اور تھوڑی دیر مین آکے وہ روپیہ کا تقاضا شروع کرین گے۔"

محمود علی "جاؤ اپنا کام کرو۔ یہان کچی گولیان نہین کھیلے ہین۔ آخر اُنھین خبر ہو جانے کا کوئی ثبوت بھی دین گے۔ یا یونہین تقاضا شروع کر دین گے؟"

فیروزہ "دھاندلی کی اور بات ہے ورنہ مرزا جی کبھی جھوٹ نہین بولتے۔"

محمود علی "مگر جس بارے مین خود ہی دعویدار اور خود ہی جیتنے والے ہون اُس مین فقط اُن کے کہنے سے کون مان لے گا کہ مین ہار گیا؟ ہرگز نہین ہو سکتا۔"

فیروزہ "تو تم نے یہ پہلے ہی کہہ دیا ہوتا کہ اپنے جیتنے کا ثبوت بھی پیدا کر رکھو تاکہ وہ گواہی کا انتظام کر رکھتے۔"

محمود علی "مجھے کیا غرض پڑی تھی کہ مفت مین اُنھین اپنے خلاف سبق پڑھاتا کیا وہ ننھے ہین؟ سمجھتے نہین ہین؟"

حامد حسین "واہ اُستاد واہ! واللہ مانتا ہون۔ اس مڑک کا تو مین بھی قائل ہو گیا۔ مرزا مسعود ہزار لکھ پڑھ جائین مگر ابھی لونڈے ہین۔"

محمود علی "ہئی ہین۔ خالی خولی بی۔ اے ہو جانے سے لیاقت تھوڑی ہی آجاتی ہے۔ چند روز ہماری صحبت مین بیٹھین گے تو آدمی بنین گے۔"

فیروزہ "خیر یہ تو ہوتا ہی رہے گا۔ مگر اب ہمین کوئی ایسا جاسوس پیدا کر لینا چاہیے جس کے ذریعہ سے اُن کے گھر کے اندر کے روز روز کے حالات معلوم ہو جایا کرین۔ اِدھر میان بی بی مین باتین ہون اور اُدھر ہمارے پاس تار برقی پہونچ جائے۔"

حامد حسین "بس ہان روز روز کا کچا چٹھا یہان پہونچ جایا کرے۔ بغیر اس کے کام نہین چلے گا۔"

فیروزہ - مرزا مسعود کی طرف سے کوئی اندیشہ نہین۔ وہ تو بال باندھے غلام ہین۔ ہان خوف ہے تو اُن کی بی بی کا ہے "

حامد حسین " بڑی سیانی عورت ہے۔ ہے تو ذرا سی مگر جتنی اوپر ہے اُتنی ہی زمین کے نیچے بھی ہے "

محمود علی " اجی تم دیکھ لینا - اُسے بھی ایسا نہ کیا ہو کہ زندگی بھر یاد کرے۔ لے خدا حافظ "

فیروزہ " اے کہان چلے ؟"

محمود علی " اسی فکر مین جاتا ہون۔ ابھی تک تو مین اس معاملہ کو معمولی سمجھے ہوئے تھا۔ مگر اب معلوم ہوتا ہے کہ بے رو دھوپے کام نہ چلے گا "

فیروزہ " اچھا جاؤ۔ مگر مجھے وہان تمھاری دال گلتی نہین نظر آتی "

محمود علی " ایسی دال گلے کہ تم بھی کہو۔ آسمان مین تھگلی تو مین لگا دون گا "

یہ کہہ کے میان محمود علی جو یہان سے چلے تو سیدھے مرزا مسعود کے محلہ مین پہونچے۔ اُس وقت کوئی تین کا عمل تھا۔ دھوپ کی حدت اگرچہ ابھی کم نہین ہونے کو آئی تھی مگر بازار کی رونق کچھ کچھ بڑھنے لگی تھی۔ ابھی وہ وقت تو نہین آیا تھا کہ شرفا ہواخوری کے لیے گھر سے نکلین۔ مگر ماما ئین اور خدمتگار گوشت ترکاری اور دیگر ضروری چیزین خریدنے کے لیے اپنی اپنی ڈیوڑھیون سے نکل چکے تھے جو بنیون کبڑیون اور بکر قصابون کی دکانون کا چکر لگا رہے تھے۔ اور انھین لوگون کی آمد و رفت سے بازار کا وہ سناٹا جو دھوپ کی تپش اور ہر ادنیٰ و اعلیٰ کے گھرون مین چھپ کے بیٹھ رہنے سے پیدا ہو گیا تھا موقوف ہونے لگا تھا۔ میان محمود علی دھوپ سے بچنے کے لیے بی بی کے چنے ہوئے گلابی دوپٹہ مین سر اور منھ چھپائے مرزا مسعود کے مکان کے آس پاس تادے لگا رہے تھے۔ کوئی کوئے یار کی خاک چھانتا ہے وہ اپنے دوست مرزا جی کی گلی کی خاک چھان رہے تھے۔ چلتے چلتے مرزا صاحب کی ڈیوڑھی کا خدمتگار مدار بخش ایک پیالہ اور ایک دودھدان ہاتھ مین لیے۔ گوشت کی صافی کندھے پہ ڈالے چپکے چپکے حساب کرتا چلا جاتا تھا " دو پیسہ کا دہی۔ چار پیسہ کا دودھ۔ سیر بھر گوشت۔ ایک آنے کے سم کے بیج۔ دو پیسہ کا دھنیا۔ وھیلے

کی پیاز و بھیلے کا ہرا دھنیا اور ہری مرچین۔سب ملا کے کیا ہوا؟" یہ کہہ کے پو بچ کے کھڑا ہو گیا۔رومال کی کھونٹ سے پیسے کھول کے گنے۔ اور اپنے ہی دل سے پوچھنے لگا۔ " اور یہ تین پیسہ بڑھتے کاہے کے ہین ؟" مدار بخش اسی سوچ مین کھڑا تھا کہ محمود علی نے کہا" اہاہا میان مدار بخش ہین ؟ کہو اچھے تو رہے ؟"

مدار بخش۔(جھٹ پیسون کو رومال مین چھپا کے۔گویا اندیشہ تھا کہ محمود علی اُڑا نہ دین) "جی ہان میان بندگی۔ آپ کے اقبال سے اچھا ہون"

محمود علی" تمھارے میان گھر ہی مین ہین ؟"

مدار بخش" جی ہان ابھی تھوڑی ہی دیر تو ہوئی کہ باہر سے آئے ہین۔کیا ملیے گا؟"

محمود علی" نہین جی۔اُن سے تو آج ہی دوپہر کو ملاقات ہو چکی ہے"

مدار بخش" تو میان آج کدھر بھول پڑے ؟"

محمود علی" بھئی سچ تو یہ ہے کہ اِس وقت خاص تم سے ملنے کو آیا تھا"

مدار بخش" بھلا میری ایسی قسمت کہان ؟"

محمود علی" واللہ تمھارے سر کی قسم جھوٹ نہین کہتا۔ اِس گھڑی مجھے تمھاری ہی ضرورت تھی"

مدار بخش" مین جیسا میان کا نوکر ہون ویسا ہی آپ کا بھی تابعدار ہون۔ بھلا میرے لیے آنے کی کون سی ضرورت تھی ؟ وہین بُلا بھیجا ہوتا"

محمود علی" کیا کہون ضرورت ہی ایسی پیش آگئی کہ بے آئے نہ بنتی تھی ؟"

مدار بخش" تو جو حکم ہو فرمائیے"

محمود علی" بھئی ہمین ایک اچھے نوجوان خدمتگار کی ضرورت ہے جو چہرے مُہرے سے درست اور ذرا دیدارُو ہو۔اُس روز تمھارے بیٹے کو دیکھا تھا۔ ماشاءاللہ بہت اچھا جوان ہے۔خدا نظر بد سے بچائے۔ مجھے بہت ہی پسند آیا۔سامنے آکے کھڑا ہو جائے تو جی چاہتا ہے کہ گھڑیون اُس کی صورت دیکھا کرو۔بھلا سا نام ہے۔ اے ہے۔ مجھے بالکل بھول گیا"

مدار بخش۔(خوش ہو کے)"حضور نبی بخش"

محمود علی" ہان ہان نبی بخش تو بس اُسے ہمارے پاس نوکر رکھوا دو"

مدار بخش۔ "اور تنخواہ کی کیا شرح ہے؟"

محمود علی۔ (زور سے ہنس کے) "تنخواہ کا بھلا کیا پوچھنا؟ آدمی پسند ہو اچھا ہے۔ جو مانگے گا دونگا۔"

مدار بخش۔ "میان اُسے فوج مین نوکری ملتی تھی۔ جمعدار صاحب آٹھ روپیہ مہینہ دلاتے اور جلد ہی ترقی کا وعدہ کرتے تھے مگر مین نے منظور نہین کیا۔ فوج کی نوکری جان جوکھم کا معاملہ ٹھہرا۔ ایک ذرا سی سنسناہٹ ہوئی گولی مین آدمی ٹھین سے رہ جاتا ہے۔ مین نے اُس سے کہا بیٹا جان ہے تو جہان ہے۔ لڑکا ہے نیکبخت اور میرے کہنے مین۔ بس اُس نے انکار کر دیا۔"

محمود علی۔ "ہان ہان بھئی۔ کیا مین جانتا نہین ہون کہ بڑا نیکبخت لڑکا ہے؟ اسے اسی وجہ سے تو دوڑا آیا کہ ایسا آدمی ذرا دشوار ہی سے ملے گا۔ تو بھی آٹھ روپیہ مہینہ مین بھی دونگا۔ آٹھ پر کیا موقوف ہے وہ جو مانگے گا دونگا۔"

مدار بخش۔ "تو مین اُسے آج ہی بلوا بھیجونگا۔ بس پرسون تک آجائے گا۔"

محمود علی۔ "تو وہ گیا کہان ہے؟"

مدار بخش۔ "حضور اپنے گاؤن گیا ہوا ہے جو یہان سے کوئی پانچ چھ کوس ہوگا۔"

محمود علی۔ "اچھا تو جہان تک بنے جلد ہی بُلا دو۔ اور ہان مجھے تم سے ایک اور کام بھی ہے آج کسی وقت چھٹی ہو تو ذرا میرے گھر تک چلے آنا۔"

مدار بخش۔ "حاضر ہونگا۔ مگر کیا کہون ڈیوڑھی کے کامون سے چھٹی ہی نہین ملتی۔"

محمود علی۔ "تو یہ بتا دو کہ کس وقت تک آجاؤگے؟ تاکہ مین گھر مین ٹھہر کے تمھارا انتظار کرون۔ دیکھو جہان تک بنے جلد ہی آنا۔"

مدار بخش۔ "مین بس نو بجتے بجتے پہونچ جاؤنگا۔"

محمود علی۔ "اچھا۔ اور آج تمھارے میان کہین گئے نہین؟"

مدار بخش۔ "گیارہ بجے کے گئے ہوئے تو ابھی ابھی آئے ہین۔ اب کہان جائین گے؟"

محمود علی۔ "مین جانتا ہون بی بی ابھی ملین یا تو وہ زمانہ تھا کہ سوارات کو آکے پڑ رہنے کے گھر مین کبھی صورت نہ دکھائی دیتی تھی یا آجکل کا زمانہ ہے کہ گھر سے نکلنے کو جی ہی نہین چاہتا۔"

مدار بخش "ہان میان وہ دلھن ہین بہت اچھی۔ اندر باہر جو ہے اُن کا دم بھر رہا ہے۔ ماما اصیلین نوکر چاکر سب خوش ہین"
محمود علی "کیون جی۔ تمھارے یہان سرکار مین اندر باہر سب کتنے آدمی نوکر ہونگے؟"
مدار بخش "اُدھر بڑی (مرزا مسعود کے والد کی) ڈیوڑھی مین تو بہت سے آدمی ہین۔ لیکن یہان ہماری سرکار مین باہر تو ایک مین ہون۔ اور دوسرا حسین علی ہے۔ باقی رہا اندر تو خدا اچھا رکھے ایک محمدی ماما ہے۔ ایک نیفضن پیش خدمت ہے۔ اور ایک اچھی کہاری ہے"
محمود علی "اچھی! اچھی کون؟ اجی وہ تو نہین جو نواب باقر علی خان کے وہان تھی۔ گوری اور ذرا گدبدی سی ہے۔ وہی نا؟"
مدار بخش "ہان ہان وہی"
محمود علی "واللہ خوب پتہ لگا۔ مین تو اُس کی تلاش مین تھا۔ یہان وہ کب آئی؟ اور کب سے یہان نوکر ہے؟"
مدار بخش "کوئی سات آٹھ مہینہ سے وہ یہان نوکر ہے۔ اور بی بی اُس سے بہت خوش ہین"
محمود علی "کون؟ تمھارے سرکار کی والدہ؟"
مدار بخش "نہین حضور۔ ہماری دُولھن بیگم اُسے بہت چاہتی ہین۔ اور اُس کے حال پر بڑی مہربان ہین"
محمود علی "ہے بھی وہ بڑی چلبلی۔ اور باتین بھی خوب کرتی ہے۔ اِس کے علاوہ ابھی جوان ہے۔ اُس کی صحبت مین دُلھن بیگم کا دل لگا ہی چاہے۔ تو بس اب مین جاتا ہون۔ رات کو نو بجے تک تمھارا منتظر رہون گا۔ دیکھو بھول نہ جانا"
مدار بخش "حضور مین ضرور حاضر ہون گا"
یہ اقرار لے کے میان محمود علی نے اپنے گھر کی راہ لی۔ دل مین بہت خوش تھے کہ بڑا مطلب نکل گیا۔ قدم بڑھاتے جاتے تھے اور آپ ہی آپ کہتے جاتے تھے کہ "اس اچھی کہاری سے بس خوب کام نکلے گا۔ اِسے جیسے بنے پھانسنا چاہیے۔ یہ ہمارے قابو مین ہوئی اور سارا کام بن گیا"

ادھر اُدھر کی سیر کرتے اور پھرتے پھراتے شام کو گھر پہونچے۔ اور مدار بخش کا انتظار کرنے لگے۔ آٹھ بجے کے چند ہی منٹ گذرے ہون گے کہ مدار بخش نے دروازے پر آواز دی۔ اور محمود علی بڑے شوق سے لپک کے باہر آئے۔ اور کہا بھئی خوب آئے۔ تمھارے انتظار مین آج کہین نہین گیا۔ پہلے یہ کہو کہ اپنے بیٹے کو بھی بلوا بھیجا یا نہین؟"

مدار بخش "حضور ابھی نہین بلوایا۔ کل کوئی دہات کا جانے والا مل گیا تو بلوا لون گا۔ مجھے جانے کی چھٹی نہین ہے"

محمود علی "تو جتنی جلدی بلواؤ مجھے بڑی ضرورت ہے"

مدار بخش "کل جہان تک بنے گا کسی کو ڈھونڈھ نکالون گا جو وہان جاکے اُس کو خبر کردے۔"

محمود علی "ہان ایک بات اور ہے۔ تم اس مین ذرا کوشش کر دیتے تو بڑا احسان تھا"

مدار بخش "آپ فرمائین تو سہی؟"

محمود علی "کسی تدبیر سے اس اچھی کو مجھ سے ملا دیتے۔ مجھے مدت سے اُس کی ملاقات کا شوق ہے۔ کیا کہون کہ کیسے پاپڑ بیل چکا ہون مگر وہ کسی طرح ہتھے نہ چڑھی۔"

مدار بخش۔ (ہنس کے) "مگر حضور وہ بڑی سیانی ہے۔ اُس کا فقرے پر چڑھنا آسان نہین۔ ظاہر مین تو بڑی چلبلی اور شوخ ہے۔ بوٹی بوٹی پھڑکتی ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ بڑی آوارہ اور خراب ہوگی۔ مگر اصل مین اتنی آوارہ نہین جتنی کہ نظر آتی ہے"

محمود علی "اجی تم مجھ سے ملا تو دو۔ پھر دیکھنا کہ مین کیا کرتا ہون۔ پری کو شیشے مین اُتارنا ہمارا کام ہی ہے۔ اچھے اچھون کو تو پھانس ہی لیا ہے۔ وہ بیچاری کیا مال ہے۔ اور اُس کی ہستی ہی کیا۔ مگر اُس مین اک ذرا سا رسیلا پن ایسا ہے کہ ملنے کو جی چاہتا ہے۔ (دو روپیہ مدار بخش کے ہاتھ مین رکھ کے) اب اس وقت یہان تک آئے ہو تو خالی ہاتھ کیا جاؤ گے"

مدار بخش (روپیہ ازار بند مین باندھتے ہوئے) "خدا اختیار رکھے۔ مگر مجھے میان امید نہین کہ اچھی پر زور چل سکے۔ لیکن خیر ایک تدبیر کرون گا۔ مگر اُس مین کوئی پانچ روپیہ تک خرچ ہون گے"

محمود علی "منظور ہے۔ (پانچ روپیہ اور دے کے) لو۔ مگر اتنا بتا دو کہ مجھے کب تک انتظار کرنا پڑے گا؟"

مدار بخش "آپ پرسون صبح کو مجھ سے ملین - اُس وقت بتاؤن گا کہ مین نے کیا کیا ہے؟"

محمود علی "کل نہین ہو سکتا؟"

مدار بخش "حضور اتنی جلدی مشکل ہے - ہتھیلی پر سرسون نہین اُگائی جاتی"

محمود علی "خیر کوئی مضائقہ نہین - پرسون سہی - اُس دن یقین ہے کہ تمھارا بیٹا نبی بخش بھی آجائے گا"

مدار بخش "جہان تک بنے گا اُسے بھی بلا لون گا"

محمود علی "اچھا تو بس ٹھہر گئی"

مدار بخش "جی ہان ٹھہر گئی - مین اپنی سی کوئی اُٹھا نہ رکھون گا - اچھا تو آداب عرض کرتا ہون"

محمود علی "خدا حافظ!" رخصت ہوتے وقت مدار بخش تو اپنی ڈیوڑھی کو واپس روانہ ہوا - اور میان محمود علی نے بی فیروزہ جان کے کمرے کی راہ لی -

نوان باب

معشوقۂ دلربا سے ملنے کی اجازت

مدار بخش جب محمود علی سے مل کے واپس چلا ہے اُس کے تھوڑی دیر بعد ادھر دس بجے اُدھر مرزا مسعود اور عفت آرا مطالعۂ کتب اور تعلیم سے فارغ ہوئے - کتابین بند کین اور عفت آرا نے اور میان کی کتابون کو میز پر بیجا کے رکھا اور پوچھا "اب کھانا کھانے کو جی چاہتا ہو تو دسترخوان بچھواؤن؟"

مرزا مسعود "ابھی تو اچھی طرح بھوک نہین لگی ہے - اچھا خیر پہلے عشا کی نماز پڑھ لون پھر کھاؤن گا"

عفت آرا "آج تم گھر سے نکلے نہین - اور نہ کچھ چلے پھرے - بھوک لگے تو کیسے؟"

مرزا مسعود "ہان سچ کہتی ہو - بے شک یہی وجہ ہو گی - تو اچھا مین ذرا کوٹھے پر جا کے تھوڑی دیر چاندنی مین ٹہل لون - ٹہلنے سے طبیعت کی کلفت بھی دور ہو گی اور بھوک بھی لگ آئے گی"

عفت آرا "ضرور - چلو مین آتی ہون - یہ کہہ کے وہ تو پاندان کھول کے بیٹھ گئی - اور مرزا مسعود نے کوٹھے پر جا کے ٹہلنا شروع کیا - چاندنی خوب کھلی ہوئی تھی - ماہتاب آسمان کی بالائی قوس کا ایک ثلث حصہ قطع کر کے سمت الراس کے قریب آگیا تھا - اور نازنینان فلک کی بھری

اُس کو یون دندناتے ہوئے گھُس آتے اور اُس کی بیباک کرنون کو ہر طرف درازیون پر اُتارو ہوجاتے دیکھ کے تارون نے شرگین معشوقاؤن کی طرح شرماتے ہوئے رُخ زیبا اپنے آسمانی ڈوپٹہ کے آنچلون مین چھپالیے تھے۔

چندروز پہلے ایام طالب علمی مین مرزا مسعود کو علم ہیات اور تارون کے پہچاننے کا بڑا شوق رہا تھا۔ اِس وقت جو آسمان کی طرف توجہ کی تو وہ پُرانا مشغلہ پھر یاد آگیا۔ مگر اِس وقت ماہتاب کی روشنی مین اکثر تارے غائب تھے۔ وہ چند ہی تارون کا پتہ لگانے پائے تھے کہ عفت آرا آگئی اور بولی "اِس وقت تو حقیقت مین چاندنی بڑی بہار پر ہے"

مرزا مسعود "ہان دُنیا تو بہار پر ہے مگر چاندنے آسمان کا لطف مٹا دیا ہے"

عفت آرا "یہ کیون؟"

مرزا مسعود "دیکھتی نہین ہو کہ سواد وچار کے سب تارے نظر سے غائب ہین۔ اندھیری راتون مین جس طرح کھِل کے نکلتے اور چمکا کرتے ہین وہ بات اِس چاندنی مین کہان؟"

عفت آرا "ہان یہ تو سچ ہے۔ مگر ہمین تو چاندنی مین لطف آتا ہے"

مسعود "تم کیا سبھی لوگ چاندنی کو پسند کرتے ہین۔ مگر جس کسی کو تارون کے پہچاننے کا شوق ہو اُسے چاندنی مین آسمان اُجڑا سا معلوم ہوتا ہے"

عفت آرا "ہوگا بھی۔ اب مین چاہتی ہون کہ ہم یہین نماز پڑھ لین۔ اور اُس کے بعد یہین کھانا بھی کھائین"

مسعود "بہتر۔ ابھی اچھی طرح اشتہا تو نہین ہے۔ مگر نماز پڑھتے پڑھتے یقین ہے کہ بھوک لگ آئے گی"

میان کا یہ جواب سُن کے عفت آرا نے اچھی کہاری کو آواز دی۔ اور جب وہ آئی تو حکم دیا کہ ایک دری اور چاندنی لا کے بچھادو۔ پھر جا کے دو لوٹون مین پانی اور جانمازین لے آؤ۔ اور وہان محمدی سے کہہ دو کہ خاصہ تیار رہے نماز کے بعد ہم یہین کھائین گے"

اچھی تو بہت خوب کہہ کے اِن حکمون کی بجا آوری کے لیے گئی۔ اور عفت آرا نے میان سے کہا "مین نے اُس روز تم سے کہا تھا کہ مجھے غور کرکے کل جواب دو۔

کہ جن لوگون سے تم ملتے ہو اُنھون نے تمھاری طرف کیون توجہ کی۔ اور معززین شہر جن سے تمھین اُنس نہین ہے اُنھون نے تم سے ملنے کا زیادہ اشتیاق نہین ظاہر کیا تو کیون؟ تم کل کے ہوتے آج پورا ہفتہ گزر گیا اور تم نے کچھ جواب نہین دیا۔"

مسعود۔ "اِس کا جواب کیا دون؟"

عفت آرا۔ "تو یہی کہہ دو کہ میرے ذہن مین کوئی بات نہین آتی۔"

مسعود۔ "مین تو یہ سمجھتا ہون کہ معززین و امرا اور نیز اکثر اہل علم کبر و نخوت کی وجہ سے اچھی طرح نہین ملتے۔ اور ان لوگون مین کسی قسم کا غرور نہین ہے۔ اور مجھے سچ تو یہ ہے کہ غرور اور تکبر سے بڑی نفرت ہے۔"

عفت آرا۔ "مگر غرور کرتے تو کسی غریب یا اپنے سے کم مرتبہ والے سے کرتے۔ تم سے غرور کرنے کی وجہ؟"

مسعود۔ "وجہ ہو یا نہ ہو غرور اُن لوگون کی عادت مین داخل ہو گیا ہے۔"

عفت آرا۔ "اے تو ساری خدائی مین جتنے ہین سب مغرور ہی ہین۔ مین تو کبھی نہ مانون گی۔ ایک مین غرور ہو گا۔ دو مین ہو گا۔ یہ تو سمجھ مین نہین آتا کہ شہر کے سارے اچھے اور لائق لوگ مغرور ہین۔"

مسعود۔ "اچھا تو پھر تم ہی بتاؤ کہ وہ لوگ کیون اچھی طرح نہین ملتے؟"

عفت آرا۔ "پہلے یہ بتاؤ کہ تم کتنی دفعہ اُن سے ملنے کو گئے اور وہ تم سے بدخلقی سے پیش آئے۔"

مسعود۔ "مین گیا ہی نہین۔"

عفت آرا۔ "پھر تمھین کیونکر معلوم ہوا کہ وہ مغرور ہین؟"

مسعود۔ "شادی کی تقریبون یا عام قسم کی دینی محفلون مین ملنے کا اتفاق ہوا۔ اور مین نے دیکھا کہ وہ لوگ مجھے پوچھتے بھی نہین۔"

عفت آرا۔ "پوچھنے کی وجہ؟ نہ تم سے ملاقات نہ کسی قسم کا راہ و رسم۔ پھر تمھین وہ پوچھتے تو کیون؟ انجان لوگون سے خواہ مخواہ کو باتین کرنے لگنا بڑی بدتمیزی ہے۔ اور یہ شریفون کا طریقہ نہین۔"

مسعود۔ "اور اِسی لیے مین اِن شریفون سے بھاگتا ہون۔ مین تو چاہتا ہون

کہ انسان صفائی اور صاف دلی سے ملے۔"
عفت آرا "مگر پہلے یہ تو معلوم ہو لے کہ کون صاف دلی سے ملنے کے قابل ہے اور کون نہین۔ تم جب اُن سے ملتے دو ایک بار وہان جاتے ایک آدھ دفعہ اُنھین اپنے یہان بُلاتے تو پھر اُنھین تمھارا حال معلوم ہوتا اور تمھین اُن کا ——"

اب اچھی دری اور چاندنی کو ذرا بے پروائی سے بچھا کے چلی تو عفت آرا نے بات ناتمام چھوڑ کے اُس سے کہا "آئین یہ کس بے تمیزی سے دری بچھا کے چلی ہے؟ اول تو ٹیڑھی بچھی ہے۔ اور شکنین بھی نہین مٹائین۔ اور اتنی دیر ہو گئی ابھی تک لوٹے بھی نہین آئے۔ اچھی تجھے یہ ہو کیا گیا ہے؟"

اچھی "وہ اے حضور مین اکیلی کیا کیا کرون۔ اور لونڈی اپنی جگہ سے ہلتا ہین"
عفت آرا "اور فیضن کیا کر رہی ہے؟"

اچھی "وہ نیچے لیٹی ہوئی ہین۔ مین کچھ کہون تو خفا ہوتی ہین۔ حضور ہی حکم دین گی تو آئین گی۔" اس پر برہم ہو کے عفت آرا نے فیضن کو ڈانٹا تو وہ بُڑبُڑاتی ہوئی آئی۔

اب پھر عفت آرا نے مرزا مسعود کی طرف توجہ کی اور کہا "اصل یہ ہے کہ نہ کسی کو غرور ہے نہ تکبر۔ نہ تم نے کسی شریف زادے اور لائق آدمی سے ملنا چاہا اور نہ وہ تم سے ملا۔ اور ان لوگون کے اخلاق کی جو تم تعریف کرتے ہو اس کی اصلیت یہ ہے کہ تم کو امیر سمجھ کے اُنھون نے اپنے دام مین پھانسنا چاہا۔ خوشامد کی چکنی چُپڑی باتین بنائین اور تم سمجھے کہ یہ بڑے ہی ملنسار اور خلیق ہین۔ مگر اُنھین سچا نہ سمجھو۔ یہ تمھین تباہ کرین گے۔"

مسعود "ممکن ہے کہ ایسا ہی ہو۔ اب اس کا تذکرہ ہی کیا۔ مین نے تمھارے کہنے سے اُن کا ملنا ہی چھوڑ دیا۔" یہ کہہ کے مرزا مسعود نے فیضن کے ہاتھ سے لوٹا لیا جو ابھی لے کے اُوپر آئی تھی۔ اور ایک طرف وضو کرنے کے لیے بیٹھ گئے۔ مگر عفت آرا نے دیکھ لیا کہ اُنھون نے اس طرح سلسلۂ کلام قطع کرتے وقت ایک ٹھنڈی سانس لی۔ اُس نے اُن کی اس حالت کو غور و حیرت کی نظر سے دیکھا اور دل مین کہا "اب مین ان پر ظلم کر رہی ہون کیا کرون کہ ان کے دل سے مُردار فیروزہ کا خیال دور ہو؟ میرے خوف سے مارے باندھے گھر مین بیٹھے ہین۔ مگر دل وہین ہے۔

(ذرا تامل کرکے) مگر چاہے کچھ ہو مجھ سے اِن کی یہ حالت تو نہ دیکھی جائے گی عجب کشمکش مین پڑی ہوئی ہون۔اِن کو وہان جانے دینا بھی اِن پر ظلم ہے۔ اور وہان جانے سے روکنا بھی ظلم ہے۔ وہان جانے مین آپ تباہ ہون گے اور اپنے ساتھ سارے گھر بار کو تباہ کرین گے۔ نہ جانے دون تو دل ہی دل مین گُڑھتے ہین۔ اور اُن کی یہ تکلیف مجھ سے نہین دیکھی جا سکتی۔"

اب مرزا مسعود وضو سے فارغ ہو کے نماز مین مشغول ہوگئے اور عفت آرا نے بھی بغیر اِس کے کہ اپنے دل مین کوئی تصفیہ کر سکے وضو کیا۔ اور میان کے قریب ہی دوسری جا نماز بچھا کے نماز پڑھنے لگی۔ نماز کے بعد محمدی نے لا کے دسترخوان بچھایا۔ اور دونون کھانے مین مشغول ہوئے۔ چند لقمون کے بعد عفت آرا نے کہا "تم نے گھر سے نکلنا بالکل چھوڑ دیا ہے۔ یہ اچھا نہین ہے۔ دو گھڑی کو جا کے ضرور ٹہل آیا کرو۔"

مرزا مسعود "مین جا کے کیا کرون گا؟ ارادہ ہے کہ چند روز خانہ نشین رہ کے تمھارا وہ عمل سیکھنے کے قابل ہو جاؤن جس کے بتانے کا تم نے وعدہ کیا ہے۔"

عفت آرا "ابھی نہین۔ پہلے تم وکالت کا امتحان پاس کر لو۔ اور اتنی دولت گھر مین جمع کر کے رکھ لو کہ پاؤن توڑ کے بیٹھ سکو۔"

مسعود "مگر اب تو مجھے گھر سے باہر قدم نکالتے ہی وحشت ہونے لگتی ہے۔"

عفت آرا "وحشت کا سبب بھی ظاہر ہے۔ پُرانے دوستون سے ملنا نہین چاہتے اور نئے کوئی دوست ہین نہین۔ پھر خدا ہی نے کہا ہے کہ وحشت ہو گی۔"

مسعود "بے شک یہی سبب ہے۔ مگر اِس کا علاج ہی کیا ہے؟"

عفت آرا "مین تو کوئی نہ کوئی علاج ڈھونڈھ نکالون گی۔"

اِنھین باتون مین کھانے سے فارغ ہو کے دونون جا کے اپنے کمرون مین لیٹے اور ماماٶن اوپر کا سب سامان اُٹھا کے نیچے لائین۔

صبح کو نماز سے فارغ ہو کے بیٹھے ہی تھے کہ عفت آرا نے کہا "آج پڑھنے سے فراغت کرتے ہی تم باہر کی ہوا کھا آؤ۔ کئی دن سے کہین نہین گئے ہو۔ بیٹھے بیٹھے ذہن کند ہو جائے گا۔ اور اُس کا اثر تعلیم پر پڑے گا۔"

مرزا مسعود "تمھارے کہنے سے مین جانے کو موجود ہون۔ مگر اتنا سمجھ لو کہ گھر سے قدم باہر نکالنے کے بعد یہ غیر ممکن ہے کہ فیروزہ کے وہان نہ جاؤن ۔اول تو خود میرا دل بے گئے نہین مانتا۔علاوہ برین کچھ ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ گھر سے دو ہی چار قدم جانے پاتا ہون کہ حامد حسین اور محمود علی مین سے کوئی نہ کوئی مل جاتا ہے۔اور مجھے زبردستی فیروزہ کے گھر کھینچ لے جاتا ہے۔اور وہان خواہ مخواہ ایسے واقعات پیش آتے ہین جن کو نہ تم سے کہتے بنتی ہے۔اور نہ چھپاتے۔ کہون تو کس منھ سے کہون ؟ اور نہ کہون تو تم کو خود ہی معلوم ہوجاتے ہین "

عفت آرا "مین تمھین وہان جانے سے منع نہین کرتی ۔ لیکن ہان اتنا چاہتی ہون کہ ایسی باتین نہ کرو کہ انجام مین تمھین نقصان پہونچے۔بدنامی و رسوائی ہو۔ اور پھر اُسی کے سبب سے گھر تباہ ہوجائے "

مرزا مسعود " وہان مجھے اِس بات کی تمیز نہین ہوتی کہ کن باتون کو کرون اور کن کو نہ کرون۔ تم جانتی ہو کہ مجھے خدا نخواستہ اُس سے کوئی ناجائز تعلق نہین ہے ۔ رہ گیا صرف دو گھڑی بیٹھ کے چلا آنا۔اِس مین کوئی اندیشہ نہین نظر آتا"

عفت آرا " ہان اِس مین کوئی خوف کی بات نہین۔ مگر مجھے تمھارے اُن موئے دو دوستون حامد حسین اور محمود علی سے بڑا اندیشہ ہے۔ وہ اِس کوشش مین لگے ہین کہ تمھین فیروزہ کے دام مین پھنسائین اور تمھین تباہ کرین "

مرزا مسعود " اور یہ ممکن نہین کہ مین فیروزہ کے وہان جاؤن اور اُن سے ملاقات نہ ہو۔اِس لیے یہی بہتر ہے کہ مین اپنے گھر مین بیٹھا رہون اور باہر نکلنے کا نام ہی نہ لون "

عفت آرا "اِس مین تندرستی مین فرق آجانے کا خوف ہے۔ اِس لیے تم وہان جاؤ۔اور اُن سے بھی ملو۔ مگر اِس کا خیال رہے کہ اُن کے فقرون مین نہ آؤ۔ اور اگر وہ کسی بات کی صلاح دین تو اُس پر مجھ سے پوچھے بغیر عمل نہ کرو"

مرزا مسعود " خیر تم کہتی ہو تو جاؤن گا۔مگر آج تو جانے کو جی نہین چاہتا۔طبیعت کچھ سست سی ہوگئی ہے۔کل جاؤن گا "

عفت آرا " وہان نہین تو نہ سہی۔ تھوڑی ہی دور ٹہل کے چلے آؤ ۔مگر جاؤ ضرور۔

تمھاری طبیعت کی اس سُستی سے مجھے خوف معلوم ہوتا ہے۔ مرد وسے بغیر چلے پھرے تندرست نہین رہ سکتے"

مرزا مسعود" مین گھر سے نکلون گا تو اُن مین سے کوئی کہین راستہ مین مل جائے گا اور مجھے فیروزہ کے وہان پکڑ لے جائے گا"

عفت آرا" اچھا تو ایک کام کرو۔ آج تم اباجان کے ساتھ چلے جانا۔ وہ روز شام کو گاڑی پر بیٹھ کے جاتے۔ اپنے دو ایک دوستون سے ملتے۔ اور باغون کی ہوا کھا کے چلے آتے ہین۔ تم بھی اُنھین کے ساتھ چلے جانا۔ اور اُن کے دوستون سے مل لینا"

مرزا مسعود" مجھے اُن کے ساتھ جانے مین کوئی عذر نہین۔ لیکن اگر وہ خود بلا لینگے تو جاؤن گا"

عفت آرا" اچھا اس کا انتظام مین کر دون گی۔ اور وعدہ کرتی ہون کہ وہ سوار ہوتے وقت تمھین بلا لین گے"

مرزا مسعود۔ (جمائی لے کے) "اے تو اب ان باتون مین کیا آج چا بھی نہ دوگی؟"

عفت آرا" ہان باتون مین مجھے بالکل یاد نہین رہا۔ مگر چا تیار تو ہو گئی" یہ کہہ کے اچھی کہاری کو بلا کے پوچھا" چا تیار ہے؟"

اچھی" حضور تیار ہے۔ حکم ہی کا انتظار تھا"

عفت آرا" ایسے کامون کے لیے حکم کا انتظار کرنے کی ضرورت نہین ہے۔ جب وقت آجائے خود آکے پوچھ لیا کرو"

مرزا مسعود" اجی پوچھنے سے تو یہ اچھا ہے کہ کھانے کے لیے ایک کمرہ مقرر کردو اُس مین یہ لوگ ناشتہ چاء یا کھانا جو کچھ ہو اپنے وقت پر لا کے قرینہ سے لگا کے گھنٹی بجا دیا کرین"

عفت آرا" ابھی مجھ مین اتنا انگریزی پن نہین آیا ہے۔ اگرچہ یہ مین مانتی ہون کہ بات اچھی ہے۔ بُری نہین"

مرزا مسعود" جب بُری بات نہین تو پھر اُسے اختیار کرنے مین کیا مضائقہ ہے؟"

عفت آرا" اب مین تم سے زیادہ پڑھی نہین ہون کہ ہر بات مین تمھین قائل معقول

کیا کرون - لیکن اتنا جانتی ہون کہ دوسری قومون کی اچھی باتون کے اختیار کرنے کے لیے بھی کوئی حد ہونی چاہیے "

مرزا مسعود (ہنس کے) " جو چیز اچھی ہے اُس کے لیے حد کیسی - اچھی باتین جہان تک اختیار کی جائین اچھا ہے "

عفت آرا " ہان اچھا تو ہے - مگر جب کسی ایک ہی کی قوم کی تمام عادتین گو وہ اچھی ہی ہون اختیار کر لی جائین تو اصلیت نہین باقی رہتی بلکہ ایسا معلوم ہونے لگتا ہے جیسے اُن لوگون کی نقل کر رہے ہین - اور یہی میرے نزدیک اعتدال کی حد ہے - دوسرون کی عادتین اُسی حد تک لی جائین جہان تک یہ نہ معلوم ہونے پائے کہ ہم بھانڈون اور بہروپیون کی طرح نقالی ـــــــ "

اِتنے مین اچھی اور محمدی نے چاء کی کشتی لا کے سامنے رکھی - اور مرزا مسعود نے کہا " لے اب چاء بنا کے دو " عفت آرا نے چاء بنائی - اور دونون میان بی بیون نے چاء اور ناشتہ سے فراغت کر کے روزانہ تعلیم کی طرف توجہ کی -

---

دسوان باب

محمود علی کی غیب دانی

بی فیروزہ جان رات بھر ایک مجرے مین رہین - دوپہر کے قریب گھر آئین - چوپہلے سے اُتر کے ہاتھ منھ دھوئے اور اپنے کمرے مین آ کے تولیے سے منھ پونچھ رہی تھین کہ میان حامد حسین آ پہونچے - جن کے ساتھ ایک سبزہ آغاز خوش رو شخص بھی تھا جو صورت سے شریف زادہ اور وضع قطع سے امیرزادہ معلوم ہوتا تھا - مگر بظاہر اس بازاری کوچہ سے ہنوز نا آشنا تھا - اِس لیے کہ یہان آتے ہی وہ الگ ایک کونے مین دبک کے بیٹھنے لگا - مگر حامد حسین نے زبردستی ڈھکیل کے صدر مقام پر بٹھا دیا - بیٹھتے ہی اُس کے چہرے پر پسینہ آ گیا - اپنی جگہ پر چھپا جاتا تھا اور لب ہلانے کی جرأت نہ ہوتی - کوئی بات دل مین آتی بھی تو حامد حسین کی طرف منھ بڑھا کے کان مین کہتا - اور بجائے اِس کے کہ ہنسین بولین حامد حسین مین

اور اُس مین چُپکے چُپکے سرگوشیان ہو رہی تھین -

آخر بی فیروزہ بولین "اے تونگوڑی ساری رازکی باتین ہمین کے لیے اُٹھارکھی تھین ؟" یہ فقرہ سُن کے حامدحسین کا وہ نوعمر رفیق تو تعجب سے اور زیادہ سمٹنے لگا مگر حامدحسین نے طعن کے لہجے مین جواب دیا "جب لوگون سے مزاج بھی ملین - تمھارے یہان آئے ہین - مگر جیسے تم سے کوئی مطلب ہی نہین - اتنا بھی تو منھ سے نہ نکلا کہ کون ہو ؟ اور کہان سے آئے ہو - تمھارے اخلاق کی یہ حالت ہو تو کوئی تم سے کیا خاک باتین کرے ؟"

فیروزہ "اچھا میرا ہی قصور سہی - (نوجوان سے) اے تو اچھی طرح کھُل کے فراغت سے بیٹھو" اِس پر نوجوان ذرا مسکرایا - اور بغیر اِس کے کہ کچھ جواب دے شرما کے آنکھین نیچی کرلین - اب بی فیروزہ حامدحسین کا اشارہ پاتے ہی اُس کے پاس آکے بیٹھ گئین - پاندان کھول کے آورد کی نزاکت سے گلوری بنائی اور اُن کی طرف بڑھا کے کہا "لیجیے" نوجوان مارے شرم کے پسینہ پسینہ ہوگیا - مگر انکار کرنے کی جراءت نہ ہوئی - ندامت کے ساتھ گلوری لے کے منھ مین رکھی - اور پھر آنکھین نیچی کرلین -

فیروزہ "اے تونگوڑی شرم کاہے کی ہے ؟ چار آنکھین کرکے باتین کرو ~~ہنسو~~ بولو - (حامدحسین سے) اے یہ کیا تمھارے ساتھ بھی یونہین شرمایا کرتے ہین ؟"

حامدحسین "اصل یہ ہے کہ مولویون کے گھرانے کے ہین - اور تو بے تکلفی کی یہ نئی اُفتاد سر پر آپڑی ہے - بھئی واللہ تم تو کرکری کیے دیتے ہو - بہت بڑھ بڑھ کے باتین بناتے تھے اور یہان یہ حال ہے کہ منھ سے بات نہین نکلتی !"

فیروزہ "اے تو آپ کا نام کیا ہے ؟"

حامدحسین "بتاؤ بتاؤ - (فیروزہ سے) جب تک اِن کی زبان نہین کھلتی اُسی وقت تک غنیمت ہے - ذرا تم سے بے تکلف ہوجائین پھر دیکھنا کہ کیسے چہکتے ہین"

فیروزہ "پھر تمھین اِن کے بے تکلف ہونے کی کوئی تدبیر بتاؤ"

حامدحسین "اِس کی تدبیر مجھ سے پوچھتی ہو ؟ تمھین نہین معلوم ہنسی ہو ؟"

فیروزہ "تو پھر مین اپنی تدبیر کرون ؟"

نوجوان۔ (گھبرا کے) "میرا نام محمد زکی ہے"

فیروزہ "تو مین پوچھتی ہون آپ کو اِس کے بتانے مین تامل کیا تھا؟"

اِس کے جواب مین محمد زکی نے پھر خاموشی اختیار کی اور شرم سے سمٹنے لگے تو بی فیروزہ نے گدگدانا شروع کر دیا۔

حامد حسین "ہان اب تم راہ پر لگا لوگی"

محمد زکی "اب مین جاتا ہون۔ یہان بیٹھون گا تو تم ستاؤ گی اور ایک کام بھی ہے"

فیروزہ۔ (گال پر ایک ہلکا سا تھپڑ مار کے) "یہان جو کوئی آئے اُسے اپنے سب کام بھول جایا کرتے ہین"

محمد زکی۔ (بڑی جرأت سے کام لے کے) "مگر مجھے تو یاد ہین"

فیروزہ "تو مین اُنھین بھُلا دون گی" اور محمد زکی نے اُٹھنے کا قصد کیا تو ہاتھ پکڑ کے زبردستی بٹھا لیا۔ اور بولی "چلے کہان؟ بیٹھو"

حامد حسین "واللہ لگا لیا قرینہ پہچانتا ہون"

فیروزہ "اے تو ان بُھوش کو تم پکڑ کہان سے لائے؟"

حامد حسین "میرے بڑے پُرانے دوست ہین۔ تمھاری تعریف سُن پائی تھی۔ روز کہا کرتے تھے ذرا چل کے ملا دو۔ کہ دو گھڑی بیٹھ کے دل بہلا آیا کرین"

فیروزہ "تو اب آئے ہین تو بیٹھے مین بھی تو دیکھون کہ آپ کو مجھ سے ملنے کا کیسا شوق تھا"

محمد زکی "اب تو اکثر آیا کیا کرون گا۔ اور آپ کی اِس عنایت کا بہت شکر گذار ہون"

فیروزہ "یہی عنایت جو مین نے ایک تھپڑ رسید کیا؟ اچھا تو اور لیجیے" یہ کہہ کے اور دو ایک تھپڑ رسید کیے اور اِس قدر گدگدایا کہ محمد زکی کے پیٹ مین بل پڑ پڑ گئے۔ گدگداتی جاتی تھی اور کہتی جاتی تھی "اب تو جانے کا نام نہ لوگے؟"

محمد زکی۔ (ہنسی کو مشکلون سے ضبط کر کے) "اچھا توبہ ہوئی۔ نہ جاؤن گا۔ لے اب خدا کی قسم چلی بیٹھو"

اب حامد حسین کو مناسب معلوم ہوا کہ محمد زکی کو ایک دم بھر کے لیے ذرا دم لینے کا

موقع دین بولے "لیں گدگدا چلیں - یہ تو بتاؤ کہ رات کی محفل کیسی تھی؟"
فیروزہ "کیسی محفل کہوں؟ سچ تو یہ ہے کہ اب صحبتوں کا رنگ بالکل بگڑ گیا ہے - پہلے امیروں - بھلے مانسوں کی محفلیں ہوتی تھیں - جن میں ہر چیز قرینہ کی اور ہر ایک بات تہذیب اور لطف کے ساتھ ہوتی تھی - اور اب تو ہندو مہاجنوں اور جوہریوں کے یہاں کی محفلیں رہ گئی ہیں جن میں سوا تو تکار - دھول دھپے اور بدتمیزی کے کچھ بھی نہیں ہوتا"
محمد زکی "یہ باتیں رات کو اسی صحبت میں آپ نے سیکھی ہیں؟"
فیروزہ "اسے موئے کی کوکھی زکام ہوا - اب تو ماشاء اللہ سے چرغنے لگے؟"
محمد زکی "آپ کی تعلیم ہیں کہ باتیں؟"
فیروزہ "اسے تو یہ سبق بھول نہ جانا - نہیں تو پٹن پڑے گی"
محمد زکی "خوب ٹھیک کر لیا - (محمد زکی سے) جی ہاں اس اسکول کی تعلیم اس اسکول سے زیادہ سخت ہے جس میں آپ روز جایا کرتے ہیں"
محمد زکی "مگر آدمی بہت جلد یہاں استاد بن جایا کرتا ہے - دیکھیے گا کہ دو ہی ایک دن میں میں خود سبق دینے لگوں گا"
یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ کسی کے آنے کی آہٹ معلوم ہوئی - اور محمد زکی گھبرائے کہ کوئی میرا آشنا سا نہ ہو - اٹھ کے بھاگنے کا ارادہ کیا تو فیروزہ نے دامن پکڑ لیا - اور وہ چوہیا کا بل ڈھونڈھ رہے تھے کہ میاں محمود علی برآمد ہوئے - اور محمد زکی کی جان میں جان آئی - کیونکہ ان سے بالکل آشنائی تھی"
فیروزہ "اے ہے یہ تم کہاں رہا کرتے ہو؟ دو روز سے پتہ نہیں"
محمود علی "رات کو آیا تھا مگر تم مجرے میں گئی ہوئی تھیں - ابھی راستہ میں منشو ملا اور اس سے سنا کہ تم ابھی آئی ہو - مرزا مسعود کی طرف جا رہا تھا دل میں آئی کہ تم سے ملتا چلوں"
فیروزہ "اب مرزا مسعود سے ہاتھ دھو - اس دن جو گئے تو آج تک آئے ہیں - میں سمجھتی تھی کہ تم سے پچاس روپیہ وصول کرنے کے لیے ضرور آئیں گے"
محمود علی "اجی وہ تو سر آنکھوں کے بل آتے مگر جب آنے بھی پائیں؟"

حامد حسین "کیون؟ کیا یہان آنے کی مناہی ہو گئی؟"

محمود علی "بالکل گھر سے نکلنے تک کی مناہی ہے۔ مجال کیا کہ ڈیوڑھی کے باہر قدم نکالین"

محمد زکی - (چونک کے) "مرزا مسعود کون؟ وہی جنھون نے اِس سال بی۔ اے کا امتحان پاس کیا ہے؟ اور گورے چٹے خوبصورت سے ہین؟"

حامد حسین "ہان ہان وہی"

محمد زکی "وہ تو ابھی ابھی اپنے والد کے ساتھ گاڑی پر بیٹھے ہوئے جا رہے تھے"

محمود علی "اُن کے ساتھ گئے ہون۔ مگر اکیلے گھر سے نہین نکلنے پاتے"

فیروزہ "مگر تمھین کیونکر معلوم ہوا؟"

محمود علی "اب اُن کی بی بی کی طرح مین نے بھی غیب دانی کا عمل سیکھ لیا۔ اُن کو مرزا مسعود کی باتین معلوم ہو جاتی ہین۔ اور مجھے اُن کی اور اُن کے میان کی"

فیروزہ "اچھا بتاؤ کہ جب سے یہان سے گئے ہین اُن پر کیا گذری؟ اور میان بیوی مین کیا باتین ہوتی رہین؟"

محمود علی "اُس روز جو یہان سے گئے تو بی بی کو میان کی ساری باتین معلوم تھین اُنھون نے آڑے ہاتھون لیا۔ اور ایسا ڈانٹا کہ بیچارے کے حواس جاتے رہے۔ مجھ سے پچاس پچاس روپیہ پینا۔ یہان کھانے مین دو چار روپیہ خرچ کرنا۔ اور تمھارے حسن کی تعریفین کرنا۔ غرض کوئی بات نہ تھی جس کی بی بی کو خبر نہ ہو۔ اُس نے کہا کہ تمھارے دوست صرف دو پیسے شہدے اور ایک بازار کی بیٹھنے والی فاحشہ عورت ہے۔ اور اُن کی صحبت مین تم گویا برتباہ کر دیے گے۔ بی بی کی یہ باتین سُن کے اُنھون نے شاید دل مین ارادہ کر لیا تھا کہ گھر ہی سے نہ نکلین گے۔ لیکن آج صبح کو تم سے ملنے کی اجازت مل گئی ہے۔ اور آج ہی کل مین آتے ہون گے۔ اور ہان بی بی کا حکم ہوا ہے کہ شہر کے رئیس زادون امیرون اور لائق لوگون اور خاص کر وکیلون سے ملا کرو۔ گھر مین معمول ہے کہ صبح کو سات بجے سے ۱۰ بجے تک اور رات کو سات بجے سے نو بجے تک دونون میان بی بی کمرے مین بند ہو جاتے ہین اور کوئی پاس نہین پھٹکنے پاتا۔ اور سنتا ہون کہ اُس وقت خلوت مین بی بی میان سے انگریزی پڑھتی ہین۔ اور میان اپنی کتابین پڑھتے ہین"

فیروزہ "یہ سارا حال تمھین کیسے معلوم ہوا؟"

محمود علی "واہ! یہ نسخہ یون آسانی سے بتادون گا؟ بہت کچھ خرچ کرکے یہ کمال پیدا کیا ہے اور تمھین باتون باتون مین بتادون؟ قیامت تک تو بتاؤن گا نہین؟"

فیروزہ "تمھین میرے سر کی قسم بتادو"

محمود علی "تو جلدی کس بات کی ہے؟"

فیروزہ "نہین مجھے جلدی ہے"

محمود علی "مین نے اپنے دو موکل وہان مقرر کردیے ہین۔ وہ گھڑی گھڑی کی خبر پہونچایا کرتے ہین" (حامد حسین سے محمد زکی کی طرف اشارہ کرکے) "بھئی آپ کی کچھ تعریف کرو"

حامد حسین "یہ ہمارے شہر کے خاندانی شریف زادے ہین۔ تم اِن سے مل کے بہت خوش ہوگے۔ مجھ سے پُرانی دوستی ہے"

محمود علی "مگر مین نے کبھی نہین دیکھا!"

حامد حسین "انھین ابھی لکھنے پڑھنے سے فرصت نہین۔ مین تو انھین زبردستی پکڑ لایا ہون"

محمود علی "آپ سے مل کے بڑی خوشی ہوئی۔ دو گھڑی کے لیے کبھی کبھی یہان چلے آیا کیجیے"

محمد زکی "اور آپ کا اسم شریف؟"

حامد حسین "یہ ہمارے دوست محمود علی ہین۔ اور سچ یہ ہے کہ دوستی کے بڑے سچّے ہین۔ بس مین تو اِن کی اِس بات کا قائل ہون"

محمد زکی "تو میری خوش نصیبی ہے کہ آپ سے ملاقات ہوگئی"

محمود علی "مین کس قابل ہون؟"

فیروزہ "اے تو بس ہوچکا۔ مل لیے۔ اب اپنے موکلون کا حال بیان کرو"

محمود علی "یہ تو نہ بتاؤن گا"

فیروزہ "اچھا یاد رکھنا"

محمود علی "جی سب یاد ہے۔ جو کچھ کیفیت پوچھو ابھی بتادون گا۔ مگر اپنے موکلون اور تدبیرون کا حال ہرگز نہ بتاؤن گا"

حامد حسین "مگر مین تو کہون گا کہ مرزا مسعود کی جورو ہے بلا کی۔ میان کو ایسے کیچے

یہ کہہ کے مرزا مسعود نے کپڑے پہنے۔ کنگھی کی۔ اور گھر سے نکل کے اُس کھلی دنیا میں پہونچے جس سے کئی دن تک جدا رہنے کے باعث غیر مانوس سے ہو گئے تھے۔

بارھوان باب

پھر وہی کوسے جانان

کوئی پہر دن چڑھا ہو گا کہ بی فیروزہ کو گانے بجانے کی تعلیم سے فراغت ہوئی۔ اُستاد تو چلے گئے۔ مگر دیس کی ایک چیز جو آج ہی سیکھی تھی اُسے چپکے چپکے غنغنا یا تو لے سے باہر ہو گئین۔ دل میں یہ اندیشہ ہوا کہ یہ چیز ذہن سے نہ اُتر جائے۔ حامد حسین کی طرف نظر اُٹھا کے دیکھا تو وہ اِدھر پشت کیے آئینے کے سامنے بیٹھے طرح طرح کے مُنھ بنا کے اپنی مختلف وضعین دیکھ رہے تھے۔ آئینہ مین اُن کی وہ عجیب و غریب شکلین دیکھ کے زور سے قہقہہ لگایا۔ پھر بولی" او بی! ماشاء اللہ! کیا کیا کھلتے ہین! اے بس اپنی چھب دیکھ چکے۔ اب ذرا اِدھر متوجہ ہو؟"

حامد حسین:- "کیون؟"

فیروزہ:- "مین گاتی ہون تم بایان لے کے ذرا ٹھیکا تو دیتے جاؤ۔"

حامد حسین:- "جی اِس کام کے لیے اپنے طبلیے کو بلائیے۔"

فیروزہ:- "تمھین میرے سر کی قسم ذرا بایان لے لو۔"

حامد حسین:- "زبردستی کی اور بات ہے" یہ کہہ کے اُنھون نے بایان لیا۔ اور بی فیروزہ گانے لگین اور جب اطمینان ہو گیا کہ اب لَے سے باہر نہین ہون تو کہا "بس اب رہنے دو۔"

حامد حسین:- "ذرا بن سنور کے بیٹھو۔ محمد زکی آتے ہون گے اور تھین اُن کو پھانسنا ہے۔"

فیروزہ:- "اُنھین آنے تو دو ابھی بالکل سیدھا سادہ لڑکا ہے۔"

حامد حسین:- "صبح کو اُٹھتے ہی میرے پاس دوڑے آئے۔ اور کہنے لگے آج مین اسکول نہ جاؤن گا۔ وہان کے عوض سیدھا فیروزہ جان کے گھر جاؤن گا۔"

فیروزہ:- (ہنس کے) "تو تم نے اُنھین اچھے اسکول مین داخل کر دیا۔"

حامد حسین:- "لڑکا گھر سے خوش ہے۔ اور ماں باپ کا لاڈلا۔ جو مانگتا ہے مل جاتا ہے اور آج کل بے دریغ اُڑا رہا ہے۔ بگڑتا ہر طرح۔ مین نے کہا کہ اور کہین کیون جائے

محبت و دوستی کی ادنی بے قدری کو بھی برداشت نہین کر سکتے“
محمد زکی ”مگر اُن کی وطن کی غیب دانی کا کیا مضمون ہے؟ یہ میری سمجھ مین نہین آیا“
حامد حسین ”خدا جانے کیا کرتی ہے کہ میان کی ہر بات کی خبر ہو جاتی ہے۔ کوئی بات چاہے کیسی ہی چھپا کے اور کتنی ہی احتیاط سے کی جائے اُس ظالم سے نہین چھپتی“
محمود علی ”اور اب مین نے یہ کمال حاصل کر لیا ہے کہ اُس کا روز روز کا کچا چٹھا میرے پاس پہونچ جایا کرتا ہے“
حامد حسین ”تم سے تو اُن سے ملاقات ہو گی؟“
محمد زکی ”کس سے؟“
حامد حسین ”مرزا مسعود سے اور کس سے؟“
محمد زکی ”ملاقات تو نہین ہان دُور کی قرابت البتہ ہے۔ مجھے یہ سُن کے تعجب ہوتا ہے کہ آپ لوگون سے اُن سے ملاقات ہے۔ ابھی وہ ہمارے عزیزون مین نہایت ہی متکبر اور مغرور مشہور ہین۔ نہ کسی عزیز سے وہ ملتے ہین اور نہ کوئی اُن کے پاس جاتا ہے“
محمود علی ”تو آپ سے اُن سے عزیزداری ہے؟“
محمد زکی ”ہان ہے تو سہی۔ مگر مین انھین اچھا نہین سمجھتا“
محمود علی ”تو آپ کی اُن کے گھر تک رسائی بھی ہو گی؟“
محمد زکی ”نہین مین کبھی اُن کے وہان نہین جاتا۔ اور اُن کے گھر مین سوا خاص شادی بیاہ کے ہمارے یہان کی عورتون کی آمد و رفت بھی نہین“
محمد زکی ”خیر یہ تو ہو سکتا ہے کہ آپ تعلقات پیدا کر کے راہ و رسم بڑھا لین؟“
محمد زکی ”بخوبی ممکن ہے۔ مگر مین اُن سے ملنا پسند ہی نہین کرتا“
محمود علی ”آپ سے ملاقات تو ہو لے ہی گی“
محمد زکی ”مطلقاً نہین۔ مین تو انھین پہچانتا ہون۔ مگر وہ شاید مجھے پہچانتے بھی نہ ہون گے“
فیروزہ ”اے تو اب ان جھگڑون سے مطلب؟ اُن سے ملاقات ہے یا نہین نہین کیا؟“

محمود علی "اب مین جاتا ہون رات کو آؤن گا"

فیروزہ "اے کہان جاؤ گے؟ بیٹھو بھی"

محمود علی "تمھارے ہی کام کو جاتا ہون"

محمد زکی "مین بھی اب رخصت ہوتا ہون"

فیروزہ "واہ! تم کو تو قیامت تک نہ جانے دون گی"

محمد زکی "اِس وقت مجھے جانے دیجیے۔ پھر آؤن گا۔ واللہ بڑی شدید ضرورت ہے۔ شام ہو گئی اور اب گھر جانا ضروری ہے"

فیروزہ "یہ نہین ہو سکتا"

حامد حسین "انھین اس وقت جانے ہی دو۔ ایسا نہ کرو کہ پھر آنے کے قابل نہ رہین۔ کیونکہ اِن کے گھر مین ابھی اِن کی بڑی نگرانی ہوتی ہے"

فیروزہ "خیر تمھاری خاطر ہے۔ ورنہ تمھاری جان کی قسم مین نہ جانے دیتی۔ اچھا تو وعدہ کرو کہ کب آؤ گے؟"

محمد زکی "بن پڑا تو کل ہی آؤن گا"

اِس جواب سے بی فیروزہ مطمئن ہو گئین اور اب محمد زکی جانے کے لیے اُٹھے تو اُن کے ساتھ ہی محمود علی اور حامد حسین بھی اُٹھ کھڑے ہوے۔ مگر بی فیروزہ جان نے حامد حسین کو زبردستی روک لیا۔ اور خالی محمد زکی اور محمود علی رخصت ہو کے باہر نکلے۔ دروازے پر پہونچ کے محمود علی نے پوچھا "کل آپ کس وقت تشریف لائین گے؟ مجھے بتا دیجیے تاکہ مین بھی موجود رہون۔ آپ سے مل کے اِس وقت بہت جی خوش ہوا"

محمد زکی "جی چاہتا ہے کہ کل تیسرے پہر کو آؤن اور رات تک ٹھہرون۔ لیکن ڈرتا ہون کہ ایسا نہ ہو مین یہان بیٹھا ہون اور مرزا مسعود آجائین۔ اگرچہ تنہا سامنا نہین۔ مگر مین اُن کے سامنے یہان نہین ٹھہر سکتا"

محمود علی "اِس کا خیال نہ کیجیے۔ اگر وہ آئے تو آپ ایسی جگہ بٹھا دیے جائین گے جہان سے آپ سب کچھ دیکھین اور آپ کو کوئی نہ دیکھے۔ آئیے گا ضرور دیکھیے بھول نہ جائیے گا"

محمد زکی "فقط اسی بات کا خیال ہے"

محمود علی ''ایسی باتین تو یہان روز ہی پیش آیا کرتی ہین - آپ اطمینان رکھین کسی کو کانون کان تو خبر ہو گی نہین - اور مرزا مسعود کو آپ کا وہم و گمان بھی نہ گذرنے پائے گا مین کسی وقت فیروزہ جان کو سمجھا دونگا وہ پہلے سے بند و بست کر رکھین گی''

محمد زکی ''تو مین ضرور آؤن گا''

اس قول و قرار کے بعد دونون نے اپنا راستہ لیا -

گیارھوان باب

شریف بی بی کا اثیار نفس

صبح ہوئی ہے مرغ سحر نے آذان دی - اور طائران خوش الحان نے اپنے آشیانون ہی مین بیٹھے بیٹھے وظیفہ صباحی پڑھنا شروع کر دیا - یہان دل پر آرزو مین فراق کی آگ لگانے اور رشک عیش کی پر لطف صحبت کو برہم کرنے والی مہ جبینان زمین آغوش شوق کو خالی کر کے اور گھونگھٹ مین منھ چھپا چھپا کے اپنے گھرون کو چلین - ادھر آسمان پر رات بھر کی جاگی ہوئی نازنینان بزم انجم نے خمار آلود آنکھین جھپکا جھپکا کے نور کی چادرون مین رخ انور چھپا لیے - اور اپنی خوابگاہون کی راہ لی جہان سے آتش مزاج و شوخ طبع رند فلک یعنی آفتاب کے چلے جانے کے بعد آنکھین کھولین گے - باد سحر کے جھونکون نے بدمستان خرابات کو جگا جگا کے بجائے ''حی علی الصلوٰۃ'' کے ''حی علی الصبوح'' کا مژدہ سنایا - مسجدون مین اذانون کا - بت خانون مین ناقوس کا - اور کلیسا مین گھنٹون کا شور رہا - اور دیر و حرم سب جگہ لوگون نے اپنے معبود حقیقی کی طرف توجہ کی -

اس حالت مین عفت آرا کی بھی آنکھ کھلی روز روشن ہونے کو ابھی دیر تھی - اس لیے بجائے اس کے کہ وہ مرزا مسعود کو نماز کے لیے جگائے حوائج ضروری اور وضو کے لیے کمرے سے باہر نکلی - محمدی ماما کو اٹھا کے پانی مانگا - اور انگنائی مین کھڑی ہو کے رخصت ہوتے والے تارون کی حسرت بھری صورتین دیکھنے لگی - اتنے مین محمدی چوکی پر پانی رکھ کے آئی تو اسے پاس بلا کے کہا ''تم رات کو وہان گئی تھین ؟''

محمدی ''جی حضور گئی تھی'' یہ جواب پانے کے بعد عفت آرا محمدی سے کچھ دیر تک چپکے چپکے باتین کرتی رہی - پھر چوکی پر گئی - وہان سے آ کے حمام کیا - اور ان سب

کامون سے فراغت کر کے واپس آئی تو دیکھا کہ روز روشن ہو چکا ہے۔ مگر میان ابھی تک
مست خواب ہین۔ اُنھین جگا کے کہا "اے ہے تو گیا اب نماز نہ پڑھو گے ؟"

مرزا مسعود۔ (انگڑائی لے کے) "ہان اُٹھتا ہون" یہ کہہ کے مرزا مسعود اُٹھے۔
باہر گئے۔ اور وہ جانماز بچھا کے نماز پڑھنے لگی۔ اور جب مرزا مسعود حوائج ضروریہ سے
فارغ ہو کے آئے ہین اُس وقت وہ بیٹھی تلاوت قرآن کر رہی تھی۔ مرزا صاحب نے
بھی نماز پڑھی۔ اور نماز کے بعد بھی جب دیکھا کہ بی بی ہنوز عبادت و قرآن خوانی ہی مین
مشغول ہین تو بولے "بس ہو چکی نماز مصلّیٰ اُٹھائیے۔"

عفت آرا۔ (جو آیت پڑھ رہی تھی اُسے ختم کر کے) "ماشاء اللہ! تو اب مجھے
قرآن بھی نہ پڑھنے دو گے ؟"

مرزا مسعود۔ "توبہ! معاذ اللہ! تلاوت قرآن سے منع کرنا مسلمان کا کام ہے ؟ لیکن
اتنا چاہتا ہون کہ ذرا چاء کا بندوبست کر دو۔ پھر جتنی دیر تک چاہنا قرآن پڑھتی رہنا"

عفت آرا۔ "سورۃ ختم ہونے کو دو رکوع باقی ہین۔ اُسے پورا کر لون تو قرآن کو
گردانون" یہ کہہ کے پھر تلاوت مین مشغول ہو گئی اور مرزا مسعود خاموش بیٹھے ایک
سوچ مین پڑ گئے۔ اتنی دیر مین عفت آرا نے قرآن گردانا باورچی خانہ مین جا کے دیکھا
کہ محمدی چولھا جلا چکی۔ چاء اور ناشتہ تیار کر رہی ہے۔ اُسے جلدی کی تاکید کر کے اپنے
کمرے مین واپس آئی اور میان کو اب تک فکر کے دریا مین غرق دیکھ کے بولی "تمھین
دل ہی دل مین بی فیروزہ کی صحبت کا مزہ اُٹھانے کا خوب موقع مل گیا۔"

مرزا مسعود۔ "غیب کی باتون کا پتہ لگاتے لگاتے اب تو تم دلون کا حال بھی
جاننے لگین۔"

عفت آرا۔ "اسی لیے تو مجھے اپنے موکل سے بڑی محبت ہے۔ وہ ایسا اچھا ہے
کہ جو پوچھتی ہون بتا دیتا ہے اور جو چاہتی ہون اُس کی مدد سے معلوم کر لیتی ہون۔"

مرزا مسعود۔ "مگر مین تو اُس کا جانی دشمن ہون۔ تمھین تو اُس سے غیب کی باتین
معلوم ہو جاتی ہین مگر میرا اُس نے ناطقہ بند کر رکھا ہے۔"

عفت آرا۔ "ایسا نہ کہو۔ ابھی تمھین بھی اُس سے کام لینا ہے۔" یہ کہہ کے وہ
اُن کے قریب بیٹھ کے گلوریان بنانے لگی۔ پھر آپ ہی آپ کسی خیال پر مسکرائی۔

اور میاں کی طرف دیکھ کے بولی "کیا، تم نے محمود علی سے وہ پچاس روپیہ نہیں وصول کیے؟"

مرزا مسعود "مین نے تو وہ دن ہے اور آج کا دن گھر سے قدم ہی نہیں نکالا۔ اور اُس روز اُس شرط پر تم ایسی خفا ہوئین کہ اب تو میرا ارادہ نہیں ہے کہ اُن سے اُن روپیون کا ذکر بھی کرون۔ مجھے تو وہان کا کچھ حال بھی نہیں معلوم۔ خدا جانے وہ لوگ کیا کر رہے ہین؟ اور کس خیال مین ہین"

عفت آرا ۔(ہنس کے) "اس کا حال مجھ سے پوچھو؟"

مرزا مسعود "تم سے پوچھون؟ تم کیا جانو؟"

عفت آرا "اے مجھ سے کوئی بات چھپی رہتی ہے؟ مین سب جانتی ہون۔ کسی کی زبانی محمود علی نے سُن پایا ہے کہ مین نے اُن کو اور حامد حسین کو لُچّا اور رشیدا اور فیروزہ کو بازاری عورت کہہ دیا۔ اس پر سب کو بڑا غصہ ہے۔ مگر تم ہی بتاؤ مین نے جھوٹ کہا تھا؟"

مرزا مسعود "مگر یہ خبر کس نے پہونچائی؟ مجھ سے قسم لے لو جو مین نے ایک لفظ بھی زبان سے نکالا ہو"

عفت آرا "اے تو مین کب کہتی ہون کہ تم نے کہا۔ اب تو محمود علی کو بھی غیب دانی کا دعوے ہے نہ؟"

مرزا مسعود "یہ غلط ہے۔ کسی نے تم سے جھوٹ کہہ دیا ہوگا۔ اُنھین اس بات کا دعوٰی ہوتا تو کبھی تو میرے سامنے ظاہر کرتے؟"

عفت آرا "مجھے جھوٹی خبرین نہیں پہونچا کرتین۔ بیسیون دفعہ آزمانے پر بھی تمھین شک ہے؟"

مرزا مسعود "شک تو نہیں ہے۔ مگر میرا خیال یہ تھا کہ تمھین میری تمام باتین معلوم ہو جاتی ہین یہ نہیں جانتا تھا کہ ساری دنیا کے حالات سے بھی تم واقف ہو جاتی ہو۔ ورنہ اب تک ایسا خیال ہے"

عفت آرا "مین سب جانتی ہون جس بات کو چاہتی ہون معلوم کر لیتی ہون۔ جب تک محمود علی سے تم ملے ہو اُس وقت تک اُنھین یہ دعوی نہین تھا۔ مگر اب فرماتے ہین کہ غیب دانی کا ہنر مین نے بھی سیکھ لیا"

مرزا مسعود "ہوگا بھی۔ اب اس ذکر کو جانے ہی دو۔ میرا ارادہ ہے کہ اب اُن لوگون سے ملنا مطلقاً ترک کر دون"

عفت آرا "مگر اس کا کیا علاج کہ کمبخت فیروزہ تمھیں کسی طرح بھولتی ہی نہین ؟ جب یاد آجاتی ہے گھنٹون اُس کا خیال بندھا رہتا ہے اور آنکھ لگ جاتی ہے تو اُسے خواب مین دیکھتے ہو"

مرزا مسعود "یہ بالکل سچ ہے۔ جب تم خود ہی جانتی ہو تو مجھے چھپانے سے کیا حاصل ؟"

عفت آرا "اسی لیے کہتی ہون کہ آج پڑھنے سے فراغت کرنے کے بعد تم فیروزہ سے جا کے مل آؤ۔ وہان تمھارے دل کو ذرا تسکین بھی ہو جائے گی۔ دونون دوست بھی مل جائین گے اور محمود علی کے دعوے بھی اپنے کانون سے سُن لینا"

مرزا مسعود "مین تو جانتا ہون کہ اس مین چاہے مجھ پر جبر ہو یا ظلم ہو یا جو کچھ ہو تم اب مجھے وہان نہ بھیجو"

عفت آرا "مین تو سچ مچ نہ جانے دیتی مگر تمھاری تکلیف اور بیتابی مجھ سے نہین دیکھی جاتی۔ گو تمھارا وہان جانا اندیشہ سے خالی نہین مگر مین خوشی سے اجازت دیتی بلکہ خود ہی بھیجتی ہون جاؤ مگر خدا کے لیے اپنے آپ کو سنبھالے رہنا۔ وہ لوگ مکار رتفتی اور بدمعاش ہین اور تم نیک اور سیدھے سادے ہو"

مرزا مسعود "تو تم نے مجھے بالکل بے وقوف ہی سمجھ لیا ہے ؟"

عفت آرا "اور سب طرح سے تم عقلمند ہو۔ تمھاری عقل و تمیز اور تمھاری ہوشیاری کے سامنے کسی کی کوئی ہستی نہین۔ مگر ایک رنڈی کا واسطہ ہونے کی وجہ سے وہان تمھاری عقلمندی بیکار رہے۔ خرابی یہ ہے کہ اُس پہ تمھارا دل آیا ہوا ہے اور مجبور ہو کہ اُس کی بات کو سچ مان لو"

مرزا مسعود "تو کیا تمھارا یہ خیال ہے کہ میرے ساتھ جو وہ خلوص محبت کا اظہار کرتی ہے۔ اس مین وہ جھوٹی ہے ؟"

عفت آرا "جھوٹی اور جھوٹی"

مرزا مسعود "کہو تمھارے کہنے سے مان لون۔ مگر بھئی مجھے تو اُس کی محبت سچی معلوم ہوتی ہے"

عفت آرا "اسی سے تم پر اُس کا جادو چلا ہوا ہے۔ اور اُس کے معاملہ مین تمھاری عقل سمجھ اور تمھارے ہوش و حواس سب بیکار رہین"

مرزا مسعود "یہ کیونکر ؟"

عفت آرا "سُنو! اس کا تو تم کو یقین ہے کہ مین علم غیب رکھتی ہون ؟"

مرزا مسعود " پورا یقین "

عفت آرا " ہر طرح سے آزما چکے کہ چاہے کیسی ہی پوشیدہ بات ہو مجھے معلوم ہو جاتی ہے اور بالکل سچ سچ۔ جس مین جھوٹ کا ذرا بھی شبہ نہین ہوتا "

مرزا مسعود " بیس دفعہ آزما چکا اور ہمیشہ سچ پایا "

عفت آرا " یہ سب ہے مگر میرے اس کہنے کا تمھین یقین نہین آتا کہ فیروزہ جو تمھارے ساتھ محبت کا دعوی کرتی ہے۔ اِس مین جھوٹی ہے "

اِس کے جواب مین مرزا مسعود عاجز ہو گئے اور عفت آرا نے کہا " جواب دو؟ آخر کچھ تو کہو؟ "

مرزا مسعود " کیا کہون؟ کچھ کہتے نہین بنتا "

عفت آرا " اچھا کبھی تم نے یہ بھی خیال کیا کہ فیروزہ تمھین دل سے چاہتی ہے تو پھر چوک مین کمرہ لے کے کیون بیٹھی ہے؟ اُس کے یہان سو طرح کے آدمیون اور سیون امیرزادون کی آمد و رفت کیون ہے؟ یا کہ امن شریف زادیون کی طرح الگ مکان لے کے کیون نہین بیٹھتی؟ محبت اِسی کا نام ہے کہ تمھاری الفت کا دم بھرے اور پچاس مردون کو اپنی بغل مین بٹھائے؟ "

مرزا مسعود " یون کونے مین مکان لے کے بیٹھ جاے تو کھائے کیا؟ آخر اُسے پیٹ بھی پالنا ہے "

عفت آرا " تمھاری عزت کے بھی قربان جایئے۔ سچ ہے انسان اِس کوچہ مین جا کے بے عزت بھی ہو جاتا ہے۔ یہ تم کو گوارا ہے کہ وہ عورت جو تمھاری محبت کا دم بھرتی ہے اور جس سے تم کو بھی الفت ہے اپنا پیٹ پالنے کے لیے بیسیون مردون کی بغل مین سویا کرے؟ "

مرزا مسعود۔ (پسینہ پسینہ ہو کے) " لے اب خدا کے لیے اِس ذکر کو چھوڑو۔ اور چاہ منگواؤ۔ اِن فضول باتون کا نتیجہ ہی کیا ہے؟ مین نے تو کہہ دیا کہ اب اُس کے وہان نہ جاؤن گا "

عفت آرا " چاء تو آتی ہی ہے۔ (اچھی کہاری کو آواز دے کے کہ چاء جلدی لا) مگر مین یہ گفتگو انجام کو پہونچائے بغیر نہ رہون گی تمھین بتانا ہوگا کہ یہ باتین تمھین گوارا ہین یا نہین؟ "

مرزا مسعود " تو خدا نخواستہ مجھ سے اُس سے کسی قسم کا تعلق تھوڑا ہی ہے۔ اُس کی صورت ذرا بھی معلوم ہوئی۔ دو گھڑی دل بہلانے کے لیے جانے لگا "

عفت آرا " مگر اِس جانے سے حاصل؟ یونہین دل لگی مین پوری دل لگی ہو جاتی ہے اور آنکھ لڑتے لڑتے انسان پہونچا پکڑ لیا کرتا ہے۔ ابھی تو وہ تمھارے دل پر چھائی ہوئی

چار دن مین تمھارے جان مال کی مالک ہو گی۔"

مرزا مسعود "تم تو پیچھے پڑ گئین - لو مین مانے لیتا ہون کہ اُسے مجھ سے محبت نہین چلو چھٹی ہوئی؟"

عفت آرا "یون زبردستی مان لینا کس کام کا؟ مین تمھین اِس وقت بے قائل کیے نہ رہون گی۔"

مرزا مسعود "مین ہر طرح قائل ہونے کو موجود ہون۔"

عفت آرا "نہین یون نہ مانون گی - بس ایک صورت ہے؟"

مرزا مسعود "وہ صورت بھی بتاؤ۔"

عفت آرا "تم فیروزہ کی محبت کا امتحان کرو۔"

مرزا مسعود "جس طرح کہو۔"

عفت آرا "اُس سے کہو کہ اگر مجھے سچے دل سے چاہتی ہو تو میرے گھر مین چل کے بیٹھو اور عام لوگون سے ملنا چھوڑ دو۔"

مرزا مسعود "وہ تو خوشی سے قبول کر لے گی مگر تمھین گوارا ہوگا؟"

عفت آرا "دل وجان سے - اسے مین تو اُسے سر آنکھون پر بٹھاؤن گی - اور لونڈی ہو کے اُس کی خدمت کرون گی؟"

مرزا مسعود "اب مین دیکھتا ہون کہ تم نے مذاق شروع کر دیا۔"

عفت آرا "مین قسم کھا کے کہتی ہون کہ اِس مین ذرا فرق نہ ہوگا - وہ تمھاری محبوبہ ہے - اور مین فقط تمھاری خوشی کی خواہان ہون - جس طرح تمھاری لونڈی ہون اُسی طرح اُس کی بھی لونڈی ہون گی جو تمھین دل سے عزیز ہو - اور جس کے خوش رہنے مین تمھاری خوشی ہو - اُس کی خدمت کرنا میرا فخر ہے - مین اُسے اپنا سرتاج بنا کے رکھون گی مگر ہان نکاح کر کے لاؤ۔"

مرزا مسعود "لیکن شاید وہ نکاح پر تو راضی نہ ہوگی - یون ہر طرح پابندی کے ساتھ میری ہو کے رہنے کو تیار ہو جائے گی۔"

عفت آرا "یہ کیون؟ اِس لیے کہ چار دن کے بعد جب بی صاحب کا دل بھر جائے تو اپنے گھر کی راہ لین اور نئے دوستون سے راہ و رسم پیدا کرین؟ اسی کا نام محبت ہے؟"

مرزا مسعود "مگر مین تو سمجھتا ہون کہ فیروزہ میرے ساتھ نکاح کرنے پر بھی راضی ہو جائے گی۔"

عفت آرا "بس پھر کیا ہے راضی کرو۔"

مرزا مسعود "دیکھو پھر تمھین شکایت نہ ہو؟"

عفت آرا "ذرا نہین - مین تو وعدہ کر چکی کہ اُس کی لونڈی بن کے رہون گی"
مرزا مسعود "مگر ابا جان اور سارے عزیز خفا ہو جائین گے ؟"
عفت آرا "مین اس کی بھی ذمہ داری کرتی ہون - سب کو راضی کر دون گی"
اچھی کہاری دیر سے دست بستہ کھڑی تھی - عفت آرا نے اب اُس کی طرف متوجہ ہو کے کہا "تو آخر چا کب آسے گی ؟"
اچھی "مین تو منتظر کھڑی تھی کہ حضور باتین کر چکین تو دسترخوان بچھاؤن"
عفت آرا "مین نے کہا تھا کہ جب تک مین باتین نہ کر چکون تم کھڑی رہنا ؟"
اچھی - (دسترخوان بچھاتے ہوئے) "حضور یون بھی مجھے بدتمیز اور بے ادب کہتین"
مرزا مسعود "یہ تو حکم کی تعمیل تھی - اسے بدتمیزی یا بے ادبی سے کیا تعلق ؟"
عفت آرا "یہ بھی ایک بہانہ نکال لیا ہے - خبردار پھر ایسا نہ ہو"
اس کے بعد دونون میان بی بیون نے دو چار توس - تھوڑی سی روغنی روٹی دو ایک انڈے کھائے - چا پی - ناشتہ سے فارغ ہوتے ہی عفت آرا نے لپک کے محمدی کو کھانے کے متعلق دو چار باتین بتائین - اور اُلٹے پاؤن واپس آ کے کمرے کے دروازے بند کیے - اور دونون اپنی معمولی تعلیم مین مصروف ہو گئے - بیٹھتے بیٹھتے عفت آرا نے کہا "کل مجھے تمھاری پھوپھی جان نے بلایا ہے - ارادہ ہے کہ ایک دن کے لیے چلی جاؤن"
مرزا مسعود "تو شوق سے جاؤ - مجھ سے کہنے کی کیا ضرورت تھی ؟"
عفت آرا "مین تم سے بے پوچھے کہین نہین جا سکتی"
تعلیم کے گھنٹہ لکھنے پڑھنے مین صرف کرنے کے بعد گیارہ بجے کے قریب دسترخوان بچھا اور کھانے سے فارغ ہو کے مرزا مسعود ہاتھ دھو رہے تھے کہ عفت آرا نے کہا "اچھے اب آج شام کے تم اپنے دوستون سے مل آؤ - اور جس بات کا وعدہ کیا ہے اُس کی کوشش ضرور کرنا"
مرزا مسعود "کیون مجھے عذاب مین پھنساتی ہو ؟ اور تم بھی ابھی اس کے نتائج سے واقف نہین - مین سچ کہتا ہون کہ انجام مین پچھتاؤ گی"
عفت آرا "مین ہرگز نہ پچھتاؤن گی - اور تمھین اس سے مطلب ہی کیا ؟ پہلے اُسے راضی تو کر دو"
مرزا مسعود "بہتر - تمھاری یہی خوشی ہے تو جاتا ہون"

یہ کہہ کے مرزا مسعود نے کپڑے پہنے۔ کنگھی کی۔ اور گھر سے نکل کے اُس کھلی دنیا میں پہونچے جس سے کئی دن تک جدا رہنے کے باعث غیر مانوس سے ہو گئے تھے۔

بارھوان باب

پھر وہی کوے جانان

کوئی پہر دن چڑھا ہو گا کہ بی فیروزہ کو گانے بجانے کی تعلیم سے فراغت ہوئی۔ اُستاد تو چلے گئے۔ مگر دیس کی ایک چیز جو آج ہی سیکھی تھی اُسے چپکے چپکے غنغنا یا تولے سے باہر ہو گئین۔ دل مین یہ اندیشہ ہوا کہ یہ چیز ذہن سے نہ اُتر جائے۔ حامد حسین کی طرف نظر اُٹھا کے دیکھا تو وہ اِدھر پشت کیے آئینے کے سامنے بیٹھے طرح طرح کے مُنھ بنا کے اپنی مختلف وضعین دیکھ رہے تھے۔ آئینہ مین اُن کی وہ عجیب و غریب شکلین دیکھ کے زور سے قہقہہ لگایا۔ پھر بولی "ادئی! ماشاء اللہ! کیا کیا حُلیے ہین! اے بس اپنی چھب دیکھ چکے۔ اب ذرا اِدھر متوجہ ہو؟"

حامد حسین "کیون؟"

فیروزہ "مین گاتی ہون تم بایان لے کے ذرا ٹھیکا تو دیتے جاؤ۔"

حامد حسین "جی اِس کام کے لیے اپنے طبلیے کو بُلائیے۔"

فیروزہ "تمھین میرے سر کی قسم ذرا بایان لے لو۔"

حامد حسین "زبردستی کی اور بات ہے" یہ کہہ کے اُنھون نے بایان لیا۔ اور بی فیروزہ گانے لگین اور جب اطمینان ہو گیا کہ اب لے دُسے باہر نہین ہون تو کہا "بس اب رہنے دو۔"

حامد حسین "ذرا بن سنور کے بیٹھو۔ محمد زکی آتے ہون گے اور تمھین اُن کو پھانسنا ہے۔"

فیروزہ "اُنھین آنے تو دو ابھی بالکل سیدھا سادہ لڑکا ہے۔"

حامد حسین "صبح کو اُٹھتے ہی میرے پاس دوڑے آئے۔ اور کہنے لگے آج مین اسکول نہ جاؤن گا۔ وہان کے عوض سیدھا فیروزہ جان کے گھر جاؤن گا۔"

فیروزہ ۔ (ہنس کے) "تو تم نے اُنھین اچھے اسکول مین داخل کر دیا۔"

حامد حسین "لڑکا گھر سے خوش ہے۔ اور مان باپ کا لاڈلا۔ جو مانگتا ہے مل جاتا ہے اور آج کل بے مدیع نثار رہا ہے۔ بگڑتا ہر طرح۔ مین نے کہا کہ اور کہین کیون جائے

نہین پہونچاؤ دن - اگر تم پر فریفتہ ہو گیا تو سمجھو کہ بن دامون کا غلام ہو گا - مگر اتنا خیال رہے کہ ذرا اپنے آپ کو لیے دیے رہنا"

فیروزہ "اے مجھے سکھاتے ہو! اور ہان اے محمود علی تو کہتے تھے کہ آج مرزا مسعود بھی آنے والے ہین"

حامد حسین "وہ چاہے آئین یا نہ آئین مگر اب اُن پر تمھارا قابو چلنا مشکل ہے - اول تو پہلے ہی سے بڑے سیانے تھے بیسیون رنڈیون کے وہان گئے - اور ہمیشہ کورے نکل آئے - اُن کے دل پر کسی کا جادو نہ چلا - وہ تو خدا جانے تم نے کیا کر دیا کہ تمھارے پھندے مین پھنس گئے تھے مگر اب جورو ایسی زبردار اور اِس بلا کی ملی ہے کہ اُس نے ہم سب کے دانت کھٹے کر دیے - اور مرزا ابھی تو اُس کے ہاتھ مین چیز غنٹو ہی ہین"

فیروزہ "مگر کیا کہون مجھے کچھ اُن کا ایسا خیال ہو گیا ہے کہ رہ رہ کے غصہ آتا ہے - کوئی ایسی تدبیر ہوتی کہ اِس ظالم چھوکری کا گھر ٹوٹتا - محمود علی تو بہت کچھ زور لگا رہے ہین مگر تم نے ہاتھ پاؤن ڈال دیے"

حامد حسین "محمود علی تو سڑی ہو گئے ہین - خواہ مخواہ کو رات دن اِسی اُدھیڑ بُن مین لگے رہتے ہین مگر مین تم سے کہے رکھتا ہون کہ ہوئے ہوائے گا کچھ نہین - اور مفت مین ذلیل ہون گے"

یہ باتین ہو رہی تھین کہ میان محمود علی ایک بلائے ناگہان کی طرح آدھمکے صورت دیکھتے ہی فیروزہ کے چہرے پر رونق سی آگئی اور بولی "کہو کیا کر آئے؟"

محمود علی "ہم بھلا بے کچھ کیے آتے ہین؟ لو اور کیا چاہتی ہو؟ مرزا مسعود اس وقت آتے ہون گے"

فیروزہ "تمھین میرے سر کی قسم؟"

محمود علی "تمھاری جان کی قسم؟ اور لو یہ بھی یاد کر لو کہ آج تم سے خوب کھُل کے ملین گے - لگاوٹ کرین گے - اپنا عشق ظاہر کرین گے - اور نکاح کا ذکر چھیڑین گے؟"

فیروزہ "اوئی! نکاح! اے تو کیا اب دوسرا نکاح کرین گے؟ ایک نکاح سے دل نہین بھرا؟"

محمود علی "دل بھرا ہو یا نہ بھرا ہو مگر تمھین شادی کا پیام دین گے؟ اور ہان وہ جو کل تمھارے یہان نہین آئے تھے - محمد زکی؟ وہ بھی آتے ہون گے - وہ یہان مرزا مسعود کا سامنا کرتے ڈرتے ہین - اُنھین کسی ایسی جگہ بٹھا دینا کہ مرزا مسعود اُنھین نہ دیکھین"

فیروزہ "دیکھا جائے گا"

یہی باتین ہو رہی تھین کہ زینہ پر کسی کے آنے کی آہٹ معلوم ہوئی۔ اور سب کو خیال گذرا کہ مرزا مسعود آ گئے۔ مگر اس خیال کو محمد زکی کی صورت نے رفع کر دیا۔ جن کو دیکھتے ہی حامد حسین نے کہا "آئیے!" اور اُنھین بُلا کے اپنے اور بی فیروزہ کے درمیان مین بٹھالیا۔ فیروزہ نے نہایت معمولی طریقہ سے اُن کی مزاج پُرسی کی۔ اور مرزا مسعود کا خیال اس قدر دل و دماغ پر حاوی تھا کہ پھر محمود علی کی طرف متوجہ ہو گئی۔ اور کہا "کس کی شامت آئی ہے جو اُن سے نکاح کرے گا؟ اُن کی لاڈلی دُلھن اُسے زندہ ہی کیون چھوڑنے لگی تھین؟"

محمود علی "مگر دیکھو تم اُنھین دو ٹوک جواب نہ دے دینا"

فیروزہ "تو کیا تمھارا یہ مطلب ہے کہ مین راضی ہو جاؤن؟ یہ تو قیامت تک نہ ہوگا"

محمود علی "ابھی اس وقت دفع الوقتی کرنا ہے۔ تاکہ وہ ہتھے پر سے نہ اُکھڑ جائین۔ اور خالی زبان سے اقرار کر لینے سے تم کسی کی جورو تھوڑی ہی ہو جاؤ گی؟"

ان باتون مین محمد زکی کا دل لگتا تھا۔ کل ابتدا مین تو وہ یہان جھینپے ہوئے تھے۔ اور منھ سے بات بھی نہ نکلتی تھی۔ مگر کل ہی بی فیروزہ نے مار پیٹ کے سیدھا کر لیا تھا۔ اور ایک ہی دن کے درس عشق مین ایسے بے باک ہو گئے تھے کہ آج جو تھوڑی دیر بھی فیروزہ جان کو اور طرف متوجہ اور نکاح کے تذکرے مین مصروف دیکھا تو بولے "اور مانا کہ آپ کسی کی جورو ہو جائین گی۔ مگر جب تک نکاح نہین ہوا ہے اُس وقت تک تو ذرا غریبون پر بھی نظر عنایت رہے"

فیروزہ "اُوئی! اب تو ماشاء اللہ سے خوب چہکنے لگے۔ اے گھبراؤ نہین پہلے تمھاری صورت کو جھلسا بتاؤن گی تب کہین جاؤن گی"

محمد زکی "اچھا تو ایک دن میرے یہان دعوت قبول کرو۔ ناچنا گانا۔ دو گھڑی بیٹھ کے ہنسنا بولنا۔ اور جب جی چاہے چلی آنا"

فیروزہ "کس دن؟"

محمد زکی "تم پہلے وعدہ کر لو۔ پھر دن بھی مقرر ہو جائے گا"

فیروزہ "تو میرے ساتھ یہ حامد حسین اور محمود علی بھی آئین گے؟"

محمد زکی "ہان سب کی دعوت ہے۔ وہان کوئی غیر تھوڑا ہی ہوگا۔ یہی دو چار آدمی جو یہان بیٹھے ہین وہان بھی ہون گے"

فیروزہ " تو ابھی دس پندرہ دن ٹھہر جاؤ - اِن دنون مجھے کئی جگہ مجرون مین جانا ہے "
محمد زکی " وہان بھی مُجرا ہی سمجھ کے آؤ- لیکن ایک بات ہے "
فیروزہ " وہ بھی کہہ ڈالو "
محمد زکی " مگر اُسے اکیلے مین کہون گا ؟"
فیروزہ " تو اُدھر دوسرے کمرے مین چلون ؟"
محمد زکی " ہان چلو " دونون اُٹھکے تخلیہ کے کمرے مین گئے - جہان محمد زکی نے موقع پا کے اپنی بیتابی و بیقراری ظاہر کی - دل کا حال کھول کے سامنے رکھ دیا - اور کہا " اتنے دنون صبر کس سے ہو سکے گا ؟"
فیروزہ " اے تو تم اسی لیے دعوت کرتے ہو ؟ پہلے گڈھیا مین جاکے مُنھ تو دھو آؤ ! اے اب تو آتی بھی ہون گی تو نہ آؤ ن گی "
محمد زکی " خدا کی قسم مرجاؤن گا ؟"
فیروزہ " مرو یا جیو میری جوتی سے - کیا جلدی مزے مین آئے ہین ! اے یہان برسون انسان کو امیدواری کرنی پڑتی ہے - نہ ابھی مین تمھارے حال سے واقف ہون نہ تمھارا انداز مجھے معلوم ہوا ہے - جانتی ہی نہین کہ تم کون ہو - اور کس مرض کی دوا ہو "
محمد زکی " ابی کوئی ہُون مگر تمھارے رُخ زیبا کا دیوانہ ہون "
فیروزہ " ایسے بہت سے دیوانے آیا کرتے ہین تھنتین مین مُنھ بھی نہین لگاتی - یہ بھی حامد حسین کی مروت تھی جو تم سے اتنی جلدی بے تکلف ہوگئی - ورنہ مہینون تک تو مین کسی سے بات نہین کرتی "
محمد زکی " افوہ ! بڑی سنگدل ہو ! بڑی ظالم ہو ! اچھا تو مین وعدہ کرتا ہون کہ کسی قسم کی گستاخی نہ کرون گا - اب تو میری دعوت قبول کرو گی ؟" یہ کہتے وقت ایک بیس روپیہ کا نوٹ نکال کے فیروزہ کے شلوکے کی جیب مین رکھ دیا -
بی فیروزہ نے نوٹ رکھتے وقت تو کوئی مزاحمت نہین کی مگر جیسے ہی دیکھا کہ نوٹ جیب مین پہونچ گیا - ہاتھ جھٹک کے بولین " اوئی ہٹ کے بات کرو - چمڑے کے ہاتھ لگائے دیتے ہین - تم تو بڑے اُستاد نکلے - اِسی بہانے سے ہاتھ لگا لیا "
اتنے مین دوسرے کمرے سے محمود علی کی آواز آئی " آیئے ! واللہ آپ ہی کا انتظار

ہو رہا تھا !" اور ساتھ ہی حامد حسین نے پکار کے کہا "فیروزہ جان ! کہاں گئیں ؟ لو مرزا مسعود آ گئے ۔ اب کیا ہے ۔ لوگی کے چراغ جلاؤ " یہ سنتے ہی فیروزہ جان اُدھر لپکیں تو محمد زکی نے نہایت ہی بدحواسی کے ساتھ روک کے کہا "خدا کے لیے مجھے تو کہیں چھپا دو ۔"

فیروزہ ۔ "کیوں ؟"

محمد زکی ۔ "میں اِن کے سامنے نہیں آ سکتا۔ کل ہی گھر سے نکال دیا جاؤں گا۔ تمھارے سر کی قسم اِن سے بہت ڈرتا ہوں ۔"

فیروزہ ۔ "اوئی تو کیا وہ ہوّا ہیں ؟"

محمد زکی ۔ "ہاں میرے لیے ہوّا ہی ہیں کہیں اُنھیں جھوٹوں بھی معلوم ہو جائے کہ میں یہاں موجود ہوں تو قیامت آ جائے ۔"

فیروزہ ۔ "اچھا تو تم اِس کمرے میں بیٹھے رہو ۔"

محمد زکی ۔ "وہ یہاں تو نہ آئیں گے ؟"

فیروزہ ۔ "نہیں ۔ اور آئیں گے بھی تو میں پہلے سے آ کے تمھیں کہیں اور چھپا دوں گی ۔"

یہ کہہ کے بی فیروزہ نازو انداز سے قدم اُٹھاتی کمر کو بل دیتی اور دوپٹے کے آنچل کے ساتھ جھونکے کھاتی ہوئی پہونچیں ۔ اور مرزا مسعود کی صورت دیکھ کے بولیں "ہائیں ! یہ آج آفتاب کدھر سے نکلا ہے ؟"

مرزا مسعود ۔ (جدھر سے بی فیروزہ نمودار ہوئی تھیں اُسی طرف اشارہ کر کے) "اُدھر سے !"

فیروزہ ۔ "بس بندی کے حال پر مہربانی ہی رہے ۔"

محمود علی ۔ "کیوں فیروزہ جان میں نے کہہ نہیں دیا تھا کہ آج آئیں گے اور بی بی کے بھیجے ہوئے آئیں گے پہلی بات کا تو ثبوت مل گیا ۔ اب دوسری خود اِن سے پوچھ لو ۔"

فیروزہ ۔ "اے ہاں مرزا صاحب کچھ اور بھی سُنا ؟ تمھاری بی بی کی طرح اب تو انھیں بھی علم غیب آ گیا ؟"

مرزا مسعود ۔ "ہاں سُن چکا ہوں ؟"

فیروزہ ۔ "کس سے ؟"

مرزا مسعود ۔ "اپنے گھر میں بیگم سے اور کس سے سُنتا ؟"

حامد حسین ۔ (حیرت زدہ ہو کے) "تو اُنھیں اِس کی بھی خبر ہو گئی ؟"

مرزا مسعود " کوئی بات اُن سے چھپی تھوڑے ہی رہتی ہے۔ وہ تو جن ہین جن (محمود علی کی طرف دیکھ کے) ہان خوب یاد آیا۔ سنے وہ اُس روز کی شرط کے پچاس روپیہ تو ڈھیلے کیجیے "

محمود علی " اور اِس کا ثبوت کہ اُس روز کے سارے حالات آپ کی بی بی کو معلوم ہو گئے تھے "

مرزا مسعود " معلوم ہی ہو گئے تھے۔ مین نے ایک لفظ بھی زبان سے نہین نکالا۔ اور اُنھون نے یہان کا آنا۔ تم سے شرط بدنا۔ فیروزہ جان کو کھانا کھلانا۔ جو جو کچھ واقعات گذرے تھے بلا کم و کاست بیان کر دیے "

محمود علی " مگر آپ ہی شرط بدو۔ اور آپ ہی اپنے بیان پر جیت بھی لو۔ ننھّے ہین اتنا بھی نہین جانتے کہ بغیر دلیل کے کوئی کیون ماننے لگا تھا؟ اور جو تم نے آپ ہی اپنا کچا چٹھا اُنھین سُنا دیا ہو تو؟"

مرزا مسعود " استغفر اللہ! بھلا مین پچاس روپیہ کے لیے جھوٹ بولون گا؟ یا تمھین فریب دون گا؟"

محمود علی " لیکن آپ ہی انصاف سے کہین کہ یہ کس قانون مین لکھا ہے کہ جو بدنے والا ہو اُسی کے سب دعوے بے دلیل مان لیے جائین؟"

مرزا مسعود " قانون معاہدہ مین چاہے نہ لکھا ہو۔ مگر جس اخلاقی قانون پر ہمارا عمل ہے اُس مین یہ ضرور لکھا ہوا ہے۔ یون نہ دینے کی اور بات ہے۔ مگر شرط مین ضرور جیتا "

محمود علی " مین مانے لیتا ہون کہ آپ کی بی بی کو سب باتین معلوم ہو گئی تھین۔ چنانچہ اِسی بنا پر آپ کے جان نثار دوستون کو وہ لچا شہدا اور فیروزہ جان کو جن کی شرافت مین کسی کو عذر نہین ہو سکتا بازاری عورت کہہ بیٹھین "

مرزا مسعود " تو بس تھین پھر کس بات کا عذر ہے؟ تم کو خود ہی خبر ہے کہ اُن کو سب باتین معلوم ہو گئین "

محمود علی " عذر یہ ہے کہ گو یہ سچ ہے مگر آپ بغیر ثبوت کے شرط کی رقم پانے کے مستحق نہین ہین "

فیروزہ جان اِس گفتگو کے اثنا مین مرزا مسعود کے پہلو مین آ کے بیٹھ گئی تھین اب گفتگو کو بے مزہ ہوتے دیکھ کے بولین " اے ہٹاؤ بھی۔ نگوڑے پچاس روپیون کی بھی کوئی اصل حقیقت ہے جن کے لیے جھگڑا ہے؟ محمود علی نہین دیتے تو لو مین دیے دیتی ہون " یہ کہہ جیب سے وہی محمد زکی کا دیا ہوا نوٹ نکالا اُسے کھول کے دیکھا اور کہا " لو بیس روپیہ یہ ہوئے۔ باقی رہے تیس؟ وہ بھی لو (حامد حسین سے) ذری میرا صندوقچہ تو اُدھر سے اُٹھا دینا "

مرزا مسعود "مین خدا کی قسم نہ لون گا"

محمود علی "یون تو مین بھی ابھی بسا دینے کو تیار ہون۔ مگر پہلے یہ اپنا قانونی حق ثابت کر لین"

فیروزہ "اے بھاڑ مین گیا قانونی حق! اب کوئی اور باتین بھی کروگے یا لڑے ہی جاؤگے؟ (مرزا مسعود سے) اجی تم نے اِن کے علم غیب کا امتحان بھی کیا ؟"

مرزا مسعود "بھلا علم غیب کوئی آسان چیز ہے ؟ اِدھر اُدھر سے دو ایک باتین سُن بھاگے ہون گے"

فیروزہ "اے نہین۔ اِنھین سب باتین معلوم ہو جاتی ہین"

مرزا مسعود "ہوگا۔ میری بی بی نے بھی اب اتنی ترقی کی ہے کہ پہلے تو اُنھین فقط میری باتین معلوم ہو جایا کرتی تھین۔ اب تم سب کی باتون سے بھی وہ واقف ہو جاتی ہین۔ خدا جانے کیا اسرار ہے! میری سمجھ مین تو نہین آتا"

فیروزہ "اچھا یہ بتاؤ کہ کئی دن کے بعد آج اِدھر بھول کیون پڑے ؟"

مرزا مسعود "کیا کہون ؟ نہ رہا گیا۔ کمبخت دل نے نہ مانا"

فیروزہ "اے تو تمھاری دُلھن کو اور سب ہُنر آتے ہین یہ نہین آتا کہ تمھارے سینہ پر ہاتھ رکھ کے ذرا دل کو بھی تسلّی دے دیا کرین ؟"

مرزا مسعود "یہ ہُنر تو بس تمھین کو آتا ہے"

فیروزہ "میرا نام نہ لو۔ تمھاری زبان سے یہ باتین سُن کے مجھے بڑا صدمہ ہوتا ہے۔ یا تو اِس قدر جورو کے غلام ہین کہ ہفتون کے بعد آج کہین صورت دکھائی ہے اور یا یہ نخرہ لے کے آئے ہین۔ مجھے منھ دیکھے کی محبت اور جھوٹ سچ باتین بنانے سے نفرت ہے"

مرزا مسعود "نخرہ نہین۔ آج تو تمھارے سر کی قسم دل مین ٹھان کے آیا ہون کہ اب روز روز کی مصیبتین کون جھیلے ؟ اب فیصلہ کر ہی کے جاؤن گا"

فیروزہ "میرا تمھارا فیصلہ یہان ہو چکا۔ وہ خدا کے سامنے ہوگا"

مرزا مسعود "اجی آج ہی فیصلہ ہوگا تم دیکھو تو سہی"

فیروزہ "تو کیا فیصلہ ہوگا ؟ کچھ مین بھی تو سُنون"

مرزا مسعود "اچھا ٹھہرو ابھی دیکھ کر کہہ دون گا"

فیروزہ "اے ہے! ایسے قلیان ہوتا ہے۔ جو کچھ کہنا ہو جلدی کہو"

مرزا مسعود "بس یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ اب بے تمھارے دل کو چین نہین پڑ سکتا - مین نے دل کو روک کے بہت آزمایا مگر معلوم ہو گیا کہ یہ کسی طرح نہ مانے گا"

فیروزہ "بڑی مہربانی - اے ہوش مین ہو کہ نہین؟ دلھن جان کو یہ باتین معلوم ہو گئین تو چوھیا کا بل ڈھونڈتے پھرو گے - اُن کے موکل کھڑے سُن رہے ہون گے"

مرزا مسعود "اجی اُن سے بھی فیصلہ کر لیا - اور آخر مجبور کر کے راضی کر ہی لیا"

فیروزہ "اے کس دل سے؟ یہ میرے حال پر اُن کی نظر عنایت کیون ہوئی؟ چاہتی ہون گی کہ اپنے قبضہ مین کر کے ستائین - باندھ کے مارین"

مرزا مسعود "بھلا میرے ہوتے کسی کی مجال پڑی ہے کہ تمھین ستائے؟ اس کے بعد مرزا صاحب نے فیروزہ کے کان مین جھک کے کہا "کہین الگ چلو تو اطمینان سے باتین کرین"

فیروزہ - (کان مین بہت آہستہ سے) "تو اچھا مین یہان سے اُٹھی جاتی ہون - دو چار منٹ کے بعد تم بھی اُٹھ کے اُس کمرے مین چلے آنا" یہ کہہ کے بی فیروزہ نے محمود علی کی تعریف شروع کی - اور دو چار باتون کے بعد اُٹھ کے چلی گئین -

تیرھوان باب

محبت کا امتحان

فیروزہ جان یہان سے اُٹھ کے گئین تو باورچی خانہ کا ایک چکر لگا کے سیدھی اُس کمرہ مین پہونچین جہان محمد زکی کو بٹھا آئی تھین اور اُن سے جاتے ہی کہا "کہین جلدی چھپو!"

محمد زکی "کیون؟"

فیروزہ "مرزا مسعود یہان آتے ہین - لے جلدی اُٹھو"

محمد زکی - (گھبرا کے) "تو پھر مین کہان جاؤن؟"

فیروزہ - (ایک دروازے کی طرف اشارہ کر کے) "اُس کوٹھری مین چلے جاؤ - اور جب مرزا مسعود یہان آ لین تو تم دوسری طرف کا دروازہ کھول کے چپکے سے چلے جانا - لے اب خدا کے لیے جلدی اُٹھو نہین تو وہ آ ہی جائین گے"

محمد زکی بے گھبراہٹ مین سوا اس کے کچھ نہ بنی کہ بھاگ کے کوٹھری مین ہو رہے - اور بی فیروزہ نے اُن کے جاتے ہی جھٹ ادھر سے کنڈی چڑھا لی - اور اپنے ایک اسیر

زلف گرہ گیر کو اُدھر ڈال کے قد آدم آئینہ کے سامنے جو دیوار مین لگا ہوا تھا کھڑی ہو کے
اپنے حسن کی بہار دیکھنے لگین۔ کبھی اپنی چشم مست کو دیکھ کے دل ہی دل مین کہتین نرگس فتان
اسے کہتے ہین۔ اور کبھی زلف پیچان کے خم و پیچ پر نظر ڈال کے فرماتین دل اس مین پھنستے ہین
تو پھر اسی مین اُلجھ کے رہ جاتے ہین۔ اس کے بعد دستی رومال سے آنکھون کے کوؤن سے
سُرمہ پونچھا۔ اور باچھون سے پان کی سرخی پونچھ رہی تھین کہ مرزا مسعود آگئے۔ اور انھین
خود آرائی و خود بینی مین مشغول دیکھ کے بولے "اللہ! اللہ! دیکھو کہین تم ہی میری رقیب
نہ بن جانا"

فیروزہ۔ (ایک ٹھنڈی سانس لے کے) "جاؤ اپنا کام کرو۔ دل مین تو خاک اُڑ رہی ہے
بس زبانی باتین لے لو۔ بھئی مجھے ایسے زبانی جمع خرچ سے نفرت ہے"

مرزا مسعود "تمھین یقین ہی نہین آتا۔ مگر تم جانتی ہو کہ مین جھوٹ نہین بولتا"

فیروزہ "سب جانتی ہون۔ تمھارے دل مین میری محبت ہوتی تو تھی ہوتا جو تم کر رہے
ہو؟ اے آج کوئی چھ سات دن کے بعد تو صورت دکھائی ہے"

مرزا مسعود "خدا کی قسم تم میری مجبوریون کو نہین جانتین"

فیروزہ "لاکھ مجبوریان ہون۔ دل کو لگاؤ ہو تو انسان کسی کا بھی خیال نہین کرتا۔ اے
تم کیا جانو کہ محبت کسے کہتے ہین۔ مین سچ کہتی ہون کہ محبت بہت بُری چیز ہے۔ تمھارے
ساتھ ایک تھوڑا سا لگاؤ ہو گیا ہے۔ اُسی مین یہ حالت ہے کہ نہ کسی چیز مین مزہ آتا ہے اور
نہ کسی پہلو قرار آتا ہے۔ رات بھر تمھارا خیال آنکھون کے سامنے رہتا ہے اور نیند حرام
ہو جاتی ہے۔ تم اپنے چین سے لیٹ کے سوتے ہو۔ اور مین پڑی کروٹین بدلا کرتی ہون
یہ ساری منہ دیکھے کی باتین ہین۔ بس رہنے بھی دو"

مرزا مسعود "مین قسم کھا کے کہتا ہون کہ چاہے آؤن یا نہ آؤن مگر تمھاری یہ پیاری صورت
ہر گھڑی اور ہر وقت اِن مشتاق آنکھون کے سامنے رہتی ہے"

فیروزہ "اے اب بہت آپے سے باہر نہ ہو۔ غیب دان وطن کے موکّل تمھاری یہ
سب باتین انھین جا کے لگا آئین گے۔ اور تمھارا کہین پتہ نہ لگے گا"

مرزا مسعود "ہان انھین معلوم سب بے شک ہو جائے گا۔ مگر اب مجھے اِس کی چندان
پروا نہین"

فیروزہ ۔ (بشاش چہرے سے) "این! تو کیا بی بی سے لڑائی ہو گئی؟"
مرزا مسعود "نہین مگر مین نے اُنھین اِس بات پر راضی کر لیا کہ تم سے بھی تعلقات رکھون"
فیروزہ "اے ہے بڑی مہربانی کی۔ میری طرف سے اُن کا شکریہ ادا کر دینا۔ تو پھر اب تم یہان روز آیا کرو گے؟"
مرزا مسعود "ہان تم سے روز ملون گا۔ لیکن اب تم بھی سچ سچ بتا دو کہ تمھین مجھ سے محبت ہے یا نہین؟ اور مجھ سے واسطہ رکھنا چاہتی ہو یا اِس مین تامل ہے؟"
فیروزہ "یہ باتین مجھ سے نہین اپنے دل سے پوچھو"
مرزا مسعود "میرا دل تو یہ کہتا ہے کہ تمھین مجھ سے محبت بھی ہے اور تم مجھ سے واسطہ بھی رکھنا چاہتی ہو"
فیروزہ "اچھا مین نے مانا کہ تم سچے ہو۔ پھر؟"
مرزا مسعود "پھر یہ کہ اگر حقیقت مین ایسا ہے تو میری کچھ شرطین ہین؟"
فیروزہ "وہ کیا؟"
مرزا مسعود "مجھے یہ گوارا نہین ہو سکتا کہ تم سے مجھ سے بھی تعلق رہے اور اور لوگون کی بھی تمھارے یہان آمد و رفت رہے اور بیسیون خریدار تمھین گھیرے رہین"
فیروزہ "اور کیا تمھین یقین ہے کہ تم سے راہ و رسم پیدا کرنے کے بعد مین کسی اور سے بھی سلام و پیام رکھون گی؟ اے جو تم وفاداری کا وعدہ کرو تو مین بھلا کسی اور کی ہو سکتی ہون؟ یقین جانو کہ سوا تمھارے کسی کا مُنھ تک تو دیکھون گی نہین"
مرزا مسعود "بس! بس! یہ کافی ہے۔ تو مین جس طرح کہون گا رہو گی؟"
فیروزہ "جس طرح رکھون گا! اب تم مجھے اپنی بی بی کے حوالے کر دو اور وہ مجھے رات دن جوتیان لگایا کرین تو یہ ہوتے بھی رہا"
مرزا مسعود "نہین بھلا یہ ہو سکتا ہے؟ تو اگر تمھارے رہنے سہنے اور آرام و آسایش کا پورا سامان کر دیا جائے اور تم کو کسی بات کی تکلیف نہ ہو تو میری بن کے رہو گی؟"
فیروزہ "سر آنکھون سے۔ یہی تو میری تمنا ہے"
مرزا مسعود "تو مین الگ مکان لے کے رکھون گا؟ اور پردے مین بٹھا دُون گا؟"
فیروزہ "مجھے سب طرح منظور ہے"

مرزا مسعود "تو اب ایک اور بات بھی سن لو"

فیروزہ "ہاں - سب کہہ ڈالو - کوئی بات اٹھا نہ رکھنا"

مرزا مسعود "میں اگرچہ کوئی بڑا متقی و پرہیزگار نہیں مگر تم جانتی ہو کہ حرام کاری سے ہمیشہ بچتا رہا - اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ میرا قدم کبھی بُرے راستہ میں پڑا ہے - اگر تمھیں میرا ساتھ دینا ہے - میری ہو کے رہنا چاہتی ہو اور میرے ساتھ نباہنے کو تیار ہو تو نکاح ہو جائے"

فیروزہ "نکاح! ہوش کی دوا کرو - مجھ سے نکاح کر کے گھر میں رہنے بھی پاؤ گے؟"

مرزا مسعود "اس سے تمھیں کیا؟ میں تو بندوبست کر لوں گا؟"

فیروزہ "یہ کوئی آسان بات نہیں - بڑی مشکل میں پڑ جاؤ گے"

مرزا مسعود "میں مشکلوں میں پڑ جاؤں گا تمھاری بلا سے - تم کو تو کوئی مشکل نہیں ہے؟"

فیروزہ "مجھے بھی مشکل ہے"

مرزا مسعود "مشکل ہونے کی وجہ؟ نکاح کے لیے جتنی شرطیں ہیں وہ سب تمھیں قبول ہیں پھر کون سی مشکل پیش آ سکتی ہے؟"

فیروزہ "تم چاہتے ہو کہ مجھے اپنے پھندے میں لے کے ہر طرح سے بے بس کر دو"

مرزا مسعود "تو یہ کہو کہ تمھیں مجھ پر اعتبار نہیں - اور نہ جی دل سے نباہنے کو راضی ہو"

فیروزہ "وہ تمھاری حکومت تو میں ہر طرح سہ لوں گی - مگر تمھاری بی بی کی حکومت مجھ سے نہ اٹھائی جائے گی"

مرزا مسعود "میں تو کہتا ہوں کہ اُن کو تم سے کوئی واسطہ ہی نہ ہوگا"

اب فیروزہ سے کوئی بات بنائے نہ بنتی تھی - اور نہ کوئی جواب بن پڑتا تھا - آخر پریشان و لاجواب ہو کے بولی "بھئی اس امر میں جو کچھ اختیار ہے اماں جان کو ہے - میں کچھ نہیں کہہ سکتی"

مرزا مسعود "وہ تو کروڑ برس بھی راضی نہ ہوں گی - اور تم جیسی اماں جان کے کہنے میں ہو اسے بھی میں خوب جانتا ہوں - سوا باورچی خانہ میں ماماؤں کی طرح پڑے رہنے کے اُن کی اتنی بھی تو مجال نہیں کہ کبھی ایک گھڑی کے لیے تمھارے کمرے میں چلی آئیں - یہ کہو کہ تم نے اُن کا ایک بہانہ نکال لیا ہے"

فیروزہ "نہیں آخر کچھ ہو پھر میری ماں ہیں"

مرزا مسعود "خیر جو کچھ ہو۔ مگر تمھارے ساتھ میرا تعلق اسی شرط سے ہو سکتا ہے"

فیروزہ "تو یہ کہو کہ آج بی بی کے سکھائے پڑھائے آئے ہو۔ اب وہ چاہتی ہین کہ مجھے اِس طرح اپنے بس مین کر کے جوتیان لگائین کہ مین چون بھی نہ کر سکون"

مرزا مسعود "مین اِس سے انکار نہین کرتا کہ مین نے اُن کو راضی کر لیا ہے۔ اور اُنھون نے مجھے خوشی سے اجازت دے دی ہے کہ تھین اپنے گھر مین بٹھاؤن اور تم سے تعلقات رکھون"

فیروزہ "تو ویسے ہی تعلقات۔ کہو جیسے ہم لوگون سے ہوا کرتے ہین"

مرزا مسعود "ایسے تعلقات کو تو مین کبھی نہین پسند کرون گا۔ تم جانتی ہو کہ نہ مین کوئی بازاری شہدا ہون۔ اور نہ کوئی بگڑا ہوا امیر زادہ"

فیروزہ "مین پوچھتی ہون کہ تم جو میرے یہان آیا کرتے تھے تو مجھے شادی کا پیام دینے کے لیے آیا کرتے تھے؟"

مرزا مسعود "نہین اِس ارادے سے نہین آتا تھا۔ مگر اُس وقت تک تم سے کوئی تعلقات پیدا کرنے کا خیال بھی نہ تھا۔ تم جانتی ہو کہ مین بیسیون بازاری عورتون کے وہان جاتا رہا ہون اور یہ بھی جانتی ہو کہ کس طرح اور کس وضع سے جاتا رہا ہون"

فیروزہ "خیر۔ تم جس طرح اور جس ارادے سے آئے گئے ہو مگر مین تمھین اِس امر مین بے سوچے سمجھے جواب نہین دے سکتی۔ اچھا ہمارے تمھارے درمیان محبت کا تعلق ہو جائے۔ اور مجھے تم جس طرح چاہو الگ مکان مین لے جا کے رکھو بعد بس دو برس تمھاری محبت کا رنگ اور تمھارا سلوک دیکھ کے نکاح بھی کر لون گی"

مرزا مسعود "یہ بھی منظور۔ اور اِس صورت مین مجھ سے تم سے کوئی ناجائز واسطہ نہ رہے گا۔ تھین الگ رکھون گا۔ اور مین ابھی الگ ہی الگ رہون گا"

فیروزہ "پھر مجھے الگ مکان مین قید کرنے سے فائدہ؟"

مرزا مسعود "یہ امید کہ چند روز بعد تم میری ہو جاؤ گی"

فیروزہ "یہ تو مجھ سے نہ ہو سکے گا"

مرزا مسعود "تو پھر سمجھ لو کہ آج کے بعد سے تم میری صورت بھی نہ دیکھو گی۔ مین بے شک اِس پیاری صورت پر جان دیتا ہون۔ اِن زلفون مین دل پھنسا ہوا ہے۔ اِن پلکون کے خنجرون اِن رسیلی مستانہ آنکھون کے تیرون کا بسمل ہون۔ مگر پھر بھی اپنے دل پر قابو رکھتا ہون"

فیروزہ "دیکھو اب تم بے مروّتی کرتے ہو - تمھارا دل تمھارے بس مین ہو گا مگر میرا دل میرے بس مین نہین - ہائے تم نے میری محبت کی قدر نہ کی" ایک بیتابی و بے صبری سے اُس نے یہ کلمات کہے - اور مرزا مسعود سے لپٹ کے رونے لگی -

مرزا مسعود "مین اِس رونے دھونے کو بالکل جھوٹ سمجھتا ہون"

فیروزہ - (اُس کے منھ کے قریب منھ لے جا کے اور ایک بھولے پن کی ادا سے) "مین جھوٹی ہون ؟"

مرزا مسعود "بے شک جھوٹی ہو - اس لیے کہ اِس مین ذرا بھی سچائی ہوتی تو تم نکاح سے انکار نہ کرتین ؟"

فیروزہ "اے مین کہتی ہون تمھاری عقل کہان گئی ؟ نکاح کوئی کھیل ہے ؟ یہ کہین یون باتون باتون مین ہوا ہے ؟ زندگی بھر کے لیے تمھاری لونڈی بن جاؤن - سب ملنے جلنے والون کو تج دون - اور ہر طرح سے اپنے ہاتھ پاؤن کاٹ دون - بھلا یہ کوئی کہنے کی بات ہے ؟"

مرزا مسعود "تو یہ کہو کہ مین تم سے مایوس ہو جاؤن - اچھا تو پھر اب میرے یہان ٹھہرنے کی کیا ضرورت ہے ؟ خدا حافظ" نہایت ہی استقلال اور مضبوطی کے چشم و ابرو سے یہ کلمات کہہ کے مرزا مسعود نے فیروزہ سے اپنے آپ کو علٰحدہ کیا - جو اب تک اُن کے سینے سے لپٹی ہوئی تھی - اور کمرے سے نکل کے چلے گئے -

اُن کے جانے کے بعد فیروزہ کچھ دیر تک تو اُسی دروازہ کی طرف دم بخود دیکھتی رہی جس مین سے نکل کے مرزا مسعود گئے تھے - پھر آپ ہی گویا خود اپنی طرف خطاب کر کے بولی "اب اِن کا قابو مین آنا دشوار ہے - لیکن ہائے اِسے کیا کرون کہ انھین کی طرح میرا دل بھی قابو مین نہین - آخر اِن مین کیا بات ہے کہ مین اِن کے لیے حیران ہون ؟ اُن کی صورت مین کون سے لعل جڑے ہوئے ہین جو دل اُن کا دیوانہ ہو رہا ہے ؟ مگر آج مین اِن سے ہار گئی - یہ اپنی بات سے نہ ٹلے - اور مین مجبور ہون کہ اپنی ضد سے باز آ جاؤن - اچھا چلو اب وہان چل کے دیکھون کہ محمود علی سے اِن سے کیا باتین ہوتی ہین"

یہ کہہ کے اُٹھی - آئینہ کے سامنے کھڑے ہو کے اپنے بال سنوارے - آنسوؤن سے

کاجل بہ آیا تھا اُسے پونچھا۔ پھر غور سے اپنی صورت دیکھ کے بولی "پہلے اپنا منھ دھو ڈالون تب وہان جاؤن ۔ یہ محمود علی اور حامد حسین بڑے سیانے ہین تاڑ جائین گے کہ مین روئی ہون ۔ اور چہرہ بدلا ہوا ہے" یہ کہہ کے سیدھی حمام مین گئی ۔ دو نلیا سوپ سے دو بار منھ دھویا۔ پانی کے چھینٹے دے دے کے تمتمائے ہوے گالون پر سے برہم مزاجی کے آگ کے شعلے بجھائے ۔ اور تولیا سے منھ پونچھ کے اُس کمرہ مین آئی جس مین حامد حسین محمد زکی اور محمود علی بیٹھے ہوئے بادشاہ ٹنگ کھیل رہے تھے۔

فیروزہ نے آتے ہی ان لوگون کو کھیل مین مشغول دیکھ کے کہا "اے ہٹاؤ بھی۔ یہ بھی نگوڑا گنجیفہ کا کوئی وقت ہے؟" پھر محمد زکی کے قریب جا کے بیٹھ گئی۔ اُن کے ہاتھ سے بازی لے کے دیکھی۔ اور یہ کہہ کے کہ "اِسی بازی پر تم کھیل رہے تھے؟" پتے سب کے سامنے کھول کے ڈال دیے۔

محمد زکی "یہ تم نے بڑا ستم کیا! میری بہت اچھی بازی تھی۔ واللہ! دونون طرف خلال دیتا"

فیروزہ ۔ (دونون ہاتھون سے محمد زکی کو ڈھکیل کے) "اے ہٹو بھی بھیّن تو بڑے کھیلنے والے ہو نہ؟ یہ اور دو طرفہ خلال دیتے؟ منھ تو بنو آؤ جا کے" (محمود علی سے) "مرزا صاحب کہان گئے؟"

محمود علی "وہ تو تمھارے پاس سے کچھ رُوٹھے ہوئے سے آئے اور سیدھے زینے سے اُترے چلے گئے۔ ہم لوگون کی طرف نگاہ اُٹھا کے دیکھا بھی نہین"

فیروزہ "اے تو تم نے روکا بھی نہین؟"

حامد حسین "جی ہان آپ بگاڑا کرین اور ہم بیٹھ کے بنائین۔ آپ لوگون کو ناراض اور خفا کرین اور ہم اُنھین منائین۔ بی اس کام کے لیے کسی اور کو نوکر رکھیے"

فیروزہ۔ (برہمی سے) "اور تم کس لیے ہو؟ خدا کی قسم تمھاری اِس حرکت سے مجھے بڑا افسوس ہوا۔ اے محمود علی تم نے تو روکا ہوتا۔ تم تو رات دن اُنھین کی اُوسیر مین رہا کرتے ہو"

محمود علی "مجھ سے اُن سے آج شرط کے روپیون کی وجہ سے چشمک ہو ئی تھی۔ مین نے دل مین کہا کہ مین بولون گا تو اور بگڑ جائین گے"

فیروزہ ۔ "تو جانو کہ مرزا مسعود ہاتھ سے گئے ۔ اور اِس نگوڑے کھیل کے پیچھے تم نے سارا کھیل بگاڑ دیا۔"
حامد حسین ۔ "اے کھیل تو اُن کے جانے کے بعد شروع ہوا ہے۔"
محمود علی ۔ "اور یہ تم سے کس نے کہہ دیا کہ وہ اب نہ آئین گے ؟"
فیروزہ ۔ "اور کون کہے گا ؟ مین کہتی ہون کہ نہ آئین گے ۔ گئے تو ہمیشہ کے لیے گئے۔"
محمود علی ۔ "اور مین کہتا ہون کہ وہ ناک رگڑتے ہوئے آئین گے اور سو دفعہ آئین گے ۔ مجال پڑی ہے کہ نہ آئین۔"
فیروزہ ۔ "اے بس باتین سے لو ۔ زبان کے آگے خندق ہے۔"
محمود علی ۔ (بہن کے بیے ہاتھ بڑھا کے) "تو آؤ بدتی ہو ؟ کچھ شرط ہو جائے۔"
فیروزہ ۔ "اے کچھ مرزا جی سے بدا تھا اور کچھ مجھ سے بدو گے۔"
محمد زکی ۔ "تمھین اُن کا اِسی قدر خیال ہے تو مین کہتا ہون کہ مین بلا لادون گا۔"
فیروزہ ۔ "تم ضرور بُلا لاؤ گے ۔ اُن کی صورت دیکھتے ہوئے تو دم نکلتا تھا ۔ یہ بُلالا مین گے۔"
محمد زکی ۔ "اِس وقت گنجیفہ مین دل بہلاؤ پھر لکھ لینا کہ دو ایک روز مین اُن کو بلا لادون گا۔"
حامد حسین ۔ "اجی ہم سب مل کے کوشش کرین گے تو لے ہی آئین گے۔"
اب سب کے کہنے سُننے سے بی فیروزہ گنجیفہ مین مشغول ہوئین ۔ اور محمد زکی کی باتون اور چھیڑ چھاڑیون نے تھوڑی دیر مین اُنھین مرزا مسعود کے چکر سے نکال کے دوسرے خیالون مین مشغول کر دیا ۔

چودھوان باب

ایک معزز مہمان

مرزا مسعود جو بیاں سے بگڑ کے گئے تو اگرچہ اپنے چہرے سے برہمی کے آثار دُور کرنے کے لیے وہ ایک باغون کا چکر کاٹ کے اور دیر تک دل کو اِدھر اُدھر کی سیرون مین بہلاتے رہے کہ گھر پہنچے ۔ مگر چہرے سے ہنوز برہمی اور برافروختگی کے آثار نمایان تھے ۔ ہوشیار اور دقیقہ رس بی بی دل مین تو سمجھ گئی کہ آج یہ فیروزہ سے بگڑ کے آئے ہین مگر زبان سے نہ نکالا ۔ اور جب تھوڑی دیر وہ اپنے کمرے مین تنہا بیٹھ کے

ٹھنڈے ہوئے تو پاس آکے کہا "اچھا ہوا تم جلدی آ گئے۔ میں سمجھتی تھی کہ تمھیں آنے میں دیر ہوگی۔"

مرزا مسعود۔ "کیوں بھلا کیا کوئی کام تھا؟"

عفت آرا۔ "اے ہاں آج تمھارے یہاں مولوی محمد رسول اللہ صاحب آنے والے ہیں"

مرزا مسعود۔ (بے اختیار ہنس کے) "کون؟ مولوی محمد رسول اللہ! واللہ عجیب نام ہے۔ میں نے آج تک نہیں سنا تھا؟"

عفت آرا۔ "تو تعجب کی کون سی بات ہے؟"

مرزا مسعود۔ "تعجب کی بات ہی نہیں؟ آج تو ایک صاحب محمد رسول اللہ ہوئے ہیں کل لا الٰہ الا اللہ صاحب پیدا ہو جائیں گے۔"

عفت آرا۔ "مجھے تو اس پر کوئی تعجب نہیں معلوم ہوا۔ کلکتہ میں ایک بیرسٹر صاحب موجود ہیں جن کا نام محمد رسول ہے۔ ہمارے شہر ہی میں مولوی محمد نبی اللہ صاحب موجود ہیں۔ جیسے نبی اللہ ویسے ہی رسول اللہ۔ کوئی فرق ہو تو بتاؤ؟"

مرزا مسعود۔ "فرق تو میں نہیں جانتا مگر مجھے محمد رسول اللہ نام سن کے خواہ مخواہ ہنسی آتی ہے۔ اجی تو وہ ہیں کون صاحب؟"

عفت آرا۔ "ہمارے آگرے کے ایک بڑے مشہور وکیل ہیں ابا جان سے اُن سے پُرانی دوستی ہے۔ ابھی ابھی ابا جان کا خط آیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ آج رات کو وہ یہاں آئیں گے اور ہمارے ہی مہمان ہوں گے۔"

مرزا مسعود۔ (گھبرا کے) "آج رات کو! تو اسٹیشن پر گاڑی بھیجنی چاہیے اور ہاں باہر کا مردانہ مکان بھی صاف کرانا ہے۔ جب سے تم آئی ہو میں نے باہر کا بیٹھنا ہی چھوڑ دیا۔ اور جس مکان میں انسان مہینوں سے نہ گیا ہو وہاں کی خدا جانے کیا حالت ہو رہی ہوگی۔"

عفت آرا۔ "تم اس کی فکر نہ کرو۔ میں نے پہلے ہی سے سب باتوں کا بندوبست کر لیا ہے۔ ابا جان کے پاس کہلا بھیجا ہے کہ ریل کے وقت اسٹیشن پر گاڑی بھیج دیں۔ اور مجھری سے کہہ دیا ہے کہ حسین علی اور مدار بخش کو ساتھ لیجا کے باہر کے مکان کو جھاڑ پونچھ کے خوب صاف کر دے۔ وہ جھاڑو والا دے کے آئے تو تم خود جاکے دیکھ لینا۔ بلکہ میں بھی تمھارے ساتھ چلوں گی۔ بس فقط اس کی ضرورت ہے کہ جالا

جھڑا کے جھاڑ و دے دی جائے۔ میز کرسیاں صاف کر دی جائیں۔ اور سونے کے کمرہ میں پلنگ جھاڑ کے درست کر دیا جائے۔ چلو چھٹی ہوئی۔"

مرزا مسعود۔ "کیا تم اُن کے سامنے آتی ہو؟"

عفت آرا۔ "بچپن میں تو اُنھوں نے سیکڑوں بار دیکھا ہے۔ بلکہ گود میں کھلایا ہے۔ مگر کوئی چار برس سے پردہ کرنے لگی۔"

مرزا مسعود۔ "تم نے بیٹھے ہی بیٹھے سب باتوں کا انتظام کر لیا۔ میرے تو سُن کے ہاتھ پاؤں پھول گئے تھے۔ دیکھو کسی بات کی اُنھیں تکلیف نہ ہو۔"

عفت آرا۔ "اس کی میں ذمہ دار ہوں کسی بات کی تکلیف نہ ہو گی۔ لیکن تم ملنے جلنے میں کمی نہ کرنا۔ ورنہ میرا سب کیا دھرا اکارت ہو جائے گا۔"

مرزا مسعود۔ "اب میرے ہی گھر میں ٹھہریں گے تو کہاں تک نہ ملوں گا۔ ورنہ تم تو جانتی ہو کہ مجھے کسی سے ملنے جلنے میں لطف نہیں آتا۔"

عفت آرا۔ "اسی بات کی تم میں کمی ہے اور میں چاہتی ہوں کہ تم لوگوں سے ملو جلو اپنے ہم مرتبہ لوگوں سے راہ و رسم بڑھاؤ۔ میں تو جانتی ہوں کہ مولوی محمد رسول صاحب کا آنا اچھا ہوا۔"

مرزا مسعود۔ "یہ کیوں؟"

عفت آرا۔ "اس لیے کہ اُن سے ملنے کو یہاں کے اکثر وکیل بیرسٹر اور شہر کے لائق لوگ آئیں گے۔ اسی بہانہ تم سے اُن سے ملاقات ہو جائے گی۔ پھر اُس کے بعد اُن سے یارانہ بڑھا لینا تمھارا کام ہے۔ اور تمھیں قانون کی مشق بڑھانے کے لیے ایسے لوگوں سے ملنے کی ضرورت بھی ہے۔"

مرزا مسعود۔ "دیکھا جائے گا۔"

یہ باتیں کر کے عفت آرا تو کمرے سے نکل کے باہر گئی۔ اور خانہ داری کے انتظامات میں مشغول تھی کہ مہری نے آ کے کہا "حضور۔ میں وہاں جھاڑو تو دے آئی۔ مدار بخش اور حسینی ملی میز اور کرسیاں جھاڑ پونچھ رہے ہیں۔ تھوڑی دیر میں جا کے فرش درش بھی بچھوا دوں گی۔" اِس کے جواب میں عفت آرا نے کہا "دیکھو کھانے کا انتظام بھی تمھیں کو کرنا ہے میں خود بھی موجود رہوں گی۔ مگر میں جو جو کہوں اُس میں فرق نہ آنے پائے۔"

اسی سلسلہ مین عفت آرا دیر تک محمدی سے باتین کرتی رہی۔ کھانون اور انتظامون کے متعلق بہت کچھ سمجھایا بجھایا۔ چند ساعت تک چپکے چپکے اُس سے سرگوشیان بھی کرتی رہی۔ اور جیسے ہی محمدی اُس کے احکام کی تعمیل مین مشغول ہوئی اُس نے وضو کر کے ظہر کی نماز پڑھی۔ اور پاندان کھول کے میان کے پاس بیٹھ گئی۔

مرزا مسعود الماری مین اپنی کتابون کو درست کر رہے تھے کہ بی بی کو دیکھ کے پاس آ کے بیٹھ گئے اور بولے "تمھارے کہنے سے آج مین وہان گیا تھا؟"

عفت آرا۔ (مسکرا کے) "پھر کیا ہوا؟ وہی ہوا نہ جو مین کہتی تھی؟"

مرزا مسعود "وہ راضی تو ہے مگر ڈرتی ہے۔ خیر جو کچھ ہو مین تو کہہ آیا کہ اب مجھ سے تم سے کوئی تعلق نہین"

عفت آرا "یہ تو تم نے اچھا نہین کیا"

مرزا مسعود۔ (حیرت سے) "کیون؟ تم نے بھی واللہ عجیب طبیعت پائی ہے۔ اب اس مین کون سی برائی تھی؟"

عفت آرا "برائی بھلائی تو مین جانتی نہین۔ لیکن اتنا کہون گی کہ ایسے معاملون مین انسان کو جلدی نہ کرنی چاہیے۔ آج تو جوش مین آ کے تم نے راہ و رسم ترک کر دیا۔ اور کل کہ ان کو اُس کی باتین یاد آئین گی اور دل مین پچھتاؤ گے تو کیا ہوگا؟"

مرزا مسعود "مین دل کا بڑا مضبوط ہون۔ جو ارادہ کیا کیا؟"

عفت آرا "مین نے مانا کہ تم دل کے مضبوط ہو۔ مگر ایسی بات زبان سے نہ نکالنی چاہیے خدا جانے کیا اُفتاد پڑے اور کیسی پیش آئے۔ اور کسے خبر ہے کہ اُس وقت قدم جما رہے گا یا لڑکھڑا جائے گا۔ خیر اب تو جو ہوا سو ہوا۔ مگر تم اس معاملہ مین ضد نہ کرنا۔ تمھارا جی چاہے یا وہ ہی بُلائے تو چلے جانا۔ ہان اس بات پر البتہ جمے رہو کہ تم حرام نہ کرو گے"

مرزا مسعود "مین اس بات پر قائم ہون اور انشاء اللہ قائم رہون گا"

شام کی گاڑی مین مولوی محمد رسول اللہ صاحب آ گئے۔ اور مرزا مسعود سے نہایت ہی بزرگانہ محبت و شفقت سے ملے اُن کی مہمانداری کی غرض سے مرزا مسعود اور عفت آرا نے ایک ہفتہ کے لیے صبح اور شام کے عوض تعلیم کے گھنٹے دوپہر کے وقت یا زیادہ رات گئے مقرر کر لیے۔ جب کہ مرزا مسعود مولوی صاحب سے رخصت ہو کے

زمانے مین آتے ۔"

مولوی رسول اللہ صاحب نے پہلی ہی رات کو کھانے کے بعد مرزا مسعود سے اُن کی تعلیم اور اُن کے ارادون کے متعلق تمام باتین پوچھ لین قانون مین امتحان بھی لیا۔ اور کہا "گو آپ پرائیوٹ طور پر بہت محنت کر رہے ہین مگر قانون اُس وقت تک نہین آسکتا جب تک آپ مقدمات کی کارروائیان نہ دیکھتے رہین۔ اور قانون پیشہ لوگون سے زیادہ صحبت نہ رکھین۔ اگر آپ میرے ساتھ چل کے چند روز آگرے مین رہین تو مین وعدہ کرتا ہون کہ آپ کو امتحان کے لیے بہت ہی جلد تیار کر دون گا۔"

مرزا مسعود "یہ تو مشکل ہے ۔"

مولوی صاحب "تو پھر یہان کسی وکیل صاحب سے تعلقات پیدا کیجیے ۔"

مرزا مسعود "مین نے اِس وقت تک جتنے امتحان دیے گھر مین بیٹھے بیٹھے محنت کر کے دیے ۔"

مولوی صاحب "مگر قانون زیادہ تر عمل اور برتنے کی چیز ہے۔ اُس کے امتحان کو آپ اُن دوسری چیزون پر قیاس نہ کیجیے ۔"

اب رات زیادہ آچکی تھی۔ مرزا مسعود دونون خدمتگارون کو برابر حاضر رہنے کی تاکید کر کے گھر مین آئے۔ نماز پڑھی۔ اور بیٹھ کے بی بی سے باتین کرنے لگے۔ عفت آرا نے پوچھا "مولوی صاحب کو کسی بات کی تکلیف تو نہین ہوئی ؟"

مرزا مسعود "نہین۔ انھین پلنگ پر لٹا کے آیا ہون ۔"

عفت آرا "کھانا کیسا تھا ؟"

مرزا مسعود "بہت اچھا تھا۔ بلکہ وہ تعریف کرتے تھے ۔"

عفت آرا "اور اُن سے کیا کیا باتین ہوئین ؟"

مرزا مسعود "اُنھون نے قانون مین میرا امتحان لیا۔ اور کہتے تھے کہ آگرے مین میرے ساتھ چل کے رہو تو مین بہت جلد قانون مین تیار کر دون گا۔ مگر یہ کیونکر ہو سکتا ہے ؟"

عفت آرا "ہو تو سکتا ہے اور بہت اچھی طرح ہو سکتا ہے۔ کوئی مشکل بات نہین کہ تھوڑے دنون کے لیے ہم تم دونون وہین چل کے رہین۔ مگر اِس کو ابا جان منظور نہ کرین گے ۔"

مرزا مسعود "اور میرا بھی وہان جی نہ لگے گا ۔"

عفت آرا "طالب علمی کو جی لگنے سے کیا تعلق ؟ بلکہ اور اچھا ہو گا کہ وہان ایسی صحبتین

نہ ہون گی جو تمھین اور باتون مین لگائین - خیر تو پھر جب تم نے وہان جانے سے انکار کیا تو اُنھون نے کیا راے دی ؟"

مرزا مسعود "وہی جو تم کہا کرتی ہو کہ کسی وکیل کے پاس آمد و رفت شروع کرون"

عفت آرا "تو پھر کہو وہی اس کا بند و بست بھی کر دین"

مرزا مسعود "اب مین اُن سے ایسی فرمائش تو کرنے سے رہا"

عفت آرا "اچھا تو مین ہی کہلا بھیجون گی"

مرزا مسعود "یہ اُس سے بھی زیادہ نامناسب ہوگا"

عفت آرا "جا ہے تھارے نزدیک ہو میرے نزدیک نہین ہے - وہ میرے بزرگ اور حقیقی چچا کے برابر ہین - مین اُن سے ہر بات کہنے کا حق رکھتی ہون - بلکہ ضد کر کے اُنھین مجبور کر سکتی ہون"

مرزا مسعود "تو تمھین اختیار ہے"

مولوی محمد رسول اللہ کوئی معمولی وکیل نہ تھے - بلکہ ممالک متحدہ کے اُن چند مشہور و کامیاب قانون دانون اور دکیلون مین تھے جن کی ہر جگہ شہرت تھی جیسے ہی شہر مین اُن کے آنے کی خبر مشہور ہوئی بڑے بڑے معززین وکلا اور بیرسٹر اُن کی ملاقات کو آنے لگے - اور دن بھر لوگون کی آمد و رفت لگی رہتی - وہ محض سیر و سیاحت کے طریقہ سے آئے تھے - اِس کے سوا اُن کے لکھنؤ آنے کی اور کوئی غرض نہ اُنھون نے بتائی اور نہ کسی کے سمجھ مین کچھ آتی تھی - اُن کی وجہ سے مرزا مسعود کو کسی وقت چھٹی ہی نہ ہوتی تھی - اکثر وہ دن دن بھر اُنھین اپنے پاس بٹھائے رکھتے آنے جانے والون سے ملاقات کراتے - اور جب کہین جاتے تو اپنے ساتھ لیجاتے -

اب اُنھین آئے ایک ہفتہ ہو گیا - اور اِس مدت مین مرزا مسعود کو کہین آنا جانا کیسا کسی بات کا خیال کرنے کا بھی موقع نہین ملا - چونکہ بی فیروزہ کو اُن کے بگڑ کے چلے آنے کا بڑا خیال تھا اور محمود علی اور حامد حسین کو تاکید تھی کہ کسی جتن سے گھیر گھار کے اُنھین پھیر لائین - وہ دونون بار بار مرزا مسعود کے مکان کے اِرد گرد چکر لگاتے رہے کہ کہین آتے جاتے راستہ مین مڈبھیر ہو جائے تو باتون مین لگا کے لیجائین مگر کسی نے اُن کی چھان بھی نہ پائی - جو جو دیر ہوتی بی فیروزہ کی بیقراری اور بڑھتی جاتی مگر مرزا مسعود کو اُس صحبت کا

خیال بھی نہین آتا۔

ایک دن مولوی محمد رسول اللہ صاحب سے ملنے کے لیے شہر کے ایک بڑے وکیل مسٹر سلیم آئے۔ جو نہایت ہی سنجیدہ متین اور اسم با مسمیٰ تھے۔ مسعود کو اُنھون نے اُن سے ملایا اور کہا مین چاہتا ہون کہ اِن کو آپ چند روز تک اپنے ساتھ رکھ کے قانون کی تعلیم دین۔ اور مقدمات کی کارروائیون سے واقف کر دین۔" مسٹر سلیم نے بہت خوشی سے قبول کیا۔ اور کہا آپ صرف اتنا کیجیے کہ صبح آٹھ بجے سے گیارہ بجے تک اور تین بجے سے شام تک میرے ساتھ رہا کرین۔ چند ہی روز مین دیکھ لیجیے گا کہ مین آپ کو کیسا بنا دیتا ہون۔ مرزا مسعود نے شرماشرمی قبول کر لیا۔ اور قبول کر لیا تو پھر نباہنا بھی پڑا۔ مگر مولوی محمد رسول اللہ سے کہا "آپ کے تشریف لیجانے کے دوسرے دن سے مین آپ کی خدمت مین جانا شروع کر دون گا۔"

مولویصاحب "اِس کی کیا ضرورت ہے؟ میرے ہی سامنے سے جانا شروع کیجیے۔ اور جب مین آپ کو چار پانچ روز پابندی سے جاتے دیکھ لُون گا تب واپس جاؤن گا۔"

مرزا مسعود "مجھے تو عذر نہین مگر آپ کو تکلیف ہوگی۔"

مولویصاحب "مجھے ذرا تکلیف نہ ہوگی۔ آپ کل ہی سے جائین۔"

مسٹر سلیم "ہان آپ کل ہی سے آیئے۔"

مولویصاحب۔ (مسٹر سلیم سے) "مگر ابھی یہ اسکول سے نکلے ہین اور سوسائٹی سے بالکل نا آشنا ہین آپ کوئی ایسا بند و بست کیجیے کہ وہان اِن کا دل بھی لگے۔"

مسٹر سلیم "میرے یہان اِن کی بڑی دلچسپی ہوگی۔ اور مقدمات سے زیادہ دلچسپ تو کوئی چیز ہوا ہی نہین سکتی۔ ہر مقدمہ ایک نئی صورت پیدا کرتا اور ایک نئے ناول کی شان رکھتا ہے۔ انسان نے ذرا بھی توجہ کی اور وہ خود اپنی طرف متوجہ کر لیتا ہے۔"

اِس قرارداد کے بعد مسٹر سلیم رخصت ہو کے چلے گئے اور مولویصاحب نے مرزا مسعود کو سمجھانا شروع کیا کہ "خبردار آپ ناغہ نہ کیجیے گا۔ اِن کی صحبت آپ کو بہت اچھا قانون دان بنا دے گی۔ کل آپ اُن سے مل کے آیئے گا تو مین پوچھون گا کہ آج آپ نے وہان کیا دیکھا اور کون سی نئی بات سیکھی۔"

مرزا مسعود کو اِس قسم کی صحبتون سے نہایت وحشت ہوتی تھی۔ دل مین بہت متردد تھے کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے۔ مسٹر سلیم کی صحبت اور اُن کی مقدمہ بازیون مین میرا دل

کیونکر لگے گا۔ گو مولوی صاحب کے پاس ہی بیٹھے رہے مگر شام تک بار بار کل کی آنے والی مصیبت بار بار یاد آجاتی اور فکرمند ہو جاتے۔ رات کو جب بی بی کے پاس آئے تو کہا "آج مولوی صاحب نے مجھے ایک وکیل صاحب کے پھندے مین پھانس ہی دیا۔ دیکھون کیسی گذرتی ہے۔ مجھے تو ابھی سے وحشت ہونے لگی"

عفت آرا "یہ تو اُنھون نے بہت اچھا کیا۔ وہ کون سے وکیل ہین؟"

مرزا مسعود "وہ ایک ہین مسٹر سلیم نہ اُن سے کبھی کی جان پہچان ہے نہ شناسائی ہے مگر کل سے اُن کے پاس جانا پڑے گا۔ مین نے ٹالا تھا کہ آپ کے تشریف لیجانے کے بعد جاؤن گا۔ مگر انھون نے ایک نہ سنی اور کہا کل ہی سے جاؤ۔ جب میرے سامنے دو چار دن جاؤگے اور تھین اُن کے پاس آتے جاتے دیکھ لون گا تب لکھنؤ سے جاؤن گا۔"

عفت آرا "تم مانو یا نہ مانو مگر اُنھون نے مجھ پر بڑا احسان کیا۔ مین تم سے کب سے کہہ رہی تھی کہ کسی وکیل سے ملاقات بڑھاؤ۔ مگر تم نے سماعت نہ کی۔ آج خدا نے یہ آرزو پوری کی۔"

مرزا مسعود "اب تمھارا لکھنا پڑھنا بھی تشریف لے گیا۔ صبح آٹھ بجے سے گیارہ بجے تک اور تین بجے سے شام تک روز اُن سے مصاحبت کیا کرون گا تھین کون پڑھائے گا؟"

عفت آرا "میری نہ کہو جس وقت تمھین بیٹھا دیکھون گی دو چار لفظ پوچھ لون گی۔ اور تمھین اِس مین بھی تامل ہو تو نہ سہی۔"

دوسرے دن صبح کو ناشتہ کرکے اور مولوی محمد رسول اللہ صاحب سے رخصت ہوکے مرزا مسعود نے مسٹر سلیم کے مکان کا راستہ لیا۔ مسٹر سلیم اگرچہ اہل مقدمہ اور کاروبار مین گھرے ہوئے تھے مگر گویا مرزا مسعود کے منتظر ہی تھے۔ صورت دیکھتے ہی بڑے اخلاق سے اُنھین برابر بٹھایا۔ بے انتہا لطف سے پیش آئے۔ اور ایک مقدمہ کی مثل دے کے کہا اسے آپ اول سے آخر تک پڑھ کے خوب سمجھ جایئے۔ چلتے وقت گاڑی پر بیٹھ کے مین اُس کے متعلق گفتگو کرون گا۔ مرزا مسعود نے مثل پڑھنا شروع کی۔ اور مسٹر سلیم اپنے کام مین مشغول ہوئے۔ تمام ضروری کامون سے فراغت کرکے

وہ کھانے کے لیے گھر مین گئے اور مرزا مسعود اُسی طرح مثل کے مطالعہ مین مشغول تھے ٹھیک گیارہ بجے مسٹر سلیم باہر آئے اور مرزا مسعود سے کہا "چلیے۔ آپ کو گھر مین پہونچاتا ہوا مین عدالت جاؤن گا۔"

مرزا مسعود "آپ کو بیکار تکلیف ہوگی۔"

مسٹر سلیم "اِس کا خیال نہ کیجیے" یہ کہہ کے گاڑی پر بیٹھے اور مرزا صاحب کو اپنے برابر بٹھا کے اِس مثل کا خلاصہ پوچھا۔ اور اُسی سلسلہ مین قانون متعلقہ پر ایک مختصر لکچر دیتے اور اُس کے تمام پہلو بتاتے ہوے مرزا مسعود کے گھر پہونچے جہان اُن کو اُتار کے کہا "۳ بجے عدالت مین آپ کا منتظر رہون گا"

مرزا مسعود "مین حاضر ہون گا" یہ جواب پانے کے بعد مسٹر سلیم عدالت گئے اور مرزا صاحب گھر مین داخل ہو کے سیدھے مولوی صاحب کے پاس گئے اور پوچھا "جناب نے کھانا تناول فرمایا؟"

مولوی صاحب "اب تم آ گئے ہو کھاؤن گا۔ منگواؤ"

مرزا مسعود "میرا انتظار کرنے کی کیا ضرورت تھی؟"

مولوی صاحب "مجھے ابھی اچھی طرح اشتہا بھی نہ تھی (آدمیون سے) کھانا منگواؤ۔ (مرزا صاحب سے) لے اب یہ تو بتایئے کہ آج وہان کیا گزری؟ پہلا دن تھا آپ گھبرائے تو ضرور رہون گے"

مرزا مسعود "نہین اِس قدر گھبرایا تو نہین" اِس کے بعد اول سے آخر تک ساری سرگذشت کہہ سنائی۔ اور بتایا کہ مسٹر سلیم کس اخلاق و محبت سے پیش آئے۔ اور کیسے اچھے عنوان سے اُنھون نے تعلیم کا آغاز کیا۔ اتنے مین دسترخوان بچھا۔ اور کھانے سے فارغ ہو کے مرزا مسعود گھر مین آ کے بی بی سے ملے اور مولوی صاحب کو جو سبق سنایا تھا عفت آرا کو بھی سنا دیا۔

مولوی محمد رسول اللہ اِس کے بعد دو ہی دن اور ٹھہرے۔ اور جب دیکھ لیا کہ مرزا مسعود کا دل مسٹر سلیم کی صحبت مین لگ گیا ہے۔ اور اُن سے حتمی وعدہ لے لیا کہ وہ اب امتحان پاس کرتے وقت تک اُس صحبت کو نہ چھوڑین گے تو رخصت ہو کے آگرہ واپس گئے۔

پندرھوان باب

لائے اُس بت کو التجا کر کے　　　　کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

اب فیروزہ کو مرزا مسعود کی بے انتہا تلاش ہے۔ اور اُن کی یہ حالت ہے کہ مسٹر سلیم کے یہان دو وقتہ حاضری دینے کے باعث کہین آنے جانے کی فرصت ہی نہین ملتی۔ مگر عفت آرا کی غیب دانی کا زور ویسا ہی ہے جس طرح پہلے وہ روز صبح کو فیروزہ سے ملنے اور اُس کے وہان کی تمام باتین بتا دیا کرتی تھی۔ اب مرزا مسعود کو مسٹر سلیم کے وہان جو جو واقعات پیش آتے ہین اُنھین صبح ہوتے ہی وہ اپنی بی بی کی زبان سے سُن لیا کرتے ہین اور کسی طرح سمجھ مین نہین آتا کہ یہ کیا مضمون ہے۔

ایک دن صبح کو عفت آرا نے ایک مقدمہ کے متعلق مرزا مسعود کے وہ خیالات بتا دیے جو اُنھون نے ابھی کسی پر ظاہر نہین کیے تھے۔ سُنتے ہی کہنے لگے "بیگم ساری دنیا کا علم وفضل دولت وحشمت سب تمھارے اِس غیب دانی کے کمال پر قربان ہین۔ میرا تو بس یہی جی چاہتا ہے کہ قانون دانون سب کو چھوڑ چھاڑ کے تمھارا شاگرد ہو جاؤن۔ خدا کے لیے اپنا یہ علم بتا دو۔ اِس کے واسطے جو شرطین کہو بجا لانے کو تیار ہون۔ اور جیسا سخت سے سخت پرہیز بتاؤ گی کرون گا۔ اور جیسا مشکل سے مشکل امتحان لوگی دون گا۔"

عفت آرا "اِس کی فکر نہ کرو۔ یہ تو تمھارے گھر کا علم ہے۔ بڑی آسانی سے بتا دون گی۔ بتانا کیسا اپنے موکل ہی کو تمھارے حوالے کر دون گی جس طرح مین اُس سے سب باتین پوچھ لیا کرتی ہون تم پوچھ لیا کرنا۔ ہان مگر شرط یہ ہے کہ پہلے قانون کا امتحان پاس کر لو۔"

مرزا مسعود "تو وعدہ کرتی ہو کہ اگر مین امتحان مین پاس ہو گیا تو بتا دوگی؟"

عفت آرا "اہی گھڑی۔ بھلا تم سے مجھے کوئی چیز عزیز ہو سکتی ہے؟"

اِن باتون کے بعد ناشتہ کر کے مرزا مسعود نے مسٹر سلیم کے مکان کی راہ لی۔ دروازے سے نکل کے دو ہی چار قدم گئے ہون گے کہ محمود علی اور حامد حسین دکھائی دیے۔ دونو اِن کی صورت دیکھتے ہی لپک کے قریب آئے اور صاحب سلامت کر کے حامد حسین نے کہا "اب تو ملاقات ہی ترک ہو گئی۔ ارے بھئی کبھی کبھی تو یاد اللہ ہو جایا کرے۔"

مرزا مسعود "اِن دنون مین ایسا عدیم الفرصت ہو گیا ہون کہ کہین آنے جانے

موقع ہی نہین ملتا "

محمود علی " اجی تم نے تو ستم کیا کہ فیروزہ جان کی ملاقات بھی بکلیتہ موقوف - کل وہ آخر مایوس ہو کے کہنے لگین کہین ملین تو بس اتنا کہہ دیناکہ ع کبھی ہم بھی تم بھی تھے آشنا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو "

حامد حسین " جی اور اِس کے ساتھ دعویٰ یہ کہ اُن پر مرتے ہین - اور عاشق متبا ہین "

مرزا مسعود " آنے مین تو مجھے انکار نہین - گو اُن سے کہہ آیا تھا کہ اب میرے آنے کی ضرورت نہین مگر ضرور آتا - لیکن خرابی یہ ہے کہ مین اِن دنون تعلیم کی طرف اِس قدر مشغول ہو گیا ہون کہ دم لینے کی فرصت نہین ملتی - اور ابھی پانچ چھ مہینہ یہی حال رہے گا "

حامد حسین " تو اِس وقت کھڑے کھڑے چل کے مل نہ لو - خدا کی قسم وہ تمھارے لیے بہت ہی حیران ہین "

مرزا مسعود " ہون گی - مگر مجھے یقین نہین اور مین نے جو آنا چھوڑ دیا تو یہ بھی اُنھین کا کیا ہوا ہے "

محمود علی " واللہ! مجھے اِس کی خبر نہ تھی کہ تمھین اُن سے ملال ہے یا اُن کی کوئی بات تمھین ناگوار گذری - ورنہ مجال تھی کہ اتنے دن گذر جاتے اور صفائی نہ ہوتی؟ مین تو بھئی صفائی سے ملتا ہون اور چاہتا بھی یہی ہون کہ سب دوستون مین صفائی رہے - اب تو واللہ مین اِسی وقت لے چلون گا مسلمان کو دل مین بغض رکھنا حرام ہے "

مرزا مسعود " اِس وقت تو مین نہین چل سکتا - لیکن تم دونون فیروزہ کے وہان چل کے بیٹھو واپس آتے وقت کھڑے کھڑے ہو لون گا - مین نے تو کہہ دیا کہ مجھے آنے مین انکار نہین ہے "

محمود علی " تو کتنی دیر مین آؤ گے؟ "

مرزا مسعود " بس کوئی ساڑھے گیارہ بجے تک وہین ہون گا "

حامد حسین " ایسا نہ ہو کہ ہم اپنا حرج کر کے وہان تمھارا انتظار کرین اور تم غوطہ لگا جاؤ "

مرزا مسعود " استغفر اللہ! بھلا یہ ممکن ہے؟ "

الغرض اِس وقت اِن دونون دوست نما بلاؤن سے پیچھا چھڑا کے مرزا مسعود مسٹر سلیم کے گھر گئے - اور گیارہ بجے وہان سے واپس چلے تو گو بھوک لگی تھی مگر سیدھا چلے فیروزہ کے گھر کا راستہ لیا - وہان اِن کا انتظار ہی ہو رہا تھا - فیروزہ جان اِن کے آنے کا

مژدہ سُن کے متعجب تھین اور بار بار محمود علی سے کہتی تھین "یہ تم نے کیا جادو کر دیا کہ مرزا صاحب نے آنے کا وعدہ کر لیا۔ مین تو سمجھتی تھی کہ قیامت تک نہ آئین گے"

محمود علی "تم مانتی ہی نہ تھین۔ مین نے تو اُسی دن کہہ دیا تھا کہ آئین اور سو دفعہ آئین اور خود نہ آئین تو مین پکڑ لاؤن اور جو اِس وقت تک نہین آئے تو اس کا سبب مین تمھین بتا چکا ہون کہ عفت آرا نے چالاکی سے اپنے میکے کے ایک بڑے وکیل کو بلوا کے اُنھین تعلیم قانون اور امتحان کے شکنجے مین کس دیا تم تو جانتی ہو کہ مجھے گھڑی گھڑی کی خبرین پہونچتی رہتی ہین بس اُنھین باتون مین پھنس کے وہ مجبور ہو گئے ورنہ بھلا اتنے دنون رہا جاتا؟ استغفر اللہ اور مین ابھی سے یہ بھی کہے رکھتا ہون کہ آخر مین وہ ہون گے تمھارے ہی۔ یہ جو چند روز نہین آئے یا کم آئین تو مضائقہ نہین۔ اور زیادہ لائق اور قابل بن کے تمھارے ہو جائین گے۔ اور عفت آرا کو دیکھ لینا کہ اپنے جال مین خود ہی پھنسے گی"

فیروزہ "آخر یہ کیونکر؟ اور اِس کا سبب ؟"

محمود علی "سبب یہ کہ مرزا جی کے دل پر جتنا تمھارا اثر ہے عفت آرا کا نہین ہے ورنہ تم کو کب کے بھول چکے ہوتے۔ اب اِس روک تھام اور جدائی کی وجہ سے یہ اثر روز بروز بڑھتا جائے گا۔ جتنی دیر ہو گی اتنا ہی تمھارا اشتیاق بڑھے گا اور بی بی کا کم ہوتا جائے گا۔ یہان تک کہ قانون مین امتحان دے کے پاس ہون گے۔ ایک لائق اور دولتمند وکیل بن کے آزاد ہون گے۔ اور اُس وقت تم ہی تم ہو گی اور یہ عفت آرا جس نے ہم سب کو پریشان کر رکھا ہے تمھاری لونڈیون کی طرح کونے مین پڑی قسمت کو رو رہی ہو گی"

فیروزہ "تم نے تو ایسی باتین کہین کہ مجھے اس کا بالکل یقین آ گیا۔ اچھا تو پھر جیسی جیسی دقتین نصیب مین ہین اُن کو اِس امید کے سہارے پر اُٹھاؤن گی۔ مگر مین نے بھی ایسا بدلہ لیا ہو کہ وہ بھی یاد کرین گی۔ خدا کی قسم کوا ہکنی بناؤن گی"

محمود علی "مگر اب کی ایسی باتین نہ کرنا کہ وہ پھر سے اُکھڑ جائین"

فیروزہ "مین تو خود ہی اِس کا لحاظ رکھتی ہون۔ مگر جب وہ کوئی ایسی بات کہین جو نہ ماننے کی ہو تو کیا کرون؟ اب وہ کہین کہ ابھی اسی وقت قاضی صاحب کو بلا کے نکاح پڑھواؤ تو کیا کرون؟"

محمد زکی ۔ (جن کی آمد و رفت اب بڑھ گئی تھی اور اس صحبت مین بھی شریک تھے) "اور

جو کہین مان لیا مگر کہین ایسا غضب نہ کرنا کہ نکاح کر لو۔ یہ ہوا تو مین تمھارے سر کی قسم سر پھوڑ کے مرجاؤن گا۔"

فیروزہ "مرجاؤ میری جوتی کی نوک سے۔ ایسے ستر ہزار مرا کرتے ہین۔"

محمد زکی "چاہے جو کچھ ہو مین نکاح تو نہ ہونے دون گا۔"

فیروزہ "اوئی! اسے تمھارے جلانے کے لیے تو مین اور ابدا کے کرون گی۔ دیکھون تو تم کیا کر لیتے ہو۔"

محمود علی "مگر دیکھو فیروزہ ایک نکاح کے معاملہ کو تو جہان تک ہو سکے ٹالنا۔ مگر خبردار اور کسی بات مین نہین کرنا۔ اِس وقت مرزا جی اپنی ضد پر اڑے ہوئے ہین۔ ذرا ذرا سی باتون پر بگڑین گے۔ آج تم نے اُن کی سب باتون کو مان لیا تو کل تمھارے غلام ہون گے۔ اور جو کہو گی کرین گے۔"

فیروزہ "جہان تک بنے گا مین خود ہی نہ بگاڑون گی۔"

محمد زکی "اب گیارہ بجا چاہتے ہین مجھے جانا چاہیے کیونکہ مرزا صاحب آتے ہی ہون گے۔"

یہ کہہ کے محمد زکی نے اُٹھنے کا قصد کیا تو فیروزہ نے اپنے ہاتھ سے اُن کا زانو دبا کے کہا۔ "اے بیٹھو بھی کہان جاؤ گے؟"

محمد زکی "اُن کے سامنے مین یہان نہین ٹھہر سکتا۔ مین تو سمجھتا تھا کہ بلا گئی۔ مگر اب پھر اُن کی آمد و رفت شروع ہوئی ہے تو میرا گزارہ کیونکر ہو گا؟"

فیروزہ "نہین اب آج اُن کے سامنے بیٹھے رہو۔ اور مین ملا دون۔ بس پھر یہ بیچ کا حجاب جاتا رہے گا۔"

محمد زکی "تمھاری جان کی قسم مین نہین ٹھہر سکتا۔ دیکھنا کیسا اُنھون نے سن بھی لیا تو غضب ہو جائیگا۔"

فیروزہ "اچھا تو چلو مین تمھین ایسی جگہ چھپا کے بٹھا دون جہان کسی کا گذر ہی نہ ہو سکے۔"

یہ کہہ کے اُٹھی اور محمد زکی کا ہاتھ پکڑ کے اُسی کمرے مین کھینچ لے گئی جس مین ایک بار پہلے بھی چھپائے گئے تھے۔ یہان تنہائی مین موقع پا کے محمد زکی نے نہایت ہی التجا کے ساتھ کہا "دیکھو ایسا غضب نہ کرنا کہ مرزا صاحب کے فقرون مین آ کے تم نکاح پر راضی ہو جاؤ۔"

فیروزہ - (جھجک سے) "اے ہوش کی دوا کرو۔ مین ایسی کچی گولیان کھیلی ہون؟"

محمد زکی "مانا کہ تم نکاح نہ کرو گی۔ لیکن اگر تم اُن کے گھر مین بیٹھ گئین تو اچھا نہ ہو گا۔

مین بھی ابھی سے کہے دیتا ہون کہ اور کوئی آئے یا نہ آئے مگر میرا آنا نہین چھوٹے گا۔"

فیروزہ :- "اے تم تو میرا سایہ بھی نہ دیکھ پاؤ گے۔"

محمد زکی :- "واہ! بھلا یہ ممکن ہے؟ تمھاری جان کی قسم بھوت بن کے لپٹون۔ سمجھے سمجھی کیا ہو؟ خیر اب تو جاتا ہون۔ مگر اتنا اطمینان دلا دو کہ چاہے جو ہو مجھ سے ملتی رہو گی۔"

فیروزہ :- "کچھ سڑی ہوئے ہو؟ مین کہین بھاگی جاتی ہون؟ اور مانا کہ یہان سے اُٹھ کے کہین اور چلی جاؤن گی مگر تمھاری ملاقات تھوڑا ہی چھوٹ سکتی ہے۔" یہ جواب سنتے ہی محمد زکی نے بے اختیار لپٹ کے بہت سے بوسے لے ڈالے۔ اور اب جانے ہی کو تھے کہ عام نشست کے کمرے سے آواز آئی "آئیے! آئیے! لو بھی مرزا صاحب آگئے۔"

محمد زکی :- "لو وہ آ گئے۔ بڑا غضب ہوا مین بُرا پھنسا۔"

فیروزہ - (گھبراہٹ کے ساتھ) "دیکھو تم اُسی طرف کی کوٹھری مین چلے جاؤ کیونکہ تھوڑی ہی دیر مین اُنھین یہان لے کے آؤن گی۔" اتنا کہتے ہی بدحواسی کے ساتھ دوڑی۔ مگر وہان پہونچ کے جیسے ہی مرزا مسعود سے چار آنکھین ہوئین نظر نیچی کر لی۔"

مرزا مسعود :- "اے اب کیا میری طرف آنکھ اُٹھا کے دیکھو گی بھی نہین؟"

فیروزہ :- "کس کا دیدہ ہے کہ بے مروتون سے چار آنکھین کرے؟"

مرزا مسعود :- "ہان بے مروتون سے چار آنکھین نہین کی جاتین۔ نظر جھک ہی جاتی ہے۔"

فیروزہ :- "بس کوئی اُلٹے الزام دینا سیکھ لے۔ اِس کے تو تم بادشاہ ہو۔ اے مین بھی خواہ مخواہ کو یہان گھس آئی۔ ورنہ میرا یہان کیا کام تھا؟ ناگوار ہو تو چلی جاؤن؟"

حامد حسین :- "تم سے تو ملنے کو آئے ہین اور تم ہی چلی جاؤ گی۔"

فیروزہ :- "مین تو نگوڑی لوگون سے ملنے کے قابل ہی نہین رہی۔ یہ بھی محمد علی کی مہربانی ہے جو آج یہ صورت بھی نظر آ گئی۔ بھلا میری ایسی قسمت کہان؟"

مرزا مسعود :- "بس خفا ہو چکین۔ اب؟ دو گھڑی باتین کرو۔"

فیروزہ :- "جو لوگ بات بات پر خفا ہو جاتے ہون اُن سے باتین کرتے بھی ڈر معلوم ہوتا ہے۔"

ع- خدا جانے وہ کیا پوچھیں زبان سے میری کیا نکلے؟"

مرزا مسعود "اب شکوے شکایت تو رہنے دو - پھر کر لینا - پہلے مجھے ایک گلوری تو بنا دو - تم نہیں جانتیں مین - آج کل بہت ہی عدیم الفرصت ہون کہ اِس وقت بھی جلدی جانا ہے"

فیروزہ - (پاندان کھولتے ہوے) "جانتی ہون کہ ع - جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے"-

مرزا مسعود "ماشاء اللہ! آج کل تو طبیعت بہت موزون معلوم ہوتی ہے"

فیروزہ "فراق میں اور رکھا ہی کیا ہے؟ کیا اِس سے بھی گئی گذری ہوئی تھی؟"

مرزا صاحب کو سنبھل دیکھ کے گلوری دیتے وقت اُن کی آنکھ بچا کے فیروزہ نے محمود علی اور حامد حسین کو اشارہ کیا کہ دو گھڑی کے لیے یہان سے ٹل جائیں چند ہی منٹ میں وہ دونون یکے بعد دیگرے ایک ایک کر کے کھسک گئے اور میدان خالی دیکھ کے بی فیروزہ مرزا مسعود کے قریب کھسک آئیں - اور چپکے سے پوچھا حضور کا غصہ اُترا یا ابھی تک باقی ہے؟"

مرزا مسعود "غصہ وصہ کچھ بھی نہیں مگر ہان اپنی اُسی بات پر اب بھی قائم ہون - اور سچ یہ ہے کہ بغیر میری شرط کے پورے ہوئے میرے تمھارے تعلقات نہیں رہ سکتے"-

فیروزہ "تو مین نے کس بات سے انکار کیا تھا جو تم اُس دن بگڑ کے چلے گئے؟ اور ایسے گئے کہ پھر کے نہ دیکھا"

مرزا مسعود "جب تم نے مایوس ہی کر دیا تو مین نے دل مین کہا آنے سے فائدہ؟"

فیروزہ "اے توبہ - مین پوچھتی ہون مین نے کس بات سے انکار کیا تھا؟ بتاؤ بھی تو سہی"

مرزا مسعود "تم نکاح پر کہان راضی ہوئین؟"

فیروزہ "مین تو راضی تھی - ہان یہ البتہ کہا تھا کہ مجھے چٹ منگنی پٹ بیاہ کرنا نہین آتا - تم نے الگ مکان مین رہنے کو کہا مین راضی ہو گئی - تم نے پردہ کرنے کو کہا مین نے منظور کر لیا - وہ تمھاری کون سی بات تھی جس مین مین نے عذر کیا؟ ہان اتنا ہی نہ کہ مین نے کہا ایک بارگی سب ملنے والون کو چھوڑ دون اور پھر تم بھی الگ تھلگ رہو یہ ذرا مشکل ہے - مین نے اتنا کہا تو تمھین منصفی سے کہہ دو مین نے کیا بُرا کہا تھا؟"

مرزا مسعود "اُس روز تمھاری باتون سے پہلے تو مجھے بے شک یقین آ گیا تھا کہ تم

میری بن کے رہنے پر راضی ہو مگر آخر مین تم نے کچھ ایسا کہا کہ مین مایوس ہو گیا "

فیروزہ " تمھاری ایسی ہی سمجھ ہے تو خدا ہی حافظ ہے۔ اچھا اب کہو کیا چاہتے ہو؟"

مرزا مسعود " یہی کہ یا تو مجھ سے نکاح کر لو۔ مگر اب آج کل یہ دشوار ہے کیونکہ جب تک مین وکالت کے امتحان مین پاس نہ ہو جاؤن گا مجھے تم سے ملنے کے لیے فرصت ہی نہ ملے گی اِس لیے اب دوسری ہی بات باقی ہے کہ مین تمھین یہان سے لے جا کے کسی اپنے مکان مین رکھون۔ تم پردے مین رہو اور مین تمھارے مصارف کا متکفل رہون "

فیروزہ " مجھے منظور ہے۔ بس اب تو خوش ہوئے؟ اور تم میرے پاس روز آیا کروگے؟"

مرزا مسعود " ہان اتنا ہو سکتا ہے کہ گھڑے گھڑے آکے مزاج پوچھ جایا کرون۔ آؤن گا روز بلا ناغہ مگر اِس سے زیادہ نہ ٹھہر سکون گا "

فیروزہ " اور حامد علی اور محمود علی تو مجھ سے مل سکین گے؟"

مرزا مسعود " یہ بھی نہین "

فیروزہ " تو نہ تم آؤ گے اور نہ کسی اور کو آنے دو گے۔ مین کڑھ کڑھ کے مر نہ جاؤن گی؟ مجھے اِس مین بھی عذر نہین۔ میرا خون ہونا ہے تو بلا سے ہو جائے "

مرزا مسعود " اچھا جب تک نکاح نہ ہو اُس وقت تک اِن دونون کو آنے دو۔ وہ روز آکے تمھارا دل بہلا جایا کرین گے "

فیروزہ " خیر یہ مجھے منظور ہے۔ بتاؤ کس مکان مین رکھو گے۔ کل ہی اُٹھ چلون گی "

مرزا مسعود ۔ (خوش ہو کے) " مین آج ہی مکان کا بندوبست کر دون گا۔ تم چلنے کے لیے تیار رہو "

فیروزہ " دیکھو اب پھرنے کی سند نہین ہے۔ یہ ٹھہر گئی "

مرزا مسعود " ہان ٹھہر گئی "

فیروزہ " اِن دونون کے سوا اور کسی سے بھی نہ ملون چاہے کوئی ہو؟"

مرزا مسعود " کسی سے نہین "

فیروزہ " میرے دو ایک عزیز ہین وہ تو ملنے کو آئین ہی گے "

مرزا مسعود " عزیزون کا ذکر نہین۔ اُن سے ملنے کو مین نہین منع کرتا۔ اور پورا پردہ تو

اُس وقت ہوگا جب تم میرے نکاح مین آجاؤ گی۔ بس اب رخصت"۔

فیروزہ "اے دم بھر تو ٹھہرو (پکار کے) اے محمود علی! کہان گئے؟ اے لو یہ تو جاتے ہین۔ تم سے اتنی ہی دیر بیٹھنے کا اقرار تھا؟"

محمود علی اور حامد حسین دونون آ گئے۔ اور محمود علی نے کہا "ایسی کیا جلدی ہے؟ ابھی ٹھیرو"

مرزا مسعود "نہین بس اب نہین ٹھہر سکتا" یہ کہہ کے اُٹھے۔ سب سے رخصت ہو کے زینے سے اُترے۔ اور لپکتے ہوئے اپنے گھر مین آئے۔ گو دھوپ مین تیز چلنے اور دیر تک بھوکے رہنے سے پریشان تھے۔ مگر باوجود اس کے اُن کے چہرے کے اطمینان و مسرت کو عفت آرا نے ذرا تعجب کی نظر سے دیکھا مگر سوا اس کے کہ "آج تمھین دیر ہو گئی"۔ اور "کیا مسٹر سلیم آج کچہری نہین گئے" اور کوئی بات نہین پوچھی۔ اور مرزا مسعود نے بھی اس وقت ہون ہان کر کے ٹال دیا۔ مرزا صاحب نے کھانا کھایا۔ تین بجے پھر وکیل صاحب کے وہان گئے۔ رات کو آ کے حسب معمولی قانون کی کتابین دیکھین۔ بی بی کو پڑھایا۔ اور کھانے کے بعد سو رہے۔

صبح کو نماز پڑھ کے ناشتہ کر رہے تھے کہ بی بی نے مسکرا کے کہا "تم نے یہ اچھا کیا کہ کل فیروزہ سے جا کے مل آئے۔ اور یہ بھی اچھا ہوا کہ اب آج ہی تم اُسے ایک الگ مکان مین لا کے رکھو گے۔ لیکن یہ تم نے اچھا نہین کیا کہ اُسے محمود علی اور حامد حسین سے اور اُس کے عزیزون سے ملنے کی اجازت دے دی۔ سارا فساد انھین لوگون کا ہے۔ اور فیروزہ اگر پارسا بن کے بیٹھنا بھی چاہے گی تو یہ اُسے نہ بیٹھنے دین گے۔"

یہ غیب گوئی کی باتین اب مرزا مسعود کے لیے معمولی ہو گئی تھین۔ کیونکہ روز ہی بی بی کے ایسے کمالات نظر آیا کرتے تھے بولے "تم نے خوب یاد دلایا۔ مین مکان کا بندوبست کرنے کا وعدہ کر آیا تھا مگر بھول گیا۔ دیکھو آج ہی حسین علی کو بھیج کے اس محلہ مین کوئی مکان تلاش کراتا ہون۔ اور تم جو یہ کہتی ہو کہ ان لوگون سے ملنے کی اجازت دینا غلطی ہے اسے مین بھی سمجھتا ہون۔ لیکن اجازت نہ دیتا تو کیا کرتا۔ مین زیادہ جانہین سکتا۔ اور کوئی ملنے نہین پھر اُس کی زندگی کیونکر بسر ہوتی؟ جب عقد ہو جائے گا پھر کسی کو تھوڑے ہی پاس بیٹھنے دون گا"۔

اس کے بعد مرزا مسعود مسٹر سلیم کے وہان گئے۔ اور آج ہی اپنے خود محلہ سے ڈھونڈھوا کے ایک اچھا مکان کرایہ پہ لے لیا۔ اور بی فیروزہ اُس مین اُٹھ آئین جس کے بعد

مرزا صاحب کا معمول تھا کہ روز سہ پہر کو مسٹر سلیم کے وہان جاتے وقت فیروزہ سے مل کے اُس کی خیریت دریافت کر لیتے ۔ باقی اُن کا سارا وقت قانون مین صرف ہوتا۔"

سولھوان باب

امتحان وکالت

اب بی فیروزہ کو اِس نئے مکان مین آئے ہوئے چار یا پنچ مہینہ ہو گئے۔ مرزا صاحب اپنے قول کے مطابق روز دن مین ایک بار آکے مل جاتے ہین۔ اور اِس کے تمام مصارف کے متکفل ہین۔ فیروزہ کو سوا اِس کے کہ جس کے لیے ساری دنیا کو تج کے بیٹھی ہے اُس سے جی بھر کے ملنا نہین نصیب ہوتا نہ کوئی فکر ہے اور نہ کسی بات کی تکلیف۔ اچھے سے اچھا کھاتی ہے اور اچھے سے اچھا پہنتی۔ مرزا مسعود کی مشغولیت قانون اور مسٹر سلیم کی صحبت مین اِس قدر بڑھ گئی ہے کہ سچ یہ ہے کہ اب اُنھین کسی بات مین مزہ ہی نہین آتا۔ بی بی کے پاس بھی سوا اِس کے کہ رات کو گھر مین آکے پڑ رہتے ہون یا دن کو کھانے پینے کے لیے گھنٹہ دو گھنٹہ کو چلے آتے ہون کبھی اطمینان سے بیٹھنے کی نوبت نہین آتی۔ مگر باوجود اِس معروفیت اور اپنی پُرانی صحبتون سے بے تعلق ہو جانے کے اُنھین اِس بات کا یقین ہے کہ فیروزہ نے تمام علائق ترک کر دیے۔ پارسائی و پاکدامنی کی زندگی بسر کر رہی ہے۔ اور میرے لیے دُھونی رما کے بیٹھی ہے۔ اِس خیال مین ایک رات کو جب کہ وہ کتب بینی سے فراغت کر کے لیٹنے کی تیاری کر رہے تھے اُن کی زبان سے نکل گیا کہ "اب تو فیروزہ کی حالت ہر طرح قابل اطمینان ہے۔"

عفت آرا "خدا کرے ہو۔"

مرزا مسعود "کیون؟ کیا تمھین اِس مین شک ہے۔"

عفت آرا "شک! اسے مجھے یقین ہے کہ وہ ویسی نہین جیسا کہ تم اُسے سمجھ رہے ہو۔"

مرزا مسعود "اب بدگمانی کا تو کوئی علاج نہین۔"

عفت آرا "مین سچ کہتی ہون۔"

مرزا مسعود "اُنھین محمود علی اور حامد حسین پر تمھارا گمان ہوگا؟"

عفت آرا "اے کچھ اُنھین پر موقوف ہے؟ خدا جانے کون کون آتا ہے؟"

مرزا مسعود ''آخر کسی کا بھی تو نام لو''

عفت آرا ''ایک دن میں تمہیں دکھا دون گی''

مرزا مسعود ''خیر تو جب دکھاؤ گی دیکھا جائے گا - آج کل مجھے اِن باتون کی طرف توجہ کرنے کی بالکل ہی فرصت نہین - پرسون سے امتحان شروع ہو گا - اور مجھے کل ہی شرکت امتحان کے لیے الہ آباد جانا ہے''

عفت آرا ''تو کیا تم کل الہ آباد جاؤ گے ؟''

مرزا مسعود ''بے شک اس سے مفر ہی نہین''

عفت آرا ''اور آؤ گے کے دن مین ؟''

مرزا مسعود ''دس دن مین آجاؤن گا''

عفت آرا ''یہ بُری ہوئی - مین اِس کی کسی طرح روادار نہین کہ تم رات کو کسی اور جگہ سوؤ''

مرزا مسعود - (ہنس کے) ''اللہ ری بدگمانی !''

عفت آرا ''مجھے خدا کی قسم بدگمانی نہین - مگر کچھ ایسی باتین ہین جن کی وجہ سے مجھے تمھارا کہین اور جا کے رہنا گوارا نہین ہے - لیکن خیر جاتے ہو تو میری ایک بات کا خیال رکھنا - وہان تم کسی اور دوست کے ساتھ نہ رہنا اِس مین چاہے خرچ زیادہ ہو مگر عزت سے ہوٹل مین ٹھہرنا اور جس کمرے مین سونا اُس مین تمھارے سوا کوئی دوسرا نہو''

مرزا مسعود ''آخر کیون ؟''

عفت آرا ''اگر غیب دان بننے کا شوق ہے تو میری یہ صلاح نہ بھولنا''

مرزا مسعود نے بی بی کی یہ صلاح قبول کی اور دوسرے دن امتحان دینے کے لیے الہ آباد روانہ ہو گئے - اور چونکہ اب امتحان کا زمانہ تھا لہذا سوا قانون کی کتابین دیکھنے اور شب و روز اُنھین مین مصروف رہنے کے دنیا و مافیہا سے بیخبر تھے -

وہ الہ آباد گئے ہین تو آؤ اب ذرا یہ دیکھین کہ بی فیروزہ کیا کر رہی ہین - مرزا صاحب نے اگرچہ اُنھین بازار سے ہٹا کے ایک پرائیوٹ مکان مین اور گویا اپنے قبضہ مین رکھا ہے مگر زیادہ تر اُن کو اُنھین پر چھوڑ دیا ہے - کیونکہ نہ کسی قسم کی نگرانی ہے - اور نہ کچھ اِس کی دیکھ بھال کی جاتی ہے کہ کس کس کی آمد و رفت ہے - مرزا مسعود کے سامنے تو یہی ظاہر کیا جاتا ہے کہ محمود علی اور حامد حسین کے سوا اور کوئی نہین آتا مگر کبھی کبھی چھپ کے محمد زکی ضرور آ

آجاتے ہین۔ جو بی فیروزہ کے دربار حسن کے نہایت ہی بے صبر و بیتاب امیدوارون مین ہین۔

جس شام کو مرزا مسعود لکھنؤ سے روانہ ہوئے محمد زکی چپکے سے بی فیروزہ کے مکان مین داخل ہوئے۔ اور حسن اتفاق سے اِس وقت وہ اکیلی تھین۔ معشوقۂ دلربا کی صورت دیکھتے ہی محمد زکی کی زبان سے نکلا "آج مدت کے بعد خدا نے اطمینان نصیب کیا ہے"

فیروزہ "تم کسی نہ کسی طرح آ ہی جاتے ہو اور اپنی باتون سے میرے دل مین جگہ کرتے جاتے ہو۔ مگر دیکھو یہ اچھا نہین۔ خدا کی قسم بہت بُرا ہے۔ کہین مرزا صاحب کو خبر ہو گئی تو غضب ہی ہو جائے گا"

محمد زکی "تو مین تو آنا نہ چھوڑون گا۔ اسکو کیا کرون کہ مجھ سے صبر ہی نہین ہو سکتا۔ اور تمھین یاد ہو گا کہ مین نے اول ہی روز کہہ دیا تھا کہ مین ضرور آؤن گا"

فیروزہ "یہ سب سچ ہے مگر تمھارا آنا مصلحت جو نہین ہے اِس کو کیا کرون؟ اتنے دنون تم ذرا صبر کرو کہ مرزا صاحب کو میری طرف سے اطمینان ہو جائے پھر دیکھا جائے گا مین کوئی نہ کوئی صورت تم سے ملنے کی نکال ہی لون گی"

محمد زکی "اور اتنے دنون صبر کس سے ہو سکے گا آخر کوئی دیکھ بھال تو ہے نہین۔ پھر اس مین کیا مضائقہ ہے کہ مین کبھی کبھی آ کے تمھارا رُخ زیبا دیکھ جایا کرون؟"

فیروزہ "کہہ تو چکی کہ مجھے خود تم سے محبت ہو گئی ہے۔ اور جب نہین آتے ہو تو دل لگا رہتا ہے راہ دیکھا کرتی ہون۔ لیکن اِنھین باتون کا اندیشہ ہے"

محمد زکی "اب یہ اندیشہ دل سے نکال ڈالو۔ اور چلو آج تمھین تھیٹر دکھا لائین۔ آج بڑے لطف کا تماشا ہے۔ دیکھو گی تو عش عش کر جاؤ گی"

فیروزہ "جی تو بہت چاہتا ہے۔ مگر کہتی ہون کسی کو معلوم ہو گیا تو قیامت ہو جائیگی"

محمد زکی "خبر ہونے کی وجہ؟ کوئی آتا جاتا ہو تو بھی کہا جائے کہ کسی پر تمھارے جانے کا حال کھل جائے گا؟ آج تک کبھی رات کو مرزا صاحب کا کوئی بھی آدمی آیا ہے؟ اپنی اماں جان کو سمجھا دو کہ جاگتی رہین۔ اور ذرا ہوشیاری سے کام لین۔ اور تم ایک چادر اوڑھ کے میرے ساتھ یہان سے نکل چلو۔ تھوڑی ہی دور پر مین گاڑی مین بٹھا کے تھیئٹر مین پہونچا دون گا۔ گاڑی بند رہے گی۔ اور تم وہان زنانے درجہ مین جا کے بیٹھنا۔ کسی کو خبر ہو گی تو کیونکر؟"

فیروزہ - (تھوڑے پس و پیش کے بعد) "اچھا تو گاڑی بھی لائے ہو؟"
محمد زکی "جی گاڑی موجود ہے"

بی فیروزہ نے آخر یہی فیصلہ کیا کہ چلنا چاہیے۔ جا کے پُر تکلف کپڑے پہنے۔ خوب بناؤ چُناؤ کیا۔ حُسن عالم آشوب مین دلربائی کے پر لگائے۔ اوپر سے ایک وِلائی اوڑھی اور ماں کو سمجھا بجھا کے محمد زکی کے ساتھ چل کھڑی ہوئین۔ اور دم بھر مین تھیٹر کے اندر تھین۔

سترھوان باب

باغ کا جلسہ

مرزا مسعود الہ آباد سے امتحان دے کے واپس آ گئے اور بہت خوش آئے کیونکہ اپنے نزدیک اُنھون نے تمام سوالات کے جواب صحیح اور پورے دیے ہین۔ مگر باوجود اِس کے بیم و رجا کے عالم مین ہین۔ کبھی امید کامیابی کا یقین دلا کے مقصدوری و خوش اقبالی کی اعلیٰ صورتین نظر کے سامنے کر دیتی ہے۔ اور کبھی ناکامی کا دھڑکا اِس طرح دہلا اور سہما دیتا ہے کہ دل مین ایک وحشت سی پیدا ہو جاتی ہے۔

ان دنون چونکہ فرصت تھی بلکہ بیکاری سے دل گھبراتا تھا۔ اِس لیے مرزا مسعود کبھی دن مین کئی بار فیروزہ کے وہان چلے جاتے۔ اور بجائے اُلٹے پاؤن واپس آنے کے کبھی دو چار گھڑی کے لیے بیٹھ بھی جاتے۔ جس دن ایسا معلوم ہوتا کہ فیروزہ کے گھر عید ہو گئی۔ اور اِن کے وقت بے وقت آ جانے سے محمد زکی کا آنا بالکل چھوٹ گیا۔

لیکن نتیجۂ امتحان کے انتظار نے اُن پر جو بیم و رجا کا عالم طاری کر رکھا تھا اُس مین کوئی فرق نہین آیا۔ بلکہ جو جو زمانہ گذرتا جاتا وحشت دل بڑھتی ہی جاتی۔ اُس عالم مین جو اُن پر طاری تھا کبھی یاس و خوف کے طوفان آتے۔ مایوسی کی کالی گھٹائین اُٹھتین۔ دھڑکے کی بجلیان کوندتین اور کبھی اُمید کے روشن تارے نکل آتے۔ بلکہ کامیابی کا سورج پوری آب و تاب سے طلوع ہو جاتا۔

اب امتحان کو چھ سات ہفتے گذر گئے ہین۔ اور مرزا مسعود کی وحشت اور بڑھ گئی ہے۔ ایک ایک سے پوچھتے ہین کہ "کیا ہو گا؟" بی بی سے بعض وقت بگڑ جاتے ہین کہ تمھین غیب کی اور سب باتین معلوم ہو جاتی ہین مگر اِس کا پتہ نہین لگتا؟ اُن کی

یہ حالت دیکھ کے عفت آرا محض اُن کا دل بہلانے کے واسطے اُنھیں لے گئے کہیں شہر سے باہر چلی گئی۔ تاکہ دوسرے لوگوں سے ملنے جُلنے اور نئی دنیا دیکھنے سے اُن کا دل بہلے۔ اور نیز اِس خیال سے کہ فیروزہ کے وہاں نشست برخاست نہ پائے۔

جس دن یہ میاں بی بی شہر سے باہر گئے ہیں اُسی دن محمد زکی موقع پا کے بی فیروزہ کے گھر میں آ دھمکے۔ اور یوں درّانے چلے آئے کہ گویا اُنھیں کا گھر تھا۔ صورت دیکھتے ہی فیروزہ ایک سناٹے میں آ گئی اور پھر آپ کو سنبھال کے بولی "تمھیں کسی بات کا ڈر نہیں۔ اور میری یہ حالت ہے کہ مارے ہَول کے آدھی جان نہیں باقی رہی ہے۔ اے ہے! کوئی دیکھ لے گا تو کیا ہوگا؟"

محمد زکی "اجی دیکھنے والے اب شہر ہی میں نہیں ہیں"

فیروزہ "نہ ہوں؟ اُن کی بی بی تو ہیں؟ جو آج کل مجھ سے زیادہ جلی ہوئی ہیں"

محمد زکی "اجی اپنے میاں کے ساتھ وہ بھی وہاں ہوئیں"

فیروزہ "سچ مچ! کیا مرزا جی بی بی کو ساتھ لیتے گئے ہیں؟"

محمد زکی "وہ بی بی کو ساتھ نہیں لے گئے ہیں بلکہ بی بی اُن کو اپنے ساتھ لے گئی ہیں"

فیروزہ "تمھیں میرے سر کی قسم؟"

محمد زکی "تمھاری جان کی قسم عفت آرا کو کہیں ہات میں مہمان جانا تھا دل میں ڈریں کہ میرے بعد خدا جانے کیا پیش آئے اور میاں کس کے پھندے میں پڑیں اِس لیے ساتھ لیتی گئی"

فیروزہ "تمھیں یہ کیونکر معلوم ہوا؟"

محمد زکی "محمود علی کی غیب دانی سے۔ واللہ وہ بھی ایسی دُور کی کوڑی لاتے ہیں کہ بعض وقت عفت آرا کے بھی کان کاٹ لیتے ہیں"

فیروزہ "خوب۔ مجھ سے اُنھوں نے فقط اپنے جانے کا ذکر کیا تھا۔ یہ نہیں بتایا کہ بی بی کے ساتھ جاتے ہیں۔ تو اب دس پندرہ دن کے لیے چھٹی ہے"

محمد زکی "بلکہ اِس سے بھی زیادہ۔ دس دن کو کہا ہے تو بیس دن میں آ جائیں تو جانو جلدی آئے"

فیروزہ۔ (چمک کے) "تو پھر کیا ہے مزے کرو"

محمد زکی "مزے ہیں اور مزے۔ تو پھر کل تمھاری بھی شہر کے باہر ایک باغ میں

دعوت ہے۔ میں آج ہی سب سامان وہاں بھجوا دوں گا۔ اور کل صبح سویرے پو پھٹتے ہی ہم تم حامد حسین اور محمود علی گاڑی پر سوار ہو کے چلے چلیں گے۔ واللہ وہاں بڑا مزہ رہے گا"

فیروزہ "مگر کل ہی شام کو چلے آؤ گے؟"

محمد زکی "دو چار دن تو چل کے رہو۔ خود ہمارا باغ ہے کسی غیر کا تھوڑا ہی ہے۔ اور اُس میں مکان بھی نہایت بڑا اور وسیع موجود ہے۔ کسی بات کی تکلیف نہ ہوگی۔ تمھارا دل بہلانے کے لیے میں نے دو طائفوں کا بھی بندوبست کر دیا ہے۔ جب تک جی چاہے تم خود ناچنا گانا۔ اور جب نہ جی چاہے تو اُن کا مجرا ہی دیکھنا"

فیروزہ "لیکن دو ایک روز رہنے میں لوگوں کو خبر نہ ہو جائے گی؟"

محمد زکی "خبر کیسے ہو جائے گی؟ تمھیں خبر ہی کا مالیخولیا ہو گیا ہے"

فیروزہ۔ (محمود علی سے) "کیوں تمھاری کیا رائے ہے؟"

محمود علی "چلو بھی۔ دور دراز میں کسے خبر ہوتی ہے؟ اگر کسی کو کچھ پتہ لگے بھی تو کہہ دینا کہ اپنے عزیزوں کے وہاں گئی تھی"

فیروزہ "تو بھی میں ایک رات سے زیادہ نہ ٹھہروں گی"

محمد زکی "اچھا کیا مضائقہ ہے نہ دل لگے تو دوسرے دن چلی آنا"

اس تجویز کے مطابق کل کا جلسہ قرار پایا گیا۔ اور محمد زکی نے فوراً گھر جا کے تمام باتوں کا بندوبست کر دیا اور کوشش کی کہ جلسہ بہت ہی اچھا اور پُرلطف رہے۔ دو گاڑیاں رات ہی کو ٹھہرا رکھیں۔ اور صبح تو پ دغتے ہی ایک گاڑی پر فیروزہ اور محمد زکی اور دوسری پر حامد حسین اور محمود علی سوار ہو کے روانہ ہوئے۔ جس باغ میں جانا تھا وہ شہر سے کوئی دس میل کے فاصلہ پر تھا۔ آٹھ بجنے سے پہلے ہی گاڑیاں باغ کی چاردیواری کے اندر داخل ہو گئیں۔ دیہات کا سناٹا اور یہاں کی فضا دیکھتے ہی بی فیروزہ کا دل ایسا بھر بھرایا کہ پھاٹک ہی کے پاس گاڑی رکوا کے اُتر پڑیں۔ اور باغ کے اندر چاروں طرف گشت لگا کے اور کھلی فضا کی بہاریں لوٹ کے اُس عالیشان مکان میں پہونچیں جو صدر میں واقع تھا۔ یہ دو منزلہ مکان تھا۔ اور سامنے ایک وسیع چبوترہ تھا۔ جہاں نوکروں نے صحبت رقص و سرود کے لیے فرش بچھا رکھا تھا۔ فیروزہ نے کہا پہلے اندر چل کے مکان کی سیر تو کر لیں پھر بیٹھیں گے۔ برآمدہ کے بعد ایک بڑا ہال تھا۔ اُس کے

اُس طرف دو کمرے تھے اور دونون جانب پہلوؤن مین تین تین کمرے تھے۔ بیچ کے کمرون مین فرش بچھا ہوا تھا۔ اور ہر ایک مین دو ایک کرسیان کوچ اور دنگل تھے۔ اور پہلو کے کمرون مین سونے کے لیے مسہریان تھین مگر داہنے بازو کے تینون کمرے بند تھے۔ اور سب کمرون کو دیکھ کے جب فیروزہ نے اُدھر توجہ کی تو محمد زکی نے کہا "اُدھر نہ جاؤ اُن مین زنانہ ہے"۔

فیروزہ "زنانہ! زنانہ کیسا؟"

محمد زکی "ہان میری بہن ایک ہفتہ سے یہان آئی ہوئی ہین۔ اوپر کے درجہ اور اِن تینون کمرون پر اُن کا قبضہ ہے"۔

فیروزہ "اے تو اُنھین میرے آنے کی خبر نہ ہو جائے گی؟"

محمد زکی "اُنھین پہلے ہی سے خبر ہے۔ اور خبر نہ ہوتی تو مین تمھین یہان کیون لاتا؟ بلکہ اوپر سے بیٹھ کے وہ ناچ بھی دیکھین گی"۔

فیروزہ "تم تو کہتے تھے کہ تم جو میرے پاس آتے ہو اسکی خبر گھر مین کسی کو نہین"۔

محمد زکی "ہان اور کسی کو خبر نہین۔ مگر گھر بھر مین یہی اکیلی میری ہمدرد ہین۔ مین اپنی ساری باتین اِن سے کہہ دیا کرتی ہون۔ جہان کہین آتا جاتا ہون یا جو کچھ کرتا ہون اُن سے پوچھ کے اور اُن کے مشورہ سے کرتا ہون"۔

فیروزہ "خدا نے تمھین بہت اچھی بہن دی ہے۔ اگر اس مین وہ مضائقہ نہ سمجھین۔ تو مجھے اُن سے ملا بھی دینا"۔

محمد زکی "اب اِس وقت دن کو تو موقع نہین ہے مگر رات کو ضرور ملاؤن گا۔ اُنھین بھی تم سے ملنے کا بڑا اشتیاق ہے"۔

مکان کی سیر کر کے بی فیروزہ ایک کمرے مین آرام کرسی پر لیٹ گئین۔ اور بولین "کیا اچھی جگہ ہے؟ مین تو یہان آکے بہت خوش ہوئی"۔

محمد زکی "تو آؤ اب ہم سب چل کے ناشتہ کر لین۔ اور اُس کے بعد ناچ شروع ہو"۔

فیروزہ "ہان بھوک تو لگی ہے۔ لیکن ابھی طائفہ کہان آئے ہین جو مجری شروع ہوگا"۔

محمد زکی "دونون آگئے۔ اُدھر شاگرد پیشہ کے مکانون مین ٹھہرے ہوے ہین"۔

فیروزہ "کس کس کو بُلایا ہے؟"

فیروزہ "ایک تو جدّن ہین - اور دوسری شہزادی"

فیروزہ "تو پھر ناشتہ کی جلدی کرو"

محمد زکی "تیار ہے" اور اُن کا حکم پاتے ہی خدمتگارون نے پشت کے کمرے مین دسترخوان بچھادیا- جہان فیروزہ اُن گے رنقا اور محمد زکی نے ساتھ بیٹھ کے نہایت بےتکلفی اور باہمی لطف صحبت کے ساتھ کھانا کھایا- چونکہ اِس شان دار دعوت نے فیروزہ کے دل پر محمد زکی کی محبت اور اُن کی دولت مندی کا بڑا گہرا اثر ڈال دیا تھا لہذا دسترخوان پر نازآفرینی و نازبرداری کے نہایت ہی دلفریب کرشمہ نظر آتے رہے جن سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ بی فیروزہ اب نہین چاہتین کہ محمد زکی کا سا شکار جو اُن کی زلفون کے جال مین پھنسا ہے نکلنے پائے۔

کھانے کے بعد دیر تک بیٹھ کے مجرہ دیکھتی رہین- کچھ دیر تک بڑے ناز و انداز سے خود بھی ناچین- اور اُس کے بعد نہایت بیباکی کے ساتھ باغ مین اِدھر اُدھر ٹھرد نگا کھیلتی رہین- یہانتک کہ کوئی ایک بج گیا- اب دوڑ دھوپ کے تھکین تو آکے اُسی پہلی شان سے کھانا کھایا- مگر اِس وقت کے کھانے مین نزاکت بڑھی ہوئی تھی- کیونکہ تھکن نے حسن عالم فریب مین نازنینی و نزاکت کی ادائین بڑھا دی تھین سکھانے کے بعد بی فیروزہ ہال کی پشت پر جو دو کمرے تھے اُن مین سے داہنی جانب والے چھوٹے کمرے مین ایک دنگل پر لیٹ گئین- اور اُن کے برابر ہی ایک کرسی پر محمد زکی آکے بیٹھ گئے- استنے مین خدمتگار نے لاکے حقہ لگا دیا- اِس کمرہ کے چارون طرف دروازون مین چلمنین پڑی ہوئی تھین- اور بالکل تنہائی تھی- محمد زکی نے چند منٹ کی خموشی کے بعد کہا "لے اب یہ بتاؤ کہ مجھے کب تک ترساؤ گی ؟ خدا کی قسم زندگی بےمزہ ہو رہی ہے"

فیروزہ "اسے ہوش کی دوا کرو"

محمد زکی "دیکھو فیروزہ ایسا نہ کرو کہ میرا دل ٹوٹ جاے - اتنا بتا دو کہ تم میرے پاس رہنا پسند کرتی ہو یا مرزا صاحب کے پاس ؟ بس اسی کے جواب پر میری قسمت کا فیصلہ ہے"

فیروزہ "سچ تو یہ ہے کہ تم سے دل کو ایسا لگاؤ ہو گیا ہے کہ جی چاہتا ہے تمھارے ساتھ گھر بار چھوڑ کے چلی آؤن - مگر اِس کو کیا کرون کہ اب مرزا مسعود کے بس مین ہون"

محمد زکی "مگر مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمھین اُنھین سے محبت ہے"

فیروزہ "سچ کہون ؟ تھی تو مگر اب نہین ہے- اُنھون نے ایسی بدسلوکیان کین اور ایسا

ستایا ہے کہ اُن کی طرف سے دل ہٹ گیا۔"

محمد زکی "تو پھر اُن کے پاس کیون رہتی ہو؟ وہ تمھین زبردستی نہین روک سکتے۔"

فیروزہ "مین فقط اتنے لیے وہان پڑی ہون کہ مرزاجی کی چوٹی اپنے ہاتھ مین کر کے عفت آرا سے بدلہ لون۔ اصل مین مجھے مرزا مسعود سے تعلق نہین۔ اب تو کچھ سروکار ہے اُن کی بیگم صاحب سے ہے۔ جن سے مجھ سے مقابلہ آن پڑا ہے۔"

محمد زکی "تو تم کو اب مرزا مسعود سے نفرت ہے اور مجھ سے محبت؟ مگر مجھے اس کا یقین نہین آتا۔"

فیروزہ "تمھاری جان کی قسم جو لگاؤ دل کو تمھارے ساتھ ہے کسی سے نہین اور ہمارا تمھارا ساتھ بھلا اب چھوٹنے والا ہے؟"

یہ سنتے ہی محمد زکی کرسی سے اُٹھ کے ڈنگل پر جا بیٹھے اور لپٹ کے بی فیروزہ کا ایک بوسہ لے لیا۔

فیروزہ "دیکھو مجھے ہاتھا پائی سے نفرت ہے۔ تمھین میرے سر کی قسم نچلے بیٹھو۔"

محمد زکی "تو پھر اب ہم سے تم سے محبت رہے مگر ایک بات کا اقرار کرو۔"

فیروزہ "تم جو بات کہو مجھے منظور ہے۔"

محمد زکی "میرے سر پر ہاتھ رکھ کے عہد کرو کہ مرزا مسعود کو کبھی ہاتھ نہ لگانے دو گی۔"

فیروزہ۔ اے یہ تو مین پہلے سے دل مین سوچے بیٹھی ہون۔ باتون باتون ہی اُنھین پھانسون گی اور جب بالکل میرے بس مین آجائین گے تو سنگدل اور بے رحم بن کے اُنھین تو ایسا ترساؤن گی کہ وہ بھی یاد کرین گے۔"

محمد زکی "لیکن یہ بڑی خرابی ہے کہ تم اُن کے مکان مین ہو مین چورون کی طرح چلا آتا ہون مگر کبھی اطمینان نہین نصیب ہوتا۔"

فیروزہ "تمھارا کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے۔ جس طرح آتے ہو آ کے جاؤ۔"

محمد زکی "مگر کم سے کم ہفتہ مین ایک بار تم میرے گھر مین آ کے مجھ سے مل جانے کا اقرار کرو تو مجھے تمھاری محبت کا یقین آئے۔"

فیروزہ "تم تو اپنے گھر مین بُلانے سے خود ہی بھاگتے تھے؟"

محمد زکی "اب تو تمھارے لیے مین ایک اور مکان کرایہ پر لون گا۔ اُس مین کسی دیا کو رکھ دون گا۔ اور ہفتہ وار اُسی مین تم سے ملاقات ہوا کرے گی۔ یا کبھی کبھی موقع ملے گا

تو یہان باغ مین چلے آیا کرین گے"

فیروزہ "ہان یہان تو مہینہ مین ایک بار ضرور آیا کرو۔ بڑے لطف اور سیر کی جگہ ہے۔ کیا کہون مجبوری ہے ورنہ مین تو کم سے کم ہفتہ بھر یہان رہتی"

محمد زکی "تو تمھین پرواہی کس کی ہے؟"

فیروزہ "نہین ابھی جب تک عفت آرا سے بدلہ نہ لے لون مجھے پروا ہے۔ مگر تم سے تو وعدہ کرتی ہون کہ مین سوا تمھارے اب کسی کی نہین ہوسکتی" یہ کہہ کے بی فیروزہ خود ہی اُٹھ اُٹھ کے محمد زکی کی گود مین بیٹھ گیئن۔ اِتنے مین کچھ آہٹ معلوم ہوئی۔ اِدھر وہ محمد زکی کی ہم کناری سے الگ ہوئین اور اُدھر خدمتگار نے چلمن کے باہر سے پکار کے کہا "حضور اب چل کے مجری دیکھین شام ہونے ہی کو ہے"

محمد زکی "اچھا کہو ساز ملائین مین ابھی آیا"

اب دونون خلوت کے کمرے سے باہر نکلے۔ اور مجری شروع ہوا۔ مگر چند ہی منٹ مین بی فیروزہ اُٹھ کھڑی ہوئین اور بولین "بھئی اِس وقت تو مین باغ کی سیر کرون گی" محمد زکی بھی "تو چلو" کہہ کے اُٹھے۔ اور دونون نے تنہا آہستہ آہستہ باغ کی روشون پر ٹہلنا شروع کیا۔ بعد مغرب پھر تھوڑی دیر مجری دیکھ کے کوئی دس بجے صحبت رقص و سرود موقوف کردی گئی۔ بی فیروزہ اور محمد زکی نے ساتھ بیٹھ کے کھانا کھایا۔ اور اُسی خلوت کے کمرہ مین دونون پھر جا کے بیٹھے جس مین دن کو محبت کا عہد و پیمان ہوا تھا۔ اِس وقت بھی نئے جوش محبت کا اظہار اور نئے پیمان مودت کی تجدید ہوئی۔ اور بی فیروزہ نے کہا "تم نے دن کو وعدہ کیا تھا کہ اپنی بہن سے ملاؤ گے۔ کیا بھول گئے؟ اور مجھے اس لیے جلدی ہے کہ مین کل چلی جاؤن گی۔ اور وہان گھر مین اِس کا موقع نہ ملے گا اگر ملانا ہے تو ابھی لے چل کے ملا دو"

محمد زکی "اچھا مین ملائے دیتا ہون۔ تم اُن سے مل کے بہت خوش ہوگی۔ مگر دیکھو اُن کے سامنے ایسی باتین کرنا کہ اُنھین یقین آجائے کہ تمھین میرے ساتھ دلی محبت ہے۔ مین یہی اُن سے کہتا رہا ہون۔ اور اِسی وجہ سے اُن کو تمھارے دیکھنے کا شوق ہوا ہے۔ کہین تمھاری باتون سے اُن کو یہ خیال نہ گذرے کہ تم ایک مکار رنڈی ہو۔ اور مین تمھارے ہاتھ مین بے وقوف بن کے پھنس گیا ہون"

فیروزہ "اچھا اچھا مین ایسی ہی باتین کرون گی"

محمد زکی "ہان بس اس کا خیال رہے۔ اُن کے سامنے مجھے کسی بات کا حجاب بھی نہین مین تم سے بے تکلفی کی باتین کرون گا۔ ہنسون بولون گا۔ اور دست درازی تک مین تامل نہ کرونگا"

فیروزہ "اچھا پہلے ملا تو دو"

محمد زکی "لو ابھی ملائے دیتا ہون"

اٹھارھوان باب

افشاے راز

بہن سے ملانے کا وعدہ کر کے محمد زکی اُٹھے۔ اور برابر جو پہلو کا کمرہ تھا اُس کے دروازہ پر سے چلمن ہٹا کے دھم دھمایا۔ اور جب چار پانچ بار دستک دے چکے تو کسی نے آ کے دروازہ کھول دیا۔ اور وہ اندر گئے۔ وہان کسی سے پوچھا "وہ سو گئے؟" کسی نے جواب دیا "ہان سو گئی"۔ پھر چند لمحون تک کچھ اور باتین کرتے رہے جو فیروزہ کی سمجھ مین نہ آئین۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ واپس آئے اور کہا "آؤ چلو"۔ فیروزہ جان فوراً اُٹھ کے اُس کمرہ مین گئین تو دیکھا نہایت صاف ستھرا پر تکلف فرش بچھا ہوا ہے صدر مین دو اعلیٰ درجہ کے ایرانی قالین بچھے ہین۔ اور ایک نہایت ہی حسین و پری جمال خاتون سادہ لباس اور مختصر سا نفیس و نازک زیور پہنے خاموش بیٹھی ہے فیروزہ کی صورت دیکھتے ہی وہ اُٹھ کھڑی ہوئی مگر اُس کے حسن و جمال کو دیکھ کے فیروزہ دم بخود رہ گئی۔ پھر اپنے آپ کو سنبھال کے سلام کیا۔ خاتون نے سلام کا جواب دے کے کہا "آؤ بہن آؤ۔ مین تو تمھاری مشتاق تھی"۔ پھر ہاتھ پکڑ کے اپنے برابر بٹھا لیا۔ اور پوچھا کہ "کہو بہن مزاج تو اچھا ہے؟" اب وہ خاتون تو مزاج پرسی کر رہی تھی۔ اور فیروزہ جان اُس کے رُخ زیبا اور اُس کے قیامت زا حسن کو دیکھ دیکھ کے دل ہی دل مین کہہ رہی تھین "یہ انسان ہے یا پری؟ مین نے تو آج تک ایسا حسن نہین دیکھا تھا"

محمد زکی - (جو بے تکلف برابر بیٹھ گئے تھے اپنی بہن سے کہنے لگے) "یہی ہین جنھون نے میری زندگی بے مزہ کر رکھی ہے۔ اور جن پر مین جان دیتا ہون۔ اب تمھین انصاف کرو کہ یہ خوبصورت ہین یا نہین؟"

خاتون "بے شک خوبصورت ہین۔ (فیروزہ سے) اے ہے تو تم بولتین کیون نہین؟

اوئی! کیا مجھ سے شرماتی ہو؟"

فیروزہ "نہین! مجھے اِس بات پر حیرت ہے کہ تم بھائی بہنون مین کیسی سچی محبت اور بے تکلفی ہے"

خاتون "ہان مین تو بس یہ چاہتی ہون کہ اِن کا دل کسی بات مین نہ کُڑھے۔ اِن کا جو شوق ہوتا ہے جہان تک بس چلتا ہے پورا کرتی ہون۔ بس بہن مین اِن کی خوشی کی خواہان ہون۔ اِن سے سنا کہ اِنھین تم سے محبت ہے مجھے تمھارے دیکھنے کا اشتیاق ہوگیا۔ اب اِس مین کوئی چاہے بُرا کہے یا بھلا مجھے تو اِن کی خوشی سے مطلب ہے"

فیروزہ "محبت والی بہنین ایسی ہی ہوتی ہین"

خاتون "اِن کو تم سے بڑی محبت ہے بس ہر گھڑی رات دن تمھاری ہی رٹ لگی رہتی ہے۔ بھلا تمھارے دل مین بھی اِن کی کچھ محبت ہے؟"

فیروزہ "کیون نہین؟ یہ جب تک نہین آتے میرا دل لگا رہتا ہے"

خاتون "اے مین نے تو سُنا کہ کوئی مرزا صاحب ہین تم اُن کی صورت کی عاشق ہو"

فیروزہ "اب مین آپ سے کیا عرض کرون۔ ہم لوگون کو دکھانے کے لیے ایسی بہت سی باتین کرنا پڑتی ہین۔ مجھے اُن سے محبت وحبت خاک نہین۔ مگر اپنے کیے کو نباہ رہی ہون"

خاتون "اے تو کیا اُن سے نکاح ہوگیا ہے؟"

فیروزہ "نکاح تو نہین ہوا مگر اُن کے جال مین پھنس گئی ہون"

خاتون "جب نکاح نہین ہے تو پھر اُن پر تمھارا کیا زور ہے؟ جب چاہو چھوڑ کے چلی آؤ"

فیروزہ "اصل مین مجھ سے اور اُن کی بی بی سے مقابلہ ہے جن کا نام عفت آرا بیگم ہے۔ مرزا صاحب میرے پھندے مین آگئے تھے۔ مگر عفت آرا نے مجھ سے چھین کے اپنے قابو مین کر لیا۔ اب مین چاہتی ہون کہ اُن کو پھانس کے عفت آرا سے بدلا لون بس اتنی ہی بات ہے جس کے باعث مین اُن سے بگاڑنا نہین چاہتی"

خاتون ۔(ہنس کے) اوئی! اُس نے جو اپنے میان کو تمھارے پھندے سے نکال لیا تو تم اُس کی دشمن ہوگئین؟"

فیروزہ "جی ہان - دشمن کیسی مین تو اُس کے خون کی پیاسی ہون "
خاتون "معاذ اللہ! تم سے تو ڈرنا چاہیے - اب محمد زکی کی دُلھن آئے گی تو تم اُس کی بھی دشمن ہوجاؤ گی "
فیروزہ "آپ کے بھائی کی اور بات ہے - اُن کے ساتھ مجھے دلی محبت ہے - ایسی محبت کہ اُن کے جو عزیز ہون وہ بھی مجھے پیارے ہین - یہی دیکھ لیجیے - سنا تھا آپ کو اِن سے محبت ہے آپ سے ملنے کو حاضر ہوگئی - اور آپ کی لونڈی ہون - اِن سے مزاجی کو کیا نسبت ہے اِن کی تو مین صورت کی عاشق ہون" یہ جملہ فیروزہ کی زبان سے نکلا ہی تھا کہ محمد زکی بے تابی کے ساتھ بڑھ کے فیروزہ سے لپٹ گئے اور اُس خاتون سے کہا "بہن مین تم سے کہتا نہ تھا کہ وہ میری عاشق ہین ؟"
فیروزہ - (محمد زکی کو الگ ڈھکیل کے) "اے ہٹو بھی مجھے یہ بے تمیزی کی باتین نہین اچھی معلوم ہوتین - آدمیت سے باہر نہ ہو "
خاتون - (ہنس کے) "جیسی تم اِن کی عاشق ہو ویسے ہی یہ بھی تمھارے عاشق ہین اچھا تو پھر اب تم کوئی ایسی صورت پیدا کرو کہ یہ مرزا صاحب والا جھگڑا دور ہو "
فیروزہ "مین خود اسی فکر مین ہون "
خاتون "ہان اِس مین تمھارے لیے بھی اندیشہ ہے اور اِن کے لیے بھی - اور مجھے سب سے زیادہ دھڑکا اِس بات کا لگا رہتا ہے کہ ایسا نہ ہو کسی دن تمھارے وہان اِنکا اُن کا سامنا ہوجائے - تم تو اسپنے اچھی رہو گی مگر میرے بھائی کو خدا نخواستہ کوئی صدمہ پہونچ گیا تو میری زندگی بے مزہ ہوجائے گی "
اتنے مین پاس کے کمرے سے کسی کے خواب مین بَرّانے کی آواز آئی یہ آواز بھیانک سی معلوم ہوئی جس پر فیروزہ نے کان کھڑے کیے - اور اُس خاتون نے کمال بے پروائی سے کہا "اِس کا نہ خیال کرو - میرے ایک عزیز ہین اور اُن کا معمول ہے کہ اِدھر آنکھ لگی اور بَرّانا شروع کیا - مگر مین تم سے کہتی ہون کہ اگر تم خود مرزا صاحب سے تعلق ترک نہ کر سکتی ہو تو مین اِس کی کوشش کرون ؟"
فیروزہ - (تعجب سے) "اے آپ اِس کی کیا فکر کیجیے گا ؟"
خاتون "کوئی تدبیر تو نکالون گی" اتنے مین زیادہ زور سے بَرّانے کی آواز آنا شروع

ہوئی۔ اور فیروزہ نے گھبرا کے کہا "ہے ہے! میرا تو اِس آواز سے قلب اُلٹا جاتا ہے۔"

خاتون ۔"اوئی! تم گھبراتی ہو! اور مجھے تو سُنتے سُنتے اِس آواز سے ایک اُنس ہو گیا ہے۔"

فیروزہ ۔"مگر مین نے تو کبھی ایسا بُرا نہین دیکھا۔"

خاتون ۔(زور سے ہنس کے) "اوئی! کیا تمھین اِس مین شک ہے؟ لو چل کے تم خود دیکھ لو۔" یہ کہہ کے وہ خاتون فیروزہ کو اُٹھا کے ایک دوسرے کمرے مین لے گئی جس مین ایک مسہری پر کوئی شخص لیٹا ہوا عجب بھیانک آواز سے خواب مین باتین کر رہا تھا۔ یہان اول تو روشنی بہت دھیمی تھی۔ اور پھر مسہری کے اندر ہونے کے باعث سونے والے کی صورت صاف نہین نظر آتی تھی۔ مگر آواز بخوبی سُنی جاتی تھی۔ ابتداءً تو اُس کی باتین فیروزہ کی سمجھ مین نہین آئین۔ پھر جب ذرا ٹھہر کے اور غور سے سنا تو وہ شخص کہہ رہا تھا "اچھا ہوا! اچھا ہوا! کم بخت کا حال کھُل گیا۔ اُس کی دغابازی، بدکاری، بے وفائی۔ اور بدعہدی سب باتین معلوم ہو گئین۔ او ناپاک۔ نالائق۔ دغاباز۔ قطامہ تیرا سب حال کھُل گیا۔ تیری دغابازی کو آنکھون سے دیکھ لیا۔ جا کمبخت۔ نکل۔ دور ہو! دور ہو! (بڑی زور سے چلا کے) دور ہو! میرے یہان سے نکل! نکالو! نکالو! ——"

فیروزہ ۔(سہمی ہوئی آواز مین چُپکے سے) "اے یہ کسے کہہ رہے ہین؟"

آواز ۔(نہایت زور سے) "نکالو! مردار فیروزہ کو نکالو ——"

یہ سنتے ہی فیروزہ نے گھبرا کے پوچھا "اے ہے! خدا کے لیے بتاؤ کہ یہ کون صاحب ہین؟ میرا تو دماغ چکر کھا رہا ہے! تن بدن مین سنسنی پڑ گئی۔ ارے مجھے سنبھالو!"

خاتون ۔(تسلی دینے کے لہجے مین) "ذرا سنبھلی رہو۔ کوئی اندیشہ کی بات نہین۔ ہمت سے کام لو۔" (چلا کے) "اے بس سو چکے۔ (ہاتھ مسہری مین ڈال کے اور شانہ ہلا کے) "لے اب اُٹھو گے یا نہین؟"

سونے والے نے چونک کے انگڑائی لی۔ دونون مٹھیون سے آنکھین ملین۔ اور اُٹھ کے مسہری سے باہر نکلا تو صورت دیکھتے ہی فیروزہ کے مُنھ سے بے اختیار ایک چیخ کی آواز نکلی۔ اور اُسی جگہ غش کھا کے تڑسے گر پڑی۔ خاتون نے خادماؤن کو آواز دی جنھون نے اُسے اُٹھا کے اُسی کمرے مین ڈال دیا جس مین ابھی بیٹھی خاتون سے باتین کر رہی تھی۔ مگر اب محمد زکی کا کہین پتہ نہ تھا۔ خاتون نے مُنھ پر پانی چھڑک کے

اور لخلخہ سُنگھا کے فیروزہ کے ہوش و حواس درست کیے۔ اور جب اُس کی حالت بخوبی سنبھل لی۔ تو مسکرا کے کہا تم مرزا صاحب سے ترک ملاقات کرنا چاہتی ہی تھین مین نے کہا کہ تمھاری یہ آرزو پوری کر دون۔" یہ کلمات سنتے ہی اُس کی نظر اِس سونے والے شخص پر پڑی جو قریب ہی بیٹھا ہوا اُسے غیظ و غضب کے تیورون سے دیکھ رہا تھا بے اختیار پھر چلائی "ہے ہے! مرزا مسعود" اور آنکھین بند کر لین۔

مرزا مسعود ۔ (غصہ کے ساتھ اُسے جھنجھوڑ کے) "مردار تیرا حال کھل گیا۔ مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا! اپنے کانون سے وہ تمام باتین سنین جو دن کو تو میرے عزیز بھائی محمد زکی سے کر رہی تھی! اسے شرط کہ ناک اور چوٹی کاٹ کے تجھے یہان سے نکال دون!"

یہ کلمات سنتے ہی فیروزہ یا تو آنکھین بند کیے پڑی تھی یا اُٹھ کے مرزا مسعود کے قدمون پر گر پڑی اور کہا "میرا قصور معاف کرو! مین بے شک تمھاری گنہگار ہون۔"

مرزا مسعود "اِس اقرار سے کیا ہوتا ہے! جب آنکھون سے تیری دغا بازی دیکھ لی تو پھر تیرا اقرار ہی کیا؟ ورنہ تو بہ تو بند ہو چکا۔"

فیروزہ "مجھے مار ڈالو مگر بے عزت نہ کرو!"

مرزا مسعود "کمبخت قطامہ! تو کیا اور تیری عزت کیا!"

خاتون "بس اب جانے دو۔ جھوٹے کو اُس کے گھر تک پہونچا دیا۔ اور اس کے بعد اُس کی مظلومی پر ترس کھانا چاہیے۔"

مرزا مسعود "یہ کمبخت مظلوم ہے یا مین؟ جس نے اِس کے فریب مین آ کے خدا جانے کیسی کیسی پریشانیان اُٹھائی ہین۔ مین اپنا بدلہ لیے بغیر نہ رہون گا۔"

خاتون "نہین۔ بس اب جانے دو۔ اپنے کیے کو پہونچ گئی۔"

مرزا مسعود "ابھی کہان؟ اب پہونچے گی۔"

فیروزہ ۔ (خاتون کے قدمون پر گر کے) "بی بی خدا کے لیے میری جان بچاؤ۔"

خاتون "ہان مین بچاؤن گی۔ مجھے کسی کو ناحق ستانے کا تو شوق نہین ہے۔"

فیروزہ ۔ (چونک کے) "تو اب خدا کے لیے بی بی یہ بھی بتا دیجیے کہ آپ کون ہین؟"

خاتون "مین وہی عفت ہون جس سے تمھین بدلہ لینا ہے۔"

اِس جواب پر فیروزہ کچھ دیر تک تو دم بخود رہی۔ پھر گھبرا کے بولی "بی بی مین

ہاری اور تم جیتین! اب خدا کے لیے میری جان عذاب سے چھوڑ دو اور وعدہ کرتی ہون کہ پھر کبھی تمھارے راستہ مین نہ آؤن گی۔"

مرزا مسعود۔(بی بی سے) "تم اس معاملہ مین دخل نہ دینا۔ مین بے ناک چوٹی کاٹے نہ رہون گا۔"

عفت آرا۔ "اب تم کو فتح حاصل ہوئی ہے۔ اور بہادر آدمی کی شان یہی ہے کہ نیچا سب ہو کے نرم پڑجاتا ہے۔"

مرزا مسعود۔ "جی ایسی بہادری آپ کو مبارک رہے مین اِس بہادری سے باز آیا۔ مین تو اپنا بدلہ لون گا۔ اور اِس حرام زادی (فیروزہ کو زور سے ایک گھونسہ مار کے) سے پوری طرح سمجھ لون گا تو مجھے صبر آئے گا۔"

یہ باتین ہو رہی تھین کہ محمدی ماما اچھی کہاری کو مارتی ڈھکیلتی اور گالیان دیتی ہوئی لائی اور چلا چلا کے کہنے لگی "حضور نے اِس حرّافہ کا پاجی پن بھی دیکھا؟"

عفت آرا۔ "کیون؟ کیا ہوا؟"

محمدی۔ "حضور یہ مُردار ابھی باورچی خانہ کی طرف چلی۔ جیسے ہی باہر نکلی کسی نے زور سے کہا "اچھی تم کہان ہو؟" مین نے دل مین کہا یہان جنگل مین اِسے کون ملاقاتی مل گیا چُپکے سے آڑ مین جا کے کھڑی ہو گئی تو اِس کی ساری حرمزدگیان کھل گئین۔ کیا دیکھتی ہون کہ یہ ایک مرد سے گھل گھل کے باتین کر رہی ہے۔ اُس نے کہا تم کہان؟ یہ بولی تم کہان؟ پھر اِس نے کہا "بیگم کے ساتھ یہان سیر کو آئی ہون؟" وہ گھبرا کے بولا "بیگم صاحب یہان کہان؟" یہ بولی "یہین تو وہ آئی ہوئی ہین" اُس نے کہا "مجھے تم نے پہلے نہ بتایا" اِس نے کہا "اسے مجھے خبر تھی؟" وہ بولا یہ تو بڑا غضب ہوا تم نے پتہ لگا کے مجھے پہلے خبر کر دی ہوتی۔ اِس نے کہا ہمیشہ ذرا ذرا سی باتون کی تو مین تم کو خبر کرتی رہی اب ایک بات نہین معلوم ہوئی تو اس کو کیا کرون؟ اُس نے پوچھا اور کیا تمھارے حضور بھی یہین ہین؟ یہ بولی "ہان وہ بھی یہین ہین۔" اِس کے بعد ان دونون مین کچھ چھیڑ چھاڑ کی باتین ہوئین۔ اور یہ اُسے ساتھ لے کے پچھواڑے کے برامدے مین چلی گئی۔ جہان سناٹا تھا۔ مین جھٹ پٹ جا کے پہرے کے سپاہیون کو بُلا لائی اور کہا کہ دونون کو جا کے پکڑ لاؤ۔ وہ پکڑ لائے۔ حضور نے اس کی نمک حرامی دیکھی۔"

عفت آرا۔ "پیشتر مین اسے سب سے اچھا سمجھتی تھی مگر کئی مہینے سے اِس پر شبہ ہو چلا تھا۔

کیونکہ اکثر دیکھتی کہ میری باتین سننے کے لیے کمرہ کے اُس پاس لگی رہتی ہو (اچھی سے) کیون اچھی! تو اور ایسی نمک حرامی!"

اچھی ۔ (عفت آرا کے پاؤن پر گر کے) "حضور قصور ہوا پھر ایسی خطا نہ ہوگی۔"

عفت آرا: "کچھ یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ مردوا کون ہے؟"

اچھی ۔ (رو رو کے) "وہ ہمارے حضور کے دوست محمود علی ہین۔" اچھی کی زبان سے یہ نام سنتے ہی فیروزہ خود بخود گھبرا کے چیخ اُٹھی "ارے محمود علی!"

مرزا مسعود: "وہی محمود علی جو تمھارے یہان آتے جاتے ہین؟ تو اُن کی غیب دانی کا ذریعہ یہی تھی؟ اور یہی قحبہ اُن کی موکل ہے"! اچھی سے "اچھا سچ سچ بتا کہ تجھ سے اُن سے کیونکر ملاقات ہوئی؟"

اچھی: "مین حضور اُنھین جانتی بھی نہ تھی۔ مجھے تو مدار بخش نے پھنسایا!"

عفت آرا: "این یہ مُوا مدار بخش! مین سمجھتی تھی کہ دیہاتی اور سیدھا سادھا آدمی ہے! آخر اُس نے تجھے کیونکر پھنسایا؟"

اچھی: "حضور کیا کہون کہ مجھے کیسا جُل دیا ہے۔ پہلے کئی دفعہ اُن کا ذکر کیا۔ مگر مین نے خیال بھی نہ کیا تب مجھے تین روپۂ دیے اور ایک دن خوشامد کرنے لگا کہ ایک گھڑی بھر کو میرے ساتھ چلی چلوگی تو میرے بیٹے کی نوکری لگ جائے گی۔ مین اُس موے کے فریب کو کیا جانون چلی گئی۔ مجھے ایک اکیلے مکان مین لے جا کے بٹھا دیا۔ تھوڑی دیر وہان بیٹھی ہون گی کہ محمود علی آکے نازل ہوئے۔ اور اپنی محبت جتا کے خوشامد کرنے لگے کہ مجھ سے نکاح پڑھوا لو مین نے بیگم صاحب کسی طرح نہ مانا۔ تو اُنھون نے مجھے دھمکانا اور ڈرانا شروع کیا کہ اگر تم نے نہ مانا تو تمھاری ناک کاٹ لون گا۔ مین نے ہزار پیچھا چھڑانا چاہا نہ چھوٹا آخر بیگم صاحب کیا کرتی راضی ہوگئی۔"

مرزا مسعود: "تو تیرا اُن سے نکاح ہو گیا ہے؟"

اچھی: "نکاح کہان ہوا ابھی تک حیلے حوالہ کر رہے ہین۔"

عفت آرا: "تو تو نکاح کرتی یا چھنالا مجھے اِس سے مطلب نہ تھا مگر تجھے یہ کیا پڑی تھی کہ یہان کی روز روز کی باتین جا کے اُسے لگا آیا کرتی تھی؟"

اچھی: "قصور ہوا بیگم صاحب۔ وہ جب ملتے یہین کی باتین پوچھا کرتے اور مجھے بتانا پڑتین۔"

محمدی: "تو حضور اب اُس موے محمود علی کے لیے کیا حکم ہے جو باہر پکڑا کھڑا ہے؟"

عفت آرا :- اُس مونڈی کاٹے کو تھانے مین بھیج دو خدا کی قسم مین اُس سے بہت جلی ہوئی ہون؛
یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ کسی نے باہر پکارا۔ محمدی سُن کے دوڑی گئی اور واپس آکے ایک خط مرزا مسعود کے ہاتھ مین دیا اور کہا "حضور گھر سے ایک آدمی اِکّے پر سوار آیا ہے اور بڑی حضور کا یہ خط لایا ہے"
مرزا مسعود :- کیون خیریت تو ہے؟ "خط کا لفافہ کھولا تو اُس مین سے ایک تار نکلا جسے پڑھتے ہی مرزا مسعود مارے خوشی کے اچھل پڑے اور عفت آرا سے کہا" مین وکالت کے امتحان مین پاس ہو گیا۔ اور اوّل درجہ مین پاس ہوا؛
عفت آرا :- شکر! خدا نے میری سُن لی۔ اور میری بڑی بھاری تمنا بر آئی؛
مرزا مسعود۔ (فیروزہ کی طرف اشارہ کرکے) "اِس قحبہ کے جال مین ایسا پھنسا تھا کہ مین تو قیامت تک پاس نہ ہوتا مگر بیگم یہ سب تمھاری برکتین اور تمھاری خوبیان ہین۔ تمھین نے مجھے قانون کی کتابون کی طرف متوجہ کیا۔ ورنہ مین تو جانتا تھا کہ قانون مجھے عمر بھر نہ آئے گا؛
عفت آرا۔ (خوش ہو کے) "اب تو تم کو یقین آیا کہ تم کو قانون سے پوری مناسبت تھی۔ اور تم جو اُس سے بھاگتے تھے اِس کی وجہ یہ تھی کہ تم کو اُس سے اُنس نہ تھا؛
مرزا مسعود :- بے شک مین قائل ہو گیا۔ لیکن مولوی محمد رسول اللہ صاحب کا آنا بھی میرے حق مین نہایت ہی مفید ہوا وہ نہ آتے تو مین ہرگز پاس نہ ہوتا؛
عفت آرا :- اور یہ بھی تم کو معلوم ہے کہ اُن کو مین ہی نے بُلوایا تھا۔ اور فقط اِس ضرورت سے کہ تمھارے قانون سیکھنے کا کوئی اچھا انتظام ہو جائے؛
مرزا مسعود :- تو وہ تمھارے بلائے ہوئے آئے تھے؟ واللہ بڑا احسان کیا۔ اُس وقت تو مجھے ناگوار سا ہوا تھا مگر اب جو خیال کرتا ہون تو اُن کا آنا ہی میری کامیابی کا سبب ہوا۔ لیکن خدا کے لیے یہ تو بتاؤ کہ آخر تم نے یہ کیا جادو کر دیا کہ فیروزہ اپنے حوالی موالی کے ساتھ یہان آکے یون پھنس گئی جیسے کوئی چڑیا جال مین پھنس کے رہ جاتی ہے۔ اور یہ محمدزکی اُس کے یہان کیونکر جا پہنچے؟ آخر یہ ماجرا کیا تھا؟"
عفت آرا :- جب مین نے دیکھا کہ تمھارے دل پر فیروزہ کا اتنا اثر پڑا ہوا ہے کہ اُس کے خلاف کوئی بات چاہے کیسی ہی سچی ہو تمھارے دل پر جمتی ہی نہین اور

اِس کے ساتھ یہ آفت کہ فیروزہ اور اُس کے رفقا میری دشمنی پر آمادہ ہین اور میری دشمنی مین تمھارے تباہ کرنے کے بھی درپے ہین تو مین نے دل مین کہا کہ اب بغیر کوئی کارستانی کیے کام نہ چلے گا۔ کوئی ایسی تدبیر کرنی چاہیے کہ یہ سب جو کچھ سازشین کیا کرین اُن کی مجھے خبر ہوجایا کرے۔ اِسی فکر مین ایک دن تمھاری پھوپھی جان کو یان گئی تھی۔ وہان محمد زکی سے ملے اور مین نے اُنھین باتون باتون مین ٹٹولا تو خیال گزرا کہ اِن سے کام نکل جائے گا۔ آخر انھین اِس کام پہ لگایا کہ فیروزہ سے راہ و رسم بڑھائین اور وہان کے روز روز کے حالات مجھے پہونچاتے رہا کرین۔ میری محمدی روز جاکے اُن سے ملتی تھی اور فیروزہ اور اُس کے دوستون مین جو جو منصوبے ہوتے میرے پاس پہونچ جایا کرتے۔

محمد زکی نے چند روز مین موقع پاکے فیروزہ کو ایسا شیشہ مین اُتارا کہ یہ مرزا صاحب کے عوض اب اُن کا دم بھرنے لگی۔ مگر اُن کی یہ بڑی لیاقت تھی کہ باوجود ایسے ملنے جلنے اور خلا ملا بڑھانے کے اُس کے پھندے مین نہین پھنسے۔ خالی زبانی باتین بناتے رہے۔ جب تم الہ آباد مین امتحان دینے گئے ہو اُس وقت اُن سے اِس سے زیادہ محبت بڑھی۔ اور اُسی وقت سے یہ تمھارے ساتھ بے وفائی کرنے پر آمادہ ہوگئی۔ اب مین نے ارادہ کیا کہ تمھین اِس کی اصلی حالت دکھا دون۔ تمھین تبدیل آب و ہوا کے بہانے یہان لے کے آئی۔ اور ظاہر یہ کیا کہ کہین دُور جاتی ہون۔ تمھارے کہنے سے فیروزہ کو اطمینان ہوا تو محمد زکی نے اسے ایک جُل دیا۔ اور دھوکے مین یہان لے آئے۔ اور جیسی یہ وفادار تھی ویسا ہی تم کو دکھا دیا۔"

مرزا مسعود "واللہ کمال کیا! حیران ہون کہ بھائی محمد زکی کا احسان مند ہون یا اُن کی نسبت بدگمانی کرون؟"

عفت آرا ۔(زور سے ہنس کے) "بدگمانی! اے اگر انھین اِس مردار سے ذرا بھی لگاؤ ہوتا تو تمھارے دکھانے کے لیے یہان لاتے؟"

مرزا مسعود "شاید اُنھون نے مجھے یہ دکھانا چاہا ہو کہ جو عورت مجھ سے وابستہ ہے وہ اُن پر جان دیتی ہے۔"

عفت آرا "اے توبہ کرو! کیا تمھارے یہان نیکی کا بدلہ بدی ہے؟ اور مین جو

کہہ رہی ہون کہ وہ میرے بھیجے ہوئے گئے تھے اِس کا کچھ اعتبار نہین ؟"

مرزا مسعود "تو تم کو فیروزہ کے یہان کی سب باتین اُنھین سے معلوم ہوا کرتی تھین ؟ مگر یہ تو مین نہ مانون گا - تم نے بہت سی ایسی باتین بتائی ہین جن کو میرے سوا کوئی جانتا ہی نہ تھا - اب شاید تم ٹالنا چاہتی ہو - مگر مین تم سے یہ غیب دانی کا عمل سیکھے بغیر نہ رہون گا۔ تم دیکھو وعدہ کر چکی ہو"

عفت آرا "ہان ہان مین وہ عمل بتاؤن گی"

مرزا مسعود "تو پھر کب بتاؤ گی ؟ اب تو مین امتحان مین بھی پاس ہو گیا"

عفت آرا "ابھی بتا دون ؟"

مرزا مسعود "مگر اکیلے مین بتانا - ایسا نہ ہو کہ کوئی اور جان جائے"

عفت آرا "کوئی جان بھی جائے گا تو کیا کرے گا ؟"

مرزا مسعود "نہین - ابھی ذرا ٹھہرو - (فیروزہ سے) لے بی صاحب اب تم تشریف لے جاؤ (محمدی سے) اِنھین لے جا کے باہر بٹھاؤ - مین تھوڑی ہی دیر مین آ کے ان سب کا فیصلہ کر دون گا"

عفت آرا "اے ٹھہرو تو سہی تمھین یاد ہے کہ مین نے کہا تھا میرا ایک موکل ہے - وہی مجھے روز روز کی خبرین لا دیا کرتا ہے ؟"

مرزا مسعود "ہان تم نے کہا تھا"

عفت آرا "اور یہ بھی کہا تھا کہ اُس موکل سے مجھے بڑی محبت ہے ؟"

مرزا مسعود "ہان کہا تھا - تمھارا یہ فقرہ ہمیشہ ایک کانٹے کی طرح میرے دل مین کھٹکتا رہا ہے - مگر کیا ذرا تھا ؟"

عفت آرا - (مسکرا کے) "تو بس سمجھ لو کہ وہی میرا موکل ہے جس سے مجھے حد سے زیادہ محبت ہے - اور جو مجھے ساری دنیا سے زیادہ عزیز ہے"

مرزا مسعود "یعنی ؟"

عفت آرا "اے تو کیا تم نہین جانتے ؟"

مرزا مسعود "بخدا مین نہین جانتا - تم ہی بتاؤ گی تو معلوم ہو گا"

عفت آرا - (مرزا مسعود کا ہاتھ پکڑ کے) "وہ یہ ہے کیا اس سے بھی بڑھ کے مجھے کوئی عزیز ہو سکتا ہے ؟"

مرزا مسعود "مین ! مین خدانخواستہ کوئی جن تو ہون نہین"

عفت آرا "اب جن سمجھو یا آدمی وہ موکل تم ہی ہو"

مرزا مسعود - (حیرت زدگی سے) "آخر مین کیونکر ہون؟"

عفت آرا "تمھارا قاعدہ ہے کہ رات کو ادھر آنکھ لگی اور اُدھر تم نے بڑانا شروع کیا۔ اور اُسی بڑانے مین تم اپنی دن بھر کی داستان اور اپنی ساری دل کی باتین بیان کردیا کرتے ہو۔ پہلے پہل جب مین نے سُنا تو تمھاری وہ بھیانک آواز سُن کے مین دل مین ڈری مگر دو چار روز مین عادت پڑ گئی اور اب جو غور کیا تو معلوم ہوا کہ اِس طریقہ سے مجھے تمھاری روز روز کی باتین معلوم ہوجایا کرین گی۔ یونہین مجھے فیروزہ اور اِس کے دوستون کے حالات اور تمھارا اُس پر فریفتہ ہونا معلوم ہوا۔ اور اِسی کی وجہ سے میری وہ ساری غیب دانی تھی"

مرزا مسعود - (حیرت سے) "مگر مین نے کبھی اور کسی سے نہین سُنا کہ خواب مین روز بڑایا کرتا ہون"

عفت آرا "اور لوگون نے نہ خیال کیا ہوگا۔ مگر جب سے مین آئی مین نے اُس کا پورا خیال رکھا تم رات کو کسی اور جگہ نہ سوؤ۔ یہان تک کہ تم الہ آباد گئے تو مین نے تاکید کردی کہ اکیلے کمرہ مین سونا اور کسی دوست کے ساتھ نہ رہنا"

مرزا مسعود "ہان یاد ہے۔ تم نے کہا تھا؟"

عفت آرا "تو وہ اِسی لیے کہا تھا کہ تمھارا یہ راز کسی اور پر نہ کُھلنے پائے"

مرزا مسعود - (نہایت ہی متحیر) "تو میری اِس بیہودگی سے تم نے بڑا فائدہ اُٹھایا۔ مگر ابھی مجھے یقین نہین آتا کہ مین ایسا بے وقوف ہون کہ آنکھ لگی اور اپنا حال سنانے لگا"

عفت آرا "اے ابھی دو گھڑی پہلے تم سنا رہے تھے۔ اور فیروزہ کو جتنی گالیان سوتے مین دے چکے ہو شاید جاگتے مین زندگی بھر نہ دو گے۔ خود فیروزہ سُن چکی ہے"

فیروزہ "ہان بیگم صاحب سُن ہی نہین چکی بلکہ آنکھون سے دیکھ چکی۔ دیکھ لیا کہ جیسے عجیب و غریب یہ میان ہین۔ ویسی ہی عجیب و غریب آپ بیوی ہین۔ میرے نصیب مین تو جو کچھ لکھا تھا ہر طرح پورا ہوتا مگر سچے دل سے کہتی ہون کہ خدا ہر شریف آدمی کو ایسی ہی بیوی دے جیسی آپ ہین۔ ایسی بی بی کوئی چراغ لے کے ڈھونڈے تو نہ پائے گا۔ مرزا صاحب اِن کی قدر کیجیے۔ اور عقل ہے تو پاؤن دھو دھو کے پیجیے۔ یہ بی بی نہین فرشتہ ہین۔ اور اِنھین کی وفاداری اور پاکدامنی کا صدقہ اب میرا قصور معاف کردیجیے (یہ کہہ کے فیروزہ پھر مرزا مسعود کے قدمون پر گر پڑی)۔

عفت آرا "ہان اب خدا نے تمھین امتحان مین پاس اور ہر طرح بامراد و کامیاب کیا ہے تو ان سب لوگون کا قصور معاف کر دو"

مرزا مسعود "معاف تو نہ کرتا مگر تمھارے کہنے سے معاف کیا۔ لیکن اس کے ساتھ ان سب سے اب کسی قسم کا تعلق نہ باقی رہنا چاہیے (فیروزہ سے) بی فیروزہ! تم نے میرے بھرا روپیہ کا نقصان کیا ہے اور اس سے زیادہ تمھارے ہاتھون مجھے روحانی صدمہ پہونچا ہے۔ اس وقت مین تمھین اور سب کو بھی سخت سے سخت سزا دے سکتا ہون مگر اسی نیک خاتون کے طفیل مین اور اسی کی سفارش سے جس کی تم دشمن اور خون کی پیاسی ہو تمھارا قصور معاف کرتا ہون لیکن شرط یہ ہے کہ کبھی تمھاری صورت نہ دیکھون اور میرے معاملات مین تمھارا ذکر نہ آئے۔ تم آج ہی جا کے وہ مکان جس مین مین نے تمھین رکھا ہے خالی کر دو۔ اور اس مین جو کچھ اسباب ہے اُسے بھی تم ہی لے جاؤ (اچھی سے) اور مرزا تو بھی میرے گھر سے نکل۔ کل ہی گھر پہونچ کے اپنا اسباب لے اور جہان تیرا جی چاہے جا۔ جا ہے محمود علی سے منھ کالا کرائے یا کسی اور سے۔ اور ہان محمود علی سے کہہ دے کہ اُس کو بھی مین نے ترس کھا کے چھوڑ دیا۔ لیس اسی وقت فیروزہ حامد حسین اور سب ساتھ والون کو لے کے وہ اس باغ سے چلا جا اور پھر کبھی اپنی ناپاک اور نجس صورت نہ دکھائیے۔ اگر صبح تک رہا تو خیریت نہیں"

عفت آرا "اور مُوسے مدار بخش کو بھی کل ہی گھر سے نکالو"

مرزا مسعود "وہ نابکار بھی نکالا جائے گا"

فیروزہ - (عاجزی سے) "اگر جانے سے پہلے مین محمد زکی کی صورت ایک دفعہ اور دیکھ لیتی"

عفت آرا - (ہنس کے) "تم تو جانتی ہو کہ (مرزا مسعود کی طرف اشارہ کرکے) ان کے سامنے وہ تم سے نہین مل سکتے۔ اور یاد رکھو کہ اب تم اُن کی صورت بھی نہ دیکھو گی جس کام کے لیے وہ تمھارے پاس جاتی تھین وہ پورا ہو گیا"

اس کے بعد فیروزہ رات ہی کو اپنے دونون دوستون اور ملازمون کے ساتھ خاموش، و نادم اور اپنی قسمت کو روتی ہوئی باغ سے واپس روانہ ہو گئی۔ اور صبح ہی وہ مکان خالی کر کے چوک کے ایک کمرے مین اٹھ گئی مرزا مسعود محمد زکی اور عفت آرا کے سامنے دوسرے دن صبح کو مرزا صاحب کی کامیابی و کامرانی کے جشن کے طریقہ سے دونون طائفون کا دنگل مجرا ہوا جس کے بعد سب خوشی خوشی اپنے گھر آئے۔ اور عیش و عشرت کی زندگی بسر کرنے لگے چند ہی سال مین نظر آ گیا کہ مرزا مسعود شہر کے عالی مرتبہ اور کامیاب ترین وکیل تھے جو قوم کے اتفاق آرا سے لیجسلیٹو کونسل کی ممبر ہو کے آنریبل مرزا مسعود ہو گئے۔ اور عفت آرا کے بچون نے پروان چڑھ کے ولایت کی تعلیمین پائین۔ اور بڑے بڑے عہدے حاصل کیے۔

مولانا مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر کے مشہور زمانہ اور مقبول عام تصنیفات

تاریخ اور لائف وغیرہ

(۱) **جنید بغدادی**۔ (سلسلۂ مشاہیر اسلام کی پہلی کتاب) حضرت جنید بغدادی کے حالات زندگی آپکی تعلیمین۔ آپکا تصوف اور آپکا فلسفۂ الٰہی۔ قیمت . . . . . . عہ

(۲) **ابو بکر شبلی**۔ (سلسلۂ مشاہیر اسلام کی دوسری کتاب) حضرت شیخ ابوبکر شبلیؒ کے حالات آپکا جوش و محبت اور آپکا جذب و خروش۔ عہ

(۳) **تاریخ سندھ** نہایت مکمل و مستند تاریخ ارض سندھ قدیم الایام سے حکومت عرب کے آخر زمانے تک اسکا بیان کہ فاتحین عرب نے سندھ مین کیا کیا۔ دو جلدین۔

جلد اول کی قیمت . . . . ہر

جلد دوم کی قیمت . . . . ہر

(۴) **حروب صلیبیہ** صلیبی لڑائیان جو کئی صدیوں تک بیت المقدس کی حکومت کیلئے مسلمانون اور عیسائیون مین رہین۔ قیمت . . . . عا

(۵) **خواجہ معین الدین چشتی** حضرت قطب الہند خواجہ اجمیری کے مستند تاریخی حالات اور آپکے کمالات۔ ۶

(۶) **ملکۂ زنوبیہ**۔ حضرت مسیح کے عہد کے قریب کی ایک عربی نژاد حسین ملکہ کے حالات زندگی۔ قیمت۔ ۳

(۷) **الحکم الرفاعیہ**۔ سید شیخ احمد رفاعی کے اسی نام کے سراپا نصائح رسالہ کا ترجمہ۔ قیمت ۲

(۸) **آغائی صاحب** مرزا آغا علیخان بہادر رئیس لکھنؤ کے حالات زندگی عہ

(۹) **رفع النقاب**۔ مروجہ پردہ کی تردید شرعی پردے کے صحیح حدود بتانے مین مولانا احمد مختار صاحب عباسی کا مدلل رسالہ۔ ہر

تاریخی ناول

(۱۰) **غیب دان دلہن**۔ پاکدامن عفیفہ اور قابل بی بی کی برکتین اسکی حیرت انگیز غیب دانی۔ میان کو تمام لغزشون سے بچا کے راہ راست پر لگانا اور انتہائی ترقی پر پہونچا دینا۔ نہایت عمدہ سوشیل ناول قیمت . . . . . . عہ

(۱۱) **فلپانا**۔ مولانا شرر کا سب سے تازہ تاریخی ناول۔ (جس مین) شمالی افریقہ میں صحابۂ کرام کا حملہ حضرت عثمان کا دور صحابہ کی پاکبازی و نیک نفسی شاہزادی فلپانا اور عبداللہ بن زبیرؓ نہایت اعلیٰ درجہ کا ناول۔ . . . عہ

(۱۲) **ماہ ملک**۔ مولانا شرر کا سب سے نیا اور اچھوتا ناول جسمین دولت غوریہ کے اوج عروج سلطان غیاث الدین شہاب الدین غوری کے کارنامے اور اس عہد کی معاشرت اصلی نیک شاہزادی ماہ ملک کے سچے حالات اور کمالات دکھائے گئے ہین قیمت عا

(۱۳) **یوسف و نجمہ کامل**۔ جگ بیتی نہین آپ بیتی ہے کیا موثر کہانی ہے اور پھر وہی زبانی مہری نہایت پایہ کا ناول . . . . ہر

(۱۴) **شوقین ملکہ** پہلی زمانہ جاہلیت کی ایران کے حالات ... تہذیب کی مشتاقانہ زبان مرقع کے پہلو مین نادر تصنیف۔ ہر

(۱۵) **فتح اندلس**۔ اسپین پر مسلمانوں کا حملہ جولین حاکم سبتہ کی بیٹی فلورنڈا کی آبرو ریزی اسپین کے بادشاہ سے اسکی بے عزتی۔ اور دنیا مین اسلام کی آواز سے اسکا انتقام۔ قیمت۔ عا

(۱۶) **فردوس برین**۔ نہایت ہی حیرت انگیز ناول فرقہ باطنیہ حشیشین اور انکے سرگرم فدائی۔ شیخ الجبل کا سفر اور جنت کی سیر ایسا اردو ناول کا جواب کسی دوسری زبان مین بھی نہین مل سکتا۔ قیمت . . . . عہ

دلگداز اور اتحاد کی جلدین

(۱۷) **جلد دلگداز** سنہ ۱۹۰۱ء (مکمل بارہ پرچے) قیمت۔ عہ

(۱۸) **جلد دلگداز** سنہ ۱۹۰۲ء دلگداز کے وہ سب پرچے جو سنہ ۱۹۰۱ء اور سنہ ۱۹۰۲ء مین شائع ہوئے (بارہ پرچے) عہ

(۱۹) **جلد دلگداز** سنہ ۱۹۰۵ء (مکمل بارہ پرچے) قیمت عہ

(۲۰) **جلد دلگداز** سنہ ۱۹۰۶ء (مکمل بارہ پرچے) قیمت عہ

(۲۱) **جلد دلگداز** سنہ ۱۹۰۶ء (مکمل بارہ پرچے) قیمت عہ

(۲۲) **جلد دلگداز** سنہ ۱۹۰۹ء (بارہ پرچے) قیمت عہ

(۲۳) **جلد اتحاد** بابت سنہ ۱۹۰۶ء (۲۲ رسالے) قیمت عہ